

اسلامی ممالک میں رویت ہلال کا طریقہ کار (مطالع کے اعتبار سے تقابلی مطالعہ)

مقالہ نگار

محمد رضا فراز



فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، ایچ نائن، اسلام آباد

اپریل، ۲۰۲۲ء

اسلامی ممالک میں رویت ہلال کا طریقہ کار (مطالع کے اعتبار سے تقابلی مطالعہ)

مقالہ نگار

محمد رضا فراز

ایم اے (پنجاب یونیورسٹی)، پنجاب، ۲۰۱۷ء

یہ مقالہ ایم فل علوم اسلامیہ کی جزوی تکمیل کے لیے پیش کیا گیا ہے

ایم فل علوم اسلامیہ



فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

© محمد رضا فراز، ۲۰۲۲ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

منظوری فارم برائے مقالہ و دفاع مقالہ

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انہوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھا اور مقالے کے دفاع کو جانچا ہے، وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف سوشل سائنسز کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالہ بعنوان: اسلامی ممالک میں رویت ہلال کا طریقہ کار (مطالع کے اعتبار سے تقابلی مطالعہ)

Method of Moon Sighting in Muslim Countries: (Comparitive study of moonrise)

نام ڈگری: ایم فل آف فلاسفی علوم اسلامیہ
نام مقالہ نگار: محمد رضا فراز
رجسٹریشن نمبر: M.Phil/IS/F-18-1631

ڈاکٹر منزہ سلطانہ
(نگران مقالہ)
نگران مقالہ کے دستخط

ڈاکٹر نور حیات خان
(صدر شعبہ علوم اسلامیہ)
صدر شعبہ کے دستخط

پروفیسر ڈاکٹر خالد سلطان
(ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز)
ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز کے دستخط

برگیدٹیر سید نادر علی
(ڈائریکٹر جنرل، نمل)
ڈائریکٹر جنرل، نمل کے دستخط

تاریخ

حلف نامہ فارم

(Candidate Declaration Form)

ولد محمد سرفراز

میں محمد رضا فراز

رجسٹریشن نمبر M.Phil/IS/F-18-1631

رول نمبر MP-F18-IS-415

طالب علم ایم فل شعبہ علوم اسلامیہ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز (نمل) اسلام آباد حلفاً اقرار کرتا

ہوں کہ مقالہ بعنوان

اسلامی ممالک میں رویت ہلال کا طریقہ کار (مطالع کے اعتبار سے تقابلی مطالعہ)

Islami mumalik my royat e Hilal ka tariqa kar (matalay kay aetibar sy taqabli mtaliya)

ایم فل علوم اسلامیہ کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے سلسلے میں پیش کیا گیا ہے۔ اور ڈاکٹر منزہ سلطانہ کی نگرانی میں تحریر کیا گیا ہے۔ راقم الحروف کا اصل کام ہے ماسوائے جہاں متن مقالہ میں بیان کیا گیا ہے اور یہ کہ مذکورہ کام نہ تو کہیں اور جمع کروایا گیا ہے نہ ہی پہلے سے شائع شدہ ہے اور نہ ہی مستقبل میں کسی بھی ڈگری کے حصول کیلئے کسی دوسری یونیورسٹی یا ادارے میں میری طرف سے پیش کیا جائے گا۔

نام مقالہ نگار: محمد رضا فراز

دستخط مقالہ نگار:

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

ملخص مقاله (Abstract)

Method of Moon Sighting in Muslim Countries (Comparative study of moonrise)

This research is about “Methods of Moon sighting in Muslim Countries (Comparative studies of moonrise)”. Time is an important aspect of life. Our religion Islam also tells us the importance of time as many Ibadaat depends on it. For the last 1442 years, the Muslim year starts with the observing of moonrise for the same land in which sighting is held. But due to the vast expansion of civilization and different aerial atmospheres, the problem of moon sighting become a global issue for Muslims because the visual and vision of the moon differ from place to place and the method of moon sighting differs from country to country. Sometimes even in the same country we can find followers of multiple religious belief disagreeing with each other regarding the problem of moon sighting. Defining the causes for the adoption of different methods of moon sighting according to the Islamic commands is the key discussion of this thesis. In this research the fundamentals of Islamic commands regarding the methods of moon sighting which is adopted by some major Islamic countries is discussed. Different lunar phases and the Comparison of contemporary methods which are used by Muslim observers with in the selected Muslim countries will be discussed. There is a lack of collaboration of modern methods for determining the birth of the moon and actual sighting, to fill this gap the scientific ruling about the moon evolution is elaborated. The birth of the new moon is different in different aerial atmospheres. With the help of scientific methods, the birth of new moon can be estimated using different trigonometric assessments and satellite readings which helps in the actual sighting of the moon. Some countries like Indonesia only use the scientific method for the estimation of new moon but there are some countries which uses these estimation method to help them in physical sighting of the moon in a very optimized way which leads other countries to follow them in starting their lunar month.

فہرست عنوانات

i	منظوری فارم برائے مقالہ
ii	حلف نامہ
iii	ملخص مقالہ
iv	فہرست عنوانات
vi	اظہار تشکر
vii	انتساب
1	مقدمہ
10	باب اول: رویت ہلال کا تعارف و اہمیت
11	فصل اول: رویت ہلال کا تعارف و پس منظر
38	فصل دوم: عبادات میں رویت ہلال کی اہمیت
44	فصل سوم: فقہی اصول و ضوابط
50	باب دوم: رویت ہلال اور اختلاف مطالع، فقہاء کی آراء کا مطالعہ
51	فصل اول: اختلاف مطالع کی لغوی تحقیق و حدود
59	فصل دوم: اختلاف مطالع میں فقہاء کی آراء
73	فصل سوم: اختلاف مطالع عصر حاضر کے تناظر میں
79	باب سوم: رویت ہلال اور جدید سائنسی نظام سے استفادہ
80	فصل اول: جدید سائنسی نظام کی شرعی و قانونی حیثیت
83	فصل دوم: جدید سائنسی نظام کے بارے میں فقہاء کی آراء
93	فصل سوم: رویت ہلال اور جدید سائنسی نظام، سکالرز کی آراء
98	فصل چہارم: جدید سائنسی فلکی نظام سے رویت ہلال میں استفادہ کی صورتیں
110	باب چہارم: منتخب مسلم ممالک میں رویت ہلال کا طریقہ کار اور تقابلی جائزہ
111	فصل اول: پاکستان میں رویت ہلال کے اصول و ضوابط
124	فصل دوم: سعودی عرب اور تقویم ام القرٰی
132	فصل سوم: انڈونیشیا اور نظریہ وجود ہلال

135	فصل چہارم: مراکش میں رویت ہلال کا طریقہ
142	فصل پنجم: منتخب مسلم ممالک میں رویت ہلال کے طریقہ کار کا تقابلی جائزہ
148	نتائج بحث
149	سفارشات
150	فہارس
151	فہرست آیات
152	فہرست احادیث
153	فہرست اصطلاحات
155	مصادر اور مراجع

اظہار تشکر (Acknowledgments)

میں سب سے پہلے اللہ کریم کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے ہماری بہتری کیلئے اپنے پاک کلام میں نہ صرف علم کی اہمیت اور طلب علم کی فرضیت کو اپنی مخلوق پر واضح فرمایا بلکہ مجھے علم دین سے بہرہ مند بھی فرمایا۔ میں اپنے والدین اور تمام اہل خانہ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں جن کی محنتوں اور دعاؤں کیساتھ مجھے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا۔ میں صدر شعبہ ڈاکٹر نور حیات خان صاحب کا شکر گزار ہوں جن کے توسط سے اس یونیورسٹی میں شعبہ علوم اسلامیہ روز بروز ترقی کے منازل طے کر رہا ہے، خصوصاً محترمہ ڈاکٹر منزہ سلطانہ صاحبہ کا شکر یہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ جن کی رہنمائی سے میرا یہ تحقیقی کام پایہ تکمیل تک پہنچا۔ ان کے علاوہ شعبہ علوم اسلامیہ کے تمام اساتذہ کا شکر یہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جن کی کمال شفقت اور رہنمائی سے میرا یہ کام تکمیل کے مراحل تک پہنچا۔ پھر اس کے بعد محترم محمد وسیم انور کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے مقالہ کی ترتیب میں میری معاونت کی۔ میں ان تمام لائبریریوں کے عملے کا بھی ممنون ہوں جن کے تعاون نے مجھے اس تحقیق کو مکمل کرنے میں مدد دی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام افراد کو ان تمام امور کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

محمد رضا فراز (مقالہ نگار)

انتساب (Dedications)

میری یہ تحقیق آنحضرت ﷺ خاتم النبیین کے نام

مقدمہ

موضوع تحقیق کا تعارف (Introduction To The Topic)

رویت ہلال بنی نوع انسان کیلئے مہینوں کی ابتداء اور انتہاء کی تعیین کا ایک قدیم ذریعہ ہے۔ اسی کی مدد سے قبل از اسلام مہینوں کا تعیین کرنے اور فصلوں کی بیجائی اور کٹائی کیلئے وقت کی انتہائی نقطہ تک کی پہچان بھی صرف رویت ہلال کی وجہ سے ممکن تھی۔ موسموں کی تبدیلی، تجارت کے اوقات میں تخصیص، خصوصاً بالخصوص اسلامی عبادات کیلئے کی انتہائی درجہ کی تعیین کیلئے رویت ہلال کی بنیادی جزء کی حیثیت رکھتا ہے۔

جب اسلامی فتوحات کے ساتھ منطق و فلسفہ، ریاضی، الجبرا، جیومیٹری اور فلکیات جیسے علوم و فنون ارتقاء کی منازل طے کرتے ہوئے مسلمانوں تک پہنچے تو ان علوم و فنون کو اسلامی حکومت اور مسلم معاشرے کی نئی ضرورتوں میں استعمال کیا گیا اور اسلامی عبادات کے لیے بھی ان کا استعمال اس حد تک کیا گیا ہے کہ شریعت کی سادگی کا اصول برقرار رکھتے ہوئے ان علوم و فنون کو مزید آسانی کا ذریعہ بنایا جاسکے۔ از روئے شریعت رویت ہلال پر قمری مہینوں کا انحصار ہے جس کے ساتھ ہماری کئی عبادات وابستہ ہیں۔

رویت ہلال کا مسئلہ دور حاضر میں اختلاف کا باعث بنا ہوا ہے اور اسلامی ممالک میں یہ شرعی مسئلہ خاص اہمیت رکھتا ہے اور حل طلب ہے۔ پاکستان میں ایک عرصہ سے رمضان المبارک اور عید الفطر کی آمد پر اختلاف کا ماحول بن جاتا ہے اور پاکستان میں رویت ہلال کا دوسرے اسلامی ممالک سے اختلاف نظر آتا ہے۔ جس کی وجہ اختلاف مطالع ہے۔ اختلاف مطالع سائنسی اور جغرافیائی لحاظ سے ایک بدیہی حقیقت ہے اور شرعی نقطہ نگاہ سے بھی درست ہے۔

پاکستان میں ایک ہی مطلع کے اندر ہی شہروں میں عیدین کا اختلاف پایا گیا ہے جیسے مئی 1988ء اور اپریل 1992ء فروری 1996ء دسمبر 2000ء اور اکتوبر 2006ء کو بیک وقت دونوں جگہ عید الفطر منائی گئی اور یہ اختلاف زیادہ تر خیبر پختونخواہ میں پایا جاتا ہے بعض لوگوں کے نزدیک اس صوبے کے کئی شہر سعودی عرب کے مطابق اپنی عید مناتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات اور جدید سائنس کے انکشافات و ایجادات میں مطابقت ہونے کے باوجود امت مسلمہ میں رویت ہلال کے مسئلہ پر اختلاف پایا جاتا ہے ان عوامل سے آگاہی حاصل کرنے اور ان مسائل کے حل کے لیے علماء رویت اور مسلم ماہرین فلکیات بین الاقوامی سطح پر اپنی کوششیں کر رہے ہیں۔ مندرجہ بالا کوائف کے پیش نظر دور حاضر میں مقالہ ہذا کے موضوع کا انتخاب کیا گیا ہے تاکہ اس مسئلہ کے بنیادی عوامل تک رسائی حاصل کر کے اس کو

مزید بہتری اور ترقی کی طرف رواں دواں کر سکیں، جو اسلامی تعلیمات سے مکمل ہم آہنگ اور موجودہ سائنسی و فلکی ایجادات سے مستفید ہو۔

موضوع کی ضرورت اور اہمیت (Significance of the Study)

قدیم زمانے سے اختلاف مطالعہ کا مسئلہ فقہاء کے درمیان زیر بحث رہا ہے فلکیات کے ماہرین قدیم زمانے سے ہی موجود رہے ہیں اور انہوں نے علم فلکیات اور فنون فلکیات کے تحت ایسے چارٹس اور نقشے تیار کیے ہیں جن کے ذریعے پوری دنیا کے مختلف بڑے شہروں اور مشہور علاقوں میں کئی سالوں تک ہر نئے چاند (New Moon) کی تاریخ اور امکانی وقت دریافت کرنا بہت آسان ہو چکا ہے۔

ملائیشیا یونیورسٹی کے پروفیسر اور مسلمان سائنسدان ڈاکٹر محمد الیاس نے بھی اس قسم کا نقشہ تیار کیا ہے۔ جس سے 31 سال تک نئے چاند کی تاریخ اور وقت معلوم کیا جاسکتا ہے۔

اب ہم سلف صالحین کی بصری روایت کے ساتھ دور حاضر کی مختلف ٹیکنالوجیز پر سیر حاصل بحث کی طرف اسلئے بڑھتے ہیں تاکہ یہ تحقیقی اور حتمی طور پر معلوم ہو سکے کہ جدید دور کے وسائل سے سلف صالحین کے روایت ہلال کے طریقے کار میں انتہائی نکتہ کی باریکی تک کے نتائج کا حصول کتنا درست ہے؟ اور شرعی طور پر کس اصطلاح کا مصداق ہے؟ کیسے فلکیاتی علوم کی بنیاد پر روایت کا مسئلہ حل کیا جاسکتا ہے؟ یا چاند کی روایت کیلئے محکمہ موسمیات سے مدد کس طرح لی جاسکتی ہے؟ یعنی فلکیاتی حساب روایت ہلال میں کس حد تک مددگار ہے؟ مسلم ممالک میں فقہاء کے اصولوں کے مطابق روایت ہلال کمیٹیوں کے اصولوں کا جائزہ لینے کے لیے اور اس بارے میں قابل غور امور کے پیش نظر اس موضوع پر مقالہ لکھنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ (Literature Review)

سب سے پہلے ان مقالات کا ذکر کیا جاتا ہے کہ جو روایت ہلال کے بارے میں ایک منفرد نمائندگی کرتے ہیں۔ پاکستان میں روایت ہلال کا طریقہ کار فقہاء احناف کے اصول و ضوابط کی روشنی میں، اس موضوع پر حافظ محمد ادریس نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے ۲۰۰۱ء میں اپنا مقالہ پیش کیا جس میں روایت ہلال کا لغوی اور اصطلاحی معنی کی تحقیق کی گئی ہے اور روایت ہلال سے متعلقہ آیات قرآنی اور احادیث طیبہ کا حسین امتزاج موجود ہے۔ مختلف فقہاء کرام کے اقوال، قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی توجیہات، پیش لیں۔ فقہائے احناف کے وہ اصول بھی بیان کیے جس کی پیروی کر کے عبادات کیلئے ہلال کے اوقات پر ایک عمیق نظر رکھی گئی ہے۔ پھر مرکزی اور علاقائی کمیٹیوں کا شرعی اصولوں سے موازنہ بھی کیا گیا، جس میں سب سے پہلے مرکزی روایت ہلال کمیٹی، اس میں شرعی قاضی کی حیثیت علماء فقہ کے اقوال کی روشنی میں وضاحت سے بیان کی۔ اور یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ از روئے

سنجیدگی غلط شہادت پر تعزیر کی سزا رکھنا بھی مسلم حکومت کا فرض ہے اور ساتھ ہی ساتھ درست شہادت کی تصدیق اور اس کی پرکھ کا ایک مکمل مربوط نظام رویت ہلال کے اسلامی طریقہ کا ایک خاصہ ہے۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس معاملے میں کس قدر احتیاط سے کام لیتے تھے اس کی کماحقہ وضاحت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے بیان کی گئی ہے۔ اسکے بعد غیر سرکاری رویت ہلال کمیٹیوں کا شرعی اصولوں سے موازنہ بھی کیا گیا۔ اس کے علاوہ ۲۰۱۵ء میں محمد کاشف و قار نے 'پاکستان میں رویت ہلال: مسائل اور ان کا حل' کے نام پر گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد سے ایک مقالہ پیش کیا جس میں صرف ملک پاکستان میں پائے جانے والے اسلامی و قمری نظام الاوقات پر ایک جامع بیان واضح کیا، اس ارض پاک میں پائے جانے والے ان تمام امور پر دقیق مواد بھی فراہم کیا اور مختلف عقائد از روئے اختلاف مطالع کی وضاحت کی، اور آخر میں پاکستان میں رویت ہلال کے متعلق چند مسائل اور ان کا حل پیش کیا۔

اب Chronologically ان آرٹیکلز کی طرف جاتے ہیں جن کی وجہ سے اب تک کے رویت ہلال پر ایک عمیق نظر حاصل ہو سکتی ہے۔ سب سے پہلے ۱۹۷۴ء میں سید صد حسین رضوی نے اپنی تحریر "رویت ہلال کی حقیقت"، جو فکر و نظر، ولیم 12، نمبر 2، میں رویت ہلال کے متنازع پہلوؤں کو جامع انداز میں بیان کیا ہے اور جمع نقشہ، عرب ممالک کے جغرافیائی انداز میں رویت ہلال کے امکانات اور اسی وقت میں ایشیائی ممالک میں عدم رویت پر تفصیل بیان کی۔ جس کے حل میں انہوں نے متعلقہ ملک کی رویت ہلال کمیٹی کے ممبران میں کم از کم ایک ممبر علم ہیئت (علم فلکیات) کا ماہر بھی ضروری قرار پایا تاکہ چاند کی پیدائش پر ایک عمیق نظر رکھی جاسکے اور رویت ہلال کے امکانات اور عدم امکانات کا علم ہو سکے کیونکہ رویت ہلال کا دار و مدار چاند کے نظر آنے کے امکانات پر ہے۔ اس میں انہوں نے لوگوں کے اپنے اندازے کے مطابق بنائے گئے قواعد (اگر ایک مہینہ 30 دن کا ہو تو اس سے اگلا مہینہ 29 دن کا ہوگا) کی بھی نفی کی ہے اور لکھا ہے کہ ایسا ممکن تو ہے لیکن ضروری نہیں کیونکہ یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے، اس حوالے سے سابقہ علماء کے اندازے اور تجربے بھی تحریر کیے ہیں۔

اور اسی جریدہ میں عبدالقدوس ہاشمی نے اپنی تحریر 'رویت ہلال کی ضرورت' میں تیسری صدی ہجری سے اس مسئلے کی ابتداء کا ذکر کرتے ہوئے موجودہ دور میں اسی مسئلے کی بڑھتی ہوئی عوامی پریشانی اور کثرت اختلافات کو ذکر کیا ہے۔ قدیم بابل کے لوگوں سے لے کر موجودہ دور میں اختلاف مطالع کے متعلق اور رویت ہلال کی تعیین میں بین الاقوامی اعداد و شمار کو یکجا کیا ہے۔ اسکی وضاحت کیلئے انڈونیشیاء، مکہ مکرمہ اور سان فرانسسکو کے اسلامی اوقات عبادات جن میں نماز اور روزہ وغیرہ شامل ہیں ان تمام کی موازنہ وضاحت کی ہے۔

۱۹۸۲ میں محترم عبداللہ بن حمید نے تحقیقات اسلامی، والیم 1، صفحہ نمبر 4 پر بعنوان رویت ہلال کا مسئلہ پر اپنے آرٹیکل میں سابقہ تفصیلی موضوع رویت ہلال کی بنیادی اصطلاحات کے علاوہ دیگر شرعی اور مقامی مسائل کی توضیح کی ہے اور جہاں ممکن ہو ان میں پائے جانے والے اعتراضات کے ساتھ ان تمام تصحیحات بھی ذکر کی ہیں جو کہ اس گراں قدر اسلامی نظام الاوقات میں مزید بہتری کا باعث بن سکتا ہے۔ تاکہ امت مسلمہ کو ایک ہی نظام الاوقات کے اندر پرویا جاسکے۔ اس کے علاوہ اختلاف مطالع کی اصل وجوہات کو بھی ذکر کیا گیا ہے اور اس کی دقیق تحقیق کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔

۲۰۰۷ میں ڈاکٹر محمد طاہر حکیم نے اپنی تحریر رویت ہلال میں اختلاف اور مسلم معاشرے پر اسکے اثرات جو ریسرچ جریدہ حکیم فکر و نظر، والیم 45 میں شائع ہوئی میں فرمایا کہ ہمارے ملک میں رویت ہلال کے مسئلے میں قومی وحدت کو نقصان اس وجہ سے بھی پہنچتا ہے کہ یہاں اپنی مقامی رویت کی بجائے مکہ مکرمہ کی رویت ہلال کی پیروی کی جاتی ہے اور اسکے لئے عوام میں ایک علیحدہ سے کمیٹی بھی تشکیل دی گئی ہے۔ اسکے بعد انہوں نے ثبوت ہلال کی صورتیں بیان کی ہیں جن میں سے بصری رویت، شہادۃ علی الشہادۃ، شہادۃ علی القضاء اور استفاضہ خبر پر عمل کیا جاسکتا ہے اور اگر مندرجہ بالا صورتیں میسر نہ آئیں تو پھر تیس دن پورے کئے جائیں گے جو کہ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کے فرمان مقدس کی اتباع ہے۔ اور اس کے بعد رویت ہلال اور اسباب اختلاف کا بیان ہے۔ جس میں فقہائے امت کے تین اقوال ملتے ہیں ایک تو یہ کہ اختلاف مطالع کا کسی حال میں اعتبار نہ کیا جائے گا دوسرا یہ کہ اختلاف مطالع کا ہر حال میں اعتبار کیا جائے گا اور تیسرا یہ کہ بلاد بعیدہ میں اعتبار کیا جائے گا اور قریبہ میں نہیں کیا جائے گا۔ اور انہیں تین اقوال کی وضاحت مختلف فقہائے اکرام کے اقوال اور عبارات کی روشنی میں کی گئی ہے جن میں علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن قدامہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام زلیعی اور امام کاسانی، مولانا عبداللہ لکھنوی، علامہ شبیر احمد عثمانی کے اقوال کو ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد شہادت کی شرعی شرائط کا ذکر کیا گیا ہے اور اس میں امام قرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول لایا گیا ہے۔ اسکے بعد شہادۃ کو فنی طور پر پرکھنے کیلئے علم فلکیات کے حسابات کی روشنی میں وضاحت زینت قرطاس کی گئی ہے۔ اور اس امر کی تائید کیلئے امام قاضی تقی الدین السبکی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اور بعد ازاں اصلاحی تجاویز بھی پیش کی گئی ہیں جو کہ امام شافعی اور امام باجی مالکی، امام شاطبی، امام ابن القیم کے اقوال پر مبنی ہیں۔

اور اسی جریدہ کے والیم ۴ میں محمد مشتاق احمد صاحب نے اپنی تحریر رویت ہلال کے فیصلے کے لیے حکم حاکم کی ضرورت، میں اولاً روایت اور شہادت میں فرق کو واضح کیا ہے کہ شہادت کیلئے شریعت کے اصول سخت ہیں جبکہ روایت کرنے والے کیلئے محض عادل اور مستور الحال ہونا بھی کافی ہے اور اس پر غیر ضروری جرح ناجائز ہے جبکہ

شہادت کے معاملے میں گواہ پر جرح کرنا صرف جائز ہے بلکہ ضروری بھی ہے۔ اور اس کے ثبوت کیلئے امام اعظم ابو حنیفہ کا قول بھی نقل کیا ہے۔ اسکے بعد انہوں نے روایت ہلال رمضان کی شہادت کیلئے شروط و نصاب کی توضیح بھی کی ہے۔ جس میں امام محمد کے اقوال کتاب الاستحسان سے امام طحاوی اور امام کرخی کے اقوال بھی ذکر کئے ہیں اسکے علاوہ خاتمة المحققین علامہ ابن عابدین الشامی اور امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہما کے اقوال کہ جن میں یہ بات شامل ہے کہ آسمان صاف ہونے کی صورت میں بھی ہلال رمضان کیلئے جم غفیر کی بجائے دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کافی ہے۔

۲۰۱۰ میں محمد مشتاق احمد نے فکر و نظر کے والیم ۵۰ میں اپنے آرٹیکل بعنوان 'روایت ہلال کے فیصلہ میں فلکی حسابات کے اعتبار و عدم اعتبار کا مسئلہ' میں اسلام کے اس قمری نظام الاوقات کو از روئے شرع و فلکیات نہایت تفصیل کے ساتھ کیا۔ اس میں انہوں نے ان تمام پہلوؤں کا ذکر کیا ہے جو کہ دور جدید میں قمری عمر اور طلوع قمر کیلئے مناسب سائنسی مواد فراہم کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ محض کسی ایک معینہ علاقہ کی روایت کو دیگر دور دراز علاقوں کیلئے معیار الاوقات بنا دینے پر اختلافات کا بھی موازنہ کیا ہے۔

۲۰۱۳ میں 'انقادر رمضان و عیدین میں روایت قمر کی شرط میں حکمت ایک تحقیقی جائزہ' کے عنوان پر ڈاکٹر صالح الدین حقانی اور حافظ نظام الدین نے ریسرچ جریدہ الايضاح کے والیم ۲ میں آرٹیکل لکھا جس میں ثبوت ہلال رمضان و عیدین کی تحقیق میں اولاً ائمہ فن کی آراء، لفظ ہلال کی لغوی بحث کے بارے میں نقل کی ہیں۔ پھر ثبوت ہلال رمضان کی تحقیق کرتے ہوئے ان شرائط کا ذکر کیا ہے کہ جس سے روایت ہلال کو تقویت ملتی ہے۔ اور ان کی تفصیل کیلئے فتاویٰ قاضی خان اور علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کو نقل کیا ہے جو کہ ایک عادل شخص کی تعریف میں ذکر کئے گئے ہیں۔ اس کی مزید تشریح میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال بھی لائے ہیں۔

آرٹیکلز سے فراغت کے بعد علمائے کرام کی وہ کاوشیں جو کہ کتابوں کی شکل میں موجود ہیں ان کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ روایت ہلال کے موضوع پر 'مسئلہ روایت ہلال، ادلہ شریعہ کی روشنی میں'، مولانا محمد رفیق صاحب نے تبیان الادلۃ فی اثبات الاہلۃ کا ترجمہ کرتے ہوئے کتاب لکھی۔ اس کتاب کے اول حدیث کریم کی برکات حاصل کی گئی تاکہ مسئلہ روایت ہلال کی وضاحت کی جاسکے۔ اس کے بعد دیگر حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی احادیث جو کہ روایت ہلال سے متعلق ہیں ان کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ بعد میں ائمہ و محققین احناف کے اقوال بیان کئے گئے ہیں۔ اسکے بعد ابن عابدین کے رسالے تنبیہ الغافل و الوسان علی احکام ہلال رمضان سے مزید تصریح کی گئی۔ اسی طرح شیخ نجیت المطیعی کے رسالے ارشاد اهل البلۃ الی اثبات الاہلۃ سے بھی رہنمائی لی گئی ہے۔ پھر ہلال کی

لغوی مفہوم کی طرف توجہ مرکوز کی گئی۔ اسکے بعد محققین مالکیہ، شوافع علمائے فقہائے حنابلہ کے اقوال بالترتیب اس ضمن میں بحث کئے گئے۔

اس کے علاوہ رمضان و رویت ہلال کی اہمیت پر محمد صغیر حسن معصومی نے اپنی کتاب میں کلام الہی سے فیض حاصل کرتے ہوئے اس دقیق مسئلہ رویت ہلال کی طرف قلم دوڑایا ہے۔ پھر رمضان مبارک کی برکتوں اور قرآن کی تلاوت کیلئے درست وقت کی تعیین اور ہلال کی بصری رویت کی اہمیت اور ہر خاص و عام کی دسترس میں آنے والے اس قمری نظام الاوقات کی شمسی نظام الاوقات پر فوقیت کو ظاہر کیا ہے۔ اور صرف شخصی رویت ہلال کے اس نظام کو ترجیح دی ہے۔ اور جدید آلات کی روشنی میں بصری رویت کو ہی ترجیح دی تاکہ اسلامی نظام الاوقات سے استفادہ کیا جا سکے۔

۲۰۱۸ میں رویت ہلال از مفتی منیب الرحمن کتاب شائع ہوئی۔ اس کتابچے میں مفتی منیب الرحمن کے فتاوی جات جو کہ رویت ہلال کے متعلقہ ہیں ان سے استفادہ کیا گیا ہے۔ جس میں ابتدائی سطور میں مسئلہ رویت ہلال کی وضاحت، قرآن عقلمیہ اور شواہد کے خلاف شہادت کا غیر معتبر ہونا اور اس کے متعلق فقہائے اسلام کی تصریحات کا بیان موجود ہے پھر چاند کی پیدائش کے مفہوم پر ایک سیر حاصل بحث کی ہے۔ اس کے بعد حکمت نظام شمس و قمر اور مستقل قمری کیلنڈر کے مسئلہ کی وضاحت کی گئی ہے اور ان میں ان تمام امور کی وضاحت کی گئی ہے جن کے ساتھ سنت رسول ﷺ کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

رویت ہلال کا مسئلہ مترجم ڈاکٹر خالد مسعود صاحب میں اختلاف مطالع کی لغوی و اصطلاحی ابحاث کیساتھ بنیادی شرعی نقطہ نظر بھی پیش کیا ہے۔ رویت ہلال کی اہمیت از سید صمد حسین رضوی میں مندرجہ بالا ابتدائی مواد کے علاوہ مختلف علماء کرام کی آراء کو بھی اپنی تحقیق کا حصہ بنایا گیا ہے۔ رویت ہلال کی ضرورت از عبدالقدوس ہاشمی میں ابتدائی مواد برائے رویت ہلال کو قرآن و حدیث کیساتھ ساتھ مختلف علمائے کرام کی ابحاث کو بھی موضوع سخن بنا کر ہمارے ملک میں اختلاف مطالع کے پیش نظر مختلف نظریات کی نشاندہی کی ہے اور کن اقوال ائمہ و اسلاف پر ان کی بنیاد ہے انکو اپنی تحریر میں آراستہ کیا ہے۔

جواز تحقیق (Rationale of the Study)

مسلمان ممالک میں رویت ہلال کے مسئلے پر جاری اختلافات کے پس پردہ عوامل اور اس کے بین الاقوامی حل کی راہ ہموار کرنے کے لئے بنیادی عوامل تک رسائی حاصل کرنے کے ضمن میں اس موضوع کا انتخاب کیا گیا تاکہ مختلف ممالک کے رویت ہلال کے طریقہ کار کا تقابل کر کے اس مسئلے کا حل پیش کیا جاسکے جو اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ ہو اور مسلم امت کے اختلافات کے خاتمے کا باعث ہو اور از روئے شریعت ایک ایسا نظام وضع ہو کہ جس

کیساتھ علمی معیار پر بصری رویت ہلال کو ہر حال میں ترجیح دی جائے ماسوائے ان علاقوں کہ جہاں رویت ہلال دائمی ناممکن ہے۔

بیان مسئلہ / مسئلہ تحقیق کی وضاحت (Statement of the Problem)

مندرجہ بالا تحقیقی کام سے رویت ہلال کے اسلامی نظریہ کی ہمیں بخوبی واقفیت تو مل گئی مگر زمانہ کی جدت اور ممالک کی تقسیم کے بعد رویت ہلال کے طریقہ کار میں مطالع کے اعتبار سے ایک عالمی اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ ہم نے عقائد اسلامیہ کی روشنی میں اور جدید فلکی حسابات (کہ جس سے چاند کی عمر اور رویت میں صحیح اندازوں کو اخذ کیا جاسکے) ان امور کو مد نظر رکھتے ہوئے اختلاف مطالع کے اعتبار سے مختلف اسلامی ممالک کے رویت ہلال کے طریقہ کار کا تقابل کر کے امت مسلمہ کے اختلافات کو کم کرنے کی حتی الامکان کوشش کی ہے۔

مقاصد تحقیق (Objectives)

1. رویت ہلال کا تعارف اور عبادات میں رویت ہلال کا کردار جاننا۔
2. عصر حاضر کے تناظر میں اختلاف مطالع کی شرعی حیثیت سے واقفیت حاصل کرنا۔
3. منتخب مسلم ممالک میں رویت ہلال کا طریقہ کار اور ان کے اصول و ضوابط سے آگاہی حاصل کرنا۔
4. اختلاف مطالع کے اعتبار سے مختلف مسلم ممالک میں رویت ہلال کے طریقہ ہائے کار کا تقابل کرنا۔
5. رویت ہلال میں جدید سائنسی نظام کی شرعی حیثیت اور اس سے استفادہ کرنے کی صورتوں کی جانکاری حاصل کرنا۔

تحقیقی سوالات (Research Questions)

1. عبادات میں رویت ہلال کی اہمیت اور اس کے فقہی اصول کون سے ہیں؟
2. اختلاف مطالع کی شرعی اور جغرافیائی حیثیت کا اعتبار کیسے کیا جاسکتا ہے؟
3. منتخب مسلم ممالک میں رویت ہلال کا طریقہ کار کیسے وضع کیا جاتا ہے؟
4. اختلاف مطالع کے اعتبار سے رویت ہلال کے طریقہ ہائے کار میں کیا فرق ہے؟
5. رویت ہلال میں جدید سائنسی تحقیق کی شرعی حیثیت کیا ہے اور ان سے کس طرح استفادہ حاصل کیا جاسکتا ہے؟

تحدید اور دائرہ کار موضوع (Delimitations of the Study)

مقالہ ہذا میں اسلامی ممالک میں سے پاکستان، سعودی عرب، انڈونیشیا اور مراکش میں رویت ہلال کے طریقہ کار کا مطالعہ کے اعتبار سے تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے۔

اسلوب تحقیق (Research Methodology)

اس مقالہ میں تقابلی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

پہلے مرحلہ میں لائبریری، کتب، رپورٹس اور آرکیکلز سے استفادہ حاصل کرتے ہوئے مختلف کینڈرز اور مختلف ممالک کے جغرافیائی اعتبار سے اختلاف مطالعہ کے بارے میں اور رویت ہلال کے طریقہ کار پر مواد حاصل کیا گیا ہے اور دوسرے مرحلے میں تجزیاتی اور تقابلی اسلوب کو اختیار کرتے ہوئے حاصل شدہ مواد کا شرعی و سائنسی تناظر (انٹرنیٹ، بحری افواج، سیٹلائٹ نظام اور دوربین وغیرہ سے رویت ہلال کیلئے استفادہ کیا گیا) میں تجزیہ کیا گیا ہے اور ان کا آپس میں تقابلی جائزہ لیا گیا۔

ابواب و فصول کی تقسیم و ترتیب (Chapterization)

باب اول: رویت ہلال کا تعارف و اہمیت

فصل اول: رویت ہلال کا تعارف اور پس منظر

فصل دوم: عبادات اور رویت ہلال کی اہمیت

فصل سوم: فقہی اصول و ضوابط

باب دوم: رویت ہلال اور اختلاف مطالعہ، فقہاء کی آراء

فصل اول: اختلاف مطالعہ کی لغوی تحقیق اور حدود

فصل دوم: اختلاف مطالعہ میں فقہاء کی آراء

فصل سوم: اختلاف مطالعہ عصر حاضر کے تناظر میں

باب سوم: رویت ہلال اور جدید سائنسی نظام سے استفادہ

فصل اول: جدید سائنسی نظام کی شرعی و قانونی حیثیت

فصل دوم: جدید سائنسی نظام کے بارے میں فقہاء کی آراء

فصل سوم: رویت ہلال اور جدید سائنسی نظام، سکارلز کی آراء

فصل چہارم: جدید سائنسی فلکی نظام سے رویت ہلال میں استفادہ کی صورتیں

-
- باب چہارم: منتخب مسلم ممالک میں رویت ہلال کا طریقہ کار اور تقابلی جائزہ
- فصل اول: پاکستان میں رویت ہلال کے اصول و ضوابط
- فصل دوم: سعودی عرب اور تقویم ام القرای
- فصل سوم: انڈونیشیا اور نظریہ وجود ہلال
- فصل چہارم: مراکش میں رویت ہلال کا طریقہ کار
- فصل پنجم: منتخب مسلم ممالک میں رویت ہلال کے طریقہ کار کا تقابلی جائزہ

باب اول

رؤیت ہلال کا تعارف و اہمیت

فصل اول: رؤیت ہلال کا تعارف و پس منظر

فصل دوم: عبادات میں رؤیت ہلال کی اہمیت

فصل سوم: فقہی اصول و ضوابط

فصل اول: روایت ہلال کا تعارف و پس منظر

روایت ہلال کا مفہوم سمجھنے سے پہلے دونوں لفظوں یعنی روایت اور ہلال کا لغوی اور اصطلاحی معنی سمجھنا ضروری ہے۔

روایت کا لغوی معنی:

روایت عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مادہ "ر"، "ء"، "ی" ہیں۔ لفظ روایت کے دیگر کئی مصادر ہیں۔ مثلاً رای یرای سے رُوِيَةٌ رَأياً رَاءَةً رَأْيَةً رءِ يَانَا وغيرہ۔

اور اس کا لغوی معنی "دیکھنا" ¹ ہے۔ المنجد کے مطابق مطلقاً دیکھنے کو روایت کہتے ہیں۔

اصطلاحی معنی:

روایت کے اصطلاحی معنی میں مختلف اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے "معاینۃ الشیء" ² کسی چیز کو بغور دیکھنا۔ "الرؤية النظر بالعين والقلب" ³ کہ روایت کا معنی ہے آنکھ اور دل سے دیکھنا۔

ہلال کا لغوی معنی:

لفظ ہلال لغوی طور پر بہت سے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

الھلال "الماء القليل فی اسفل البئر"

کنویں کی تہہ میں تھوڑا پانی

"البياض يظهر فی اصول الاظفار" ⁴

وہ سفیدی جو ناخنوں کی جڑوں سے ظاہر ہوتی ہے۔

¹ - لويس معلوف، المنجد، (کراچی: دارالاشاعت)، مترجم مولانا ابو الفضل عبد الحفیظ بلبلادی، ص 361۔

² - سعدی، ابو حبيب، القاموس الفقہی، (کراچی: ناشر ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ)، [لغة واصطلاحاً] 131، 130۔

³ - الفیروز آبادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، (بیروت، لبنان: دارالکتب العربی)، باب الواو والیاء، فصل الراء، ص ۱۳۸۶۔

⁴ - ایضاً ص ۱۱۵۳۔

ہلال کی جمع "اہلہ" اور "اھائل" سے آتی ہے۔ اور یہ "استھل الصبی" ¹ سے مشتق ہے یعنی جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ چیخ مارتا ہے اور روتا ہے تو کہا جاتا ہے استھل الصبی اور اسی سے "أهلّ القوم بالحج" ² ہے جب قوم اپنی آواز کو تلبیہ کیلئے بلند کرتی ہے۔

ہلال کو ہلال کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جب لوگ پہلی رات کے چاند کو دیکھتے ہیں تو شور مچاتے ہیں یا تو چاند کا ذکر کر کے خبر دیتے ہیں یا چاند دیکھتے ہی تکبیر بلند کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس کو ہلال کہتے ہیں جس کا معنی ہے آواز بلند کرنا چیخنا وغیرہ۔

اصطلاحی معنی:

ہلال کے اصطلاحی معنی میں بھی مختلف اقوال ہیں۔ مجد الدین محمد بن یعقوب فرماتے ہیں۔

"الھلال غرة القمر او للیلین او الی ثلاث او الی سبع و للیلین من آخر شهر ست و عشرین و

سبع و عشرین و فی غیر ذالک قمر" ³۔

پہلی دو راتوں کے چاند کو یا تو تین تک یا سات تک اور مہینے کے آخر میں دو راتوں یعنی ۲۶ اور ۲۷ کے چاند کو

ہلال کہتے ہیں اور اس کے علاوہ کو قمر کہتے ہیں۔

اور ابوالہیثم فرماتے ہیں۔

"یسمی القمر للیلین من اول الشهر هلالاً و كذلك لیلین من آخر الشهر ثم یسمى ما بین

ذالک قمر" ⁴۔

یعنی مہینے کی پہلی دو راتوں کے چاند کو اسی طرح مہینے کی آخری دو راتوں کے چاند کو ہلال کہتے ہیں پھر جو

ان کے درمیان ہو اسے قمر کہتے ہیں۔

الھلال: "هو اول حال القمر حین یراه الناس" ⁵۔

¹۔ ایضاً، ص ۱۱۵۳۔

²۔ ایضاً، ص ۲۸، ۱۰۲۸۔

³۔ ایضاً، ص ۱۱۵۳۔

⁴۔ محمد رازی، فخر الدین بن ضیاء الدین، تفسیر الکبیر ومفاتیح الغیب، (بیروت لبنان: مکتبہ التوثیق والدراسات فی دار الفکر طبعہ اولیٰ ۲۰۰۵

۱۱۶/۲، ۱۱۶۔

⁵۔ ایضاً

چاند کی سب سے پہلی حالت جب لوگ اس کو دیکھتے ہیں۔

الھلال: "اول ما يظھر لک من نور القمر الی ثلاث لیال" 1-

چاند کی روشنی جو سب سے پہلے ظاہر ہوتی ہے تیسری رات تک اس کو ہلال کہتے ہیں۔

رویت ہلال عموماً پہلی تاریخ کے چاند کے دیکھنے کو کہتے ہیں۔ اصطلاح میں اس سے مراد پہلی تاریخ کے چاند

کو دیکھ کر اسلامی مہینے کا اعلان کرنا ہے۔

رویت ہلال اور قرآن مجید:

اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے اور قرآن مجید میں دین اسلام کو مکمل بیان کر دیا گیا ہے۔ اور فرمایا ﴿الْيَوْمَ

أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ 2 تو اس طرح قرآن مجید میں ہلال کے حوالے سے بھی متعدد مقامات پر بیان کے دیا گیا

ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهْلِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ﴾ 3

لوگ (اے محمد ﷺ) آپ سے چاند (نئے چاند، نئے مہینوں کے چاند، چاند کی گھٹی بڑھتی صورتوں کے

متعلق) دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرمادیجئے کہ یہ لوگوں کے اور حج کیلئے اوقات ہیں۔

((روی ان معاذ بن جبل و ثعلبة بن غنم الانصاريين رضی اللہ عنہما قالوا: یا رسول اللہ ﷺ

مابال الھلال یدو دقیقاً مثل الخیط ثم یزید حتی یمتلی و یرتوی ثم لا یزال ینقص حتی

یرعود کما بدا اول ولا یکون علی حالة واحدة فانزل اللہ تعالیٰ ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهْلِ قُلْ

هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ﴾ 4))

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت ثعلبہ بن غنم انصاری رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ چاند کا کیا معاملہ ہے؟ کہ جب وہ ظاہر ہوتا ہے تو

دھاگے کی طرح باریک ہوتا ہے۔ پھر بڑھتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مکمل ہو جاتا ہے۔ پھر کم ہوتا ہے

1- حقی، اسماعیل بن مصطفیٰ، روح البیان فی تفسیر القرآن، (بیروت لبنان: دار الکتب العلمیہ، الطبعہ الثانیہ ۲۰۰۹ء) 1/107-

2- سورة المائدة: ۳

3- سورة البقرة: ۱۸۹

4- حقی، روح البیان فی تفسیر القرآن، 1/306-

یہاں تک کہ اپنی پہلی حالت میں لوٹ جاتا ہے۔ اور ایک ہی حالت پر نہیں رہتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ﴿بَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهْلَةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ﴾ آیت نازل فرمادی۔

((اخرج ابن ابی حاتم عن ابی العالیہ قال بلغنا انہم قالوا یا رسول اللہ لما خلقت الاہلۃ فنزلت ﴿قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ﴾))

ابن ابی حاتم ابی عالیہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا ہمیں پہنچا کہ بے شک لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ چاند کو کیوں پیدا کیا گیا۔ تو ﴿قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ﴾ آیت نازل ہوئی۔ ایک اور آیت میں اللہ تبارک تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

﴿وَالْقَمَرَ قَدَرْنَا مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ﴾¹

ترجمہ: اور چاند کیلئے ہم نے منازل مقرر کی ہیں یہاں تک کہ پھر ہو گیا جیسے کھجور کی پرانی ڈالی²۔

قرآن مجید کی آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قدرت کے کارخانے میں جہاں ہر چیز کی کوئی نہ کوئی اہمیت ضرورت اور مقصد تخلیق ہے وہاں چاند اور سورج جیسی عظیم اور دیو ہیکل جسامت کی مخلوق کی بھی پیدائش بے سود نہیں ہے۔ اللہ نے جہاں ہمیں برکت کی راتیں خصوصاً لیلة القدر، شب براءت اور شب معراج اور ساتھ ہی ساتھ یکم رمضان، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے ایام بھی عطا فرمائے اور ان کی فضیلت بھی حضرت محمد خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان اقدس سے ہمارے قلوب و اذہان میں پیوست کی ہیں وہاں ان کے انتہائی نکتہ کی تعیین کا ایک جامع اور مربوط نظام بھی متعارف کروایا ہے۔ جس میں نہ صرف کسی قسم کا کوئی مصنوعی رد و بدل نہیں ہو سکتا بلکہ یہ دنیا کے تمام اہل دانش کیلئے ہمیشہ کا ایک اعلیٰ سطحی آلہ کار کی حیثیت بھی رکھتا ہے اور معاشرے کا ہر فرد اس کی مدد سے نہ صرف اپنی دنیاوی ضروریات کو حل کر سکتا ہے بلکہ اپنی اخروی کامیابی کا سامان بھی تیار کرنے کی سعی کر کے اپنے پروردگار سے اخروی کامیابی کی رحمت کی امید بھی رکھ سکتا ہے۔ اس نظام کی ایک اور خوبصورتی یہ بھی ہے کہ اس میں یہ نظام کسی دنیاوی آمر کے ماتحت نہیں ہے کہ وہ اس میں اپنی من مرضی چلا سکے بلکہ یہ صرف اور صرف خداوند قدوس کے ہدایت کئے ہوئے اصول و ضوابط کے ساتھ چلتا ہے جن کی پیروی کرتے ہوئے ایک بندہ مومن دن اور مہینے شمار کرتا ہے اور اپنے رب کی طرف سے فرض کی گئی عبادات اور احکام کو ان کے صحیح اوقات میں ادا کرتا ہے جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچ جاتا ہے اور اس کا قرب حاصل کرتا ہے۔

¹۔ یس: ۳۹

²۔ احمد رضا خان، کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، (کراچی: مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

رویت ہلال اور احادیث مبارکہ

رویت ہلال کے متعلق سرکارِ دو عالم حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے واضح طور پر ارشادات فرمائے ہیں کہ چاند دیکھ کر ہی روزہ رکھا جائے اور افطار کیا جائے۔ جیسا کہ درجہ ذیل احادیث مبارکہ میں مذکور ہے۔

((عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَحْبَبْتُ بِنْتُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنَّ عُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَفْطِرُوا لَهُ))¹

ترجمہ: حضرت ابن شہاب سے روایت ہے کہ مجھے خبر دی سالم نے کہ بے شک حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ (حضرت محمد خاتم النبیین) ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب تم اسے (چاند) دیکھ لو تو روزہ رکھو۔ اور جب تم اسے (چاند) دیکھ لو تو افطار کرو۔ اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو اس کا اندازہ لگا لو۔ (تعداد ۳۰ پوری کر لو)

((عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَلَالَ فَقَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنَّ أُعْمِيَ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ))²

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ (حضرت محمد خاتم النبیین) ﷺ نے چاند کا ذکر فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ جب تم اسے دیکھو تو روزہ رکھنا شروع کر دو۔ اور جب تم اسے دیکھو تو روزہ افطار کر لو۔ اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو ۳۰ شمار کر لو۔ (۳۰ روزے پورے کر لو)

¹ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سننہ وایامہ، باب رویتہ الہلال، ج: ۱۹۰۰، حکم: صحیح

مسلم، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، (بیت الافکار الدولیہ للنشر و التوزیع 1998ء)، باب وجوب صوم رمضان لرویتہ الہلال و الفطر لرویتہ الہلال، ج: ۲۵۰۴، حکم: صحیح

² مسلم، صحیح مسلم، باب وجود صوم رمضان لرویت الہلال و الفطر لرویت الہلال، ج: ۲۵۱۷، حکم: صحیح

((حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ الْحَارِثِ الْجَدَلِيُّ - مِنْ جَدِيلَةَ قَيْسٍ - أَنَّ أَمِيرَ مَكَّةَ حَطَبَ ثُمَّ قَالَ: عَهْدَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ نُنْسِكَ لِلرُّؤْيَةِ فَإِنْ لَمْ نَرَهُ وَشَهِدَ شَاهِدًا عَدْلٍ نَسَكْنَا بِشَهَادَتَيْهِمَا))¹

ترجمہ: حضرت حسین بن حارث جدلی قیس کے قبیلہ جدیلہ سے ہیں بیان کرتے ہیں کہ امیر مکہ نے خطبہ دیا اور فرمایا: رسول اللہ (حضرت محمد خاتم النبیین) صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ہم سے عہد لیا کہ ہم چاند دیکھ کر حج کے ارکان ادا کریں۔ اگر ہم خود نہ دیکھ سکیں اور دو عادل گواہی دے دیں تو ہم ان کی گواہی پر حج کر لیں۔ ((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَفَّظُ مِنْ شَعْبَانَ مَا لَا يَتَحَفَّظُ مِنْ غَيْرِهِ ثُمَّ يَصُومُ لِلرُّؤْيَةِ رَمَضَانَ فَإِنْ غَمَّ عَلَيْهِ عَدَّ ثَلَاثِينَ يَوْمًا ثُمَّ صَامَ))²

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن ابی قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ (حضرت محمد خاتم النبیین) صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جتنی حفاظت شعبان کی فرماتے اتنی کسی اور مہینے کی نہ فرماتے پھر آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس کا چاند دیکھ کر روزہ رکھتے۔ تو اگر مطلع ابر آلود ہو تا تو آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۰ دن شمار کرتے اور پھر روزہ رکھتے۔

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام میں رویت ہلال ایک ضروری امر ہے۔ خصوصاً رمضان المبارک کے حوالے سے کیونکہ ایک طرف تو رمضان المبارک کی ابتداء میں شعبان المعظم اور رمضان المبارک میں امتیاز کرنا ہے۔ اور دوسری طرف رمضان المبارک کے اختتام پر عید الفطر کے ہلال کو دیکھ کر افطار کرنا ہے۔ اور عید الفطر کا اعلان کرنا ہوتا ہے۔ تاکہ نہ تو رمضان المبارک کی ابتداء کرنے میں کوئی شک باقی رہے اور نہ ہی اختتام کرنے میں کوئی شک اور شبہ باقی رہے۔ اور فریضہ صوم کو صحیح اور اتم طریقہ سے ادا کیا جاسکے۔

رویت ہلال کی ضرورت اور اہمیت:

قمری مہینوں کا تعلق چونکہ چاند کی رویت کے ساتھ ہے۔ اسی وجہ سے اس کی ابتداء کی تعیین کا مسئلہ ایک مدت سے موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ مخصوص ایام مثلاً عید الفطر ایام حج و تشریق ایام بیض یوم عاشورہ وغیرہ خصوصاً رمضان المبارک کی تعیین ایسا مسئلہ ہے جس کے متعلق بحث بڑی مدت سے جاری و ساری ہے۔ اس بحث میں

1- ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، (لاہور: مکتبۃ الرحمانیہ، ۲۰۰۲ء) کتاب الصیام، ج: ۸، ۲۳۳۸، حکم: صحیح

2- البیاض، ج: ۲۳۲۲

بعض لوگوں کا موقف یہ ہے کہ اس کو اسی طرح قائم رکھا جائے جس طرح عہد رسالت مآب حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ سے چلا آ رہا ہے۔ اور اب تک قائم ہے یعنی چاند کی باقاعدہ طور پر بصری رویت کر کے ان ایام کی تعیین کی جائے۔ جبکہ بعض دوسرے حضرات کا کہنا یہ ہے کہ اس کیلئے ایک دوامی کیلنڈر بنالیا جائے جیسا کہ شمسی مہینوں کا کیلنڈر بنایا گیا ہے۔ تو اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ تمام مقامات پر یہ ایام ایک ہی وقت میں ہو کر یں گے۔

یہ مسئلہ کوئی آج کا نہیں۔ بلکہ بڑا قدیم ہے اور تیسری صدی ہجری سے اس کی کوششیں ہوتی چلی آرہی ہیں۔ بعض مقامات مثلاً مصر میں قوت اور سلطنت کے زور پر فاطمی خلفاء نے ایک نیا کیلنڈر بنایا بھی تھا۔ جو اب تک ان لوگوں میں جاری ہے۔ جو ان خلفاء کو اپنا پیشوا اور امام مانتے ہیں۔ جہاں تک بات ہے سائنس اور فلکیات کی تو انہوں نے بھی بہت ترقی کی ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ سابقہ ادوار میں لوگوں کو چاند کی منازل گردش کے حوالے سے علم نہ تھا۔ بلکہ اس کا علم ہجری تاریخ کی تعیین سے ہزاروں سال پہلے بابلی تمدن کے دور میں لوگوں نے حاصل کر لیا تھا۔ اور اس کے علاوہ قدیم مصری آثار جن میں اس وقت کے مورخ اپنی تاریخ دیواروں میں نقش کیا کرتے تھے وہ بھی رویت کی قدیمت پر دال ہے۔ وہ لوگ فصلوں کی بجائی اور کٹائی کے اوقات کی تعیین اسی رویت اور قمری تاریخ پر کیا کرتے تھے۔ آج بھی اس دور کی وہ پتھر کی تختیاں دستیاب ہیں جن میں چاند کی پیدائش سے لے کر اس کی قابل دید حالت میں آنے سے لے کر دوبارہ اسی حالت میں لوٹ جانے تک کے تمام ادوار میں چاند کی ان تمام شکلوں کی وضاحت موجود ہے جو کہ خوردبین کی ایجاد سے کافی پہلے کی بات ہے۔ اور انہوں نے جو حساب اپنے دور میں لگایا تھا وہ بالکل صحیح تھا۔ یعنی چاند کب شروع ہوتا ہے کب دکھائی دیتا ہے اور کب محاق ہوتا ہے۔ اور ناقابل دید ہوتا ہے۔ بعد ازاں ہندوستانی ماہرین فلکیات نے بھی اس پر کام کیا اور پیدائش قمر، ظہور قمر اور محاق وغیرہ کا صحیح حساب لگایا۔ قرآن مجید کے نزول سے ہزاروں سال قبل انسان منازل قمر کی تعیین کو اپنے علم میں لا چکا تھا۔ مزید قرآن مجید نے بھی اس کو مزید واضح فرمادیا۔ عہد رسالت مآب ﷺ میں اور عہد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی مسلمان اس سے بالکل واقف تھے۔ بلکہ زمانہ جاہلیت کے اشعار سے بھی اس کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ کہ وہ لوگ ان معاملات کو بھی جانتے تھے۔¹

غرضیکہ یہ مسئلہ اب تک حل نہیں ہو سکا۔ تو اس کی وجہ چاند کے طلوع اور غروب کے متعلق انسانی علم کا فقدان نہ تھا۔ جدید ٹیکنالوجی کے موجودہ دور کی نسبت کم صحیح لیکن اس قدر علم ضرور تھا کہ وہ حساب لگا سکتے تھے بلکہ مسلمان ماہرین حساب لگاتے بھی تھے۔ اور تقویم وغیرہ بنانے کی کوشش بھی کرتے تھے۔ لیکن رمضان و عید اور حج

¹ <https://www.britannica.com/science/calendar/The-Egyptian-calendar> 22:30, 21-05-2022

کیلئے اس کو قبول نہ کیا جاتا تھا۔ اس کے مختلف اسباب اور وجوہات ہیں۔ جن میں سے سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مسلمان اپنی عبادات خصوصاً رمضان المبارک اور عید الفطر وغیرہ ایک ساتھ بیک وقت کریں۔

دین اسلام شارع (حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ) کی اتباع اور اطاعت اور فرما برداری کا نام ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے ﴿ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ ﴾¹۔ جب انہوں نے ارشاد فرمایا ہے ((صُومُوا لِرِزْقِيهِ وَأَفْطِرُوا لِرِزْقِيهِ))² اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے منازل قمر کو ﴿مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ﴾³ قرار دیا ہے۔ تو اس سے روگردانی کرنے سے مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق اور یگانگت پیدا کرنے کی کوشش کرنا نافرمانی اور ناصافی ہے۔ مزید یہ کہ رمضان المبارک کے روزے عید الفطر کی نماز اور حج بیت اللہ شریف یہ عبادات ہیں۔ اور عبادات کیلئے دن اور وقت کی تعیین مقامی طلوع اور غروب کے مطابق ہوتی ہے۔ کیونکہ وقت عبادات کا سبب ہے۔ اور جب تک سبب نہ پایا جائے مسبب نہیں پایا جائے گا۔ تو اس صورت میں عبادات درست نہ ہوں گی۔ یہ معاملہ صرف مسلمانوں میں ہی نہیں بلکہ دیگر مذاہب مثلاً عیسائیوں ہندوؤں اور یہودیوں وغیرہ میں بھی ہیں۔ یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک ہی وقت میں ایک مطلع کے علاقے کا عیسائی یا یہودی وغیرہ اپنا تہوار منائے تو دوسرے مطلع والا بھی منائے۔ کیونکہ جو وقت پہلے مطلع کا ہو گا وہ وقت اسی دوران دوسرے مطلع کا نہیں ہو گا۔

اور مسلمانوں میں بالکل ہی یہ ممکن نہیں۔ مثال کے طور پر اگر مکہ میں نماز فجر کا وقت ہو گیا ہے تو ضروری نہیں کہ نیویارک میں بھی اس وقت نماز فجر کا وقت ہو۔ بلکہ اس وقت وہاں نماز عشاء کا وقت ہوتا ہے۔ تو پھر اس طرح وہ اپنی وہ نماز ادا کرے گا جس کا وقت وہاں ہو گیا ہے۔ اور مکہ والا اپنی وہ نماز ادا کرے گا اس وقت کے مطابق جو وقت مکہ میں ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا﴾⁴۔

تو معلوم ہوا کہ نماز کیلئے وقت شرط ہے۔ جو کہ اس وقت کے بغیر درست نہ ہوگی۔

1- الحشر: 7

2- نسائی، احمد بن شعیب، سنن نسائی، (مرکز البحوث وتقنیۃ المعلومات دار التاویل ۲۰۱۲ء)، باب اکمال الشبان نثین اذکان غیم

ح: ۲۱۳۱، ۲۱۲۹ -

3- سورة البقرہ: ۱۸۹

4- سورة النساء: ۱۰۳

بالکل اسی طرح اگر پوری دنیا کے مسلمانوں کیلئے کیلنڈر بنا دیا جائے تو عبادات صحیح طور پر ادا نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ رمضان المبارک اور عید الفطر وغیرہ کا تعلق چاند سے ہے۔ تو کسی مقام پر چاند طلوع ہو گا کسی پر نہیں۔ جس کی وجہ سے غیر وقت میں عبادات ادا کرنے سے فرض ادا نہ ہو گا۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس میں زندگی کے ہر پہلو کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور قرآن و حدیث میں ایک مسلمان کی انفرادی معاشرتی معاشی اقتصادی تمدنی ازدواجی اور سماجی لحاظ سے زندگی گزارنے کے تمام تر پہلوؤں کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ انہی معاملات کے پیش نظر رمضان عید اور حج جیسی اعلیٰ عبادات کیلئے اور دیگر دینی معاملات اور حساب کیلئے رویت ہلال کو ضروری اور اہم قرار دیا گیا ہے۔ اور رویت ہلال کی اہمیت کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا گیا۔ تاکہ مسلمان اپنی تمام تر عبادتوں اور معاملات کو صحیح اور مقررہ وقت پر صحیح طریقے سے ادا کر سکیں اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔

دور نبوت ﷺ تا عصر حاضر از روئے شرع اس نازک مسئلے کو اجاگر کیا گیا۔ اب دور حاضر میں سائنسی نقطہ نگاہ سے رویت ہلال کے وہ تمام پہلو جن کا مطالعہ کیا جاتا ہے اب ان پر ایک عمیق نظر ڈالیں گے۔

نظام قمری دو چیزوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ قمر (چاند) ۲۔ تقویم (کیلنڈر)

۱۔ قمر (چاند):

قمر نظام قمری کا بنیادی حصہ ہے۔ یہاں لفظ قمر سے اصطلاحی معنی (یعنی تین دن کے بعد چودہ دن تک کا چاند) مراد نہیں ہے بلکہ مطلقاً چاند مراد ہے۔ چاند ہماری زمین کا ایک چھوٹا سیارہ ہے۔ زمین میں تقریباً 49 چاند سما سکتے ہیں۔ ایسا ممکن ہے کہ کوئی مہینہ فل مون (Full Moon) کے بغیر بھی ہو اور یہ صرف فروری میں ہوتا ہے مگر اس صورت حال میں یا تو جنوری یا مارچ میں 2 چاند ہوں گے۔ چین میں چاند پر موجود سیاہ سائوں (سائے کی جمع) کو چاند میں مینڈک بھی کہتے ہیں۔ آجکل جو سب سے زیادہ مانا جانے والا نظریہ ہے وہ جائٹ امپیکٹ (Giant Impact) ہے اس کے مطابق چاند زمین اور ایک دوسرے سیارے کے ٹکراؤ کے نتیجے میں وجود میں آیا ہے۔ جو کہ مریخ کے سائز کے برابر تھا۔ اور وہ ٹکڑے جو کہ اس ٹکراؤ سے بکھرے تھے وہ ایک مدار میں زمین کے گرد چکر لگانے لگے اور چاند کی شکل اختیار کر گئے۔ ایک ماہر فلکیات کا کہنا ہے کہ اگر چاند کسی اور وجود میں آیا ہوتا اور زمین کی کشش ثقل نے اسے پکڑ لیا ہوتا تو ہم یہ امید کر سکتے تھے کہ اس کے اجزاء زمین کے اجزاء سے بہت مختلف ہوتے۔ اور اگر چاند اسی وقت ہی زمین سے جدا ہو کر بنا ہوتا تو ہم امید کر سکتے تھے کہ چاند کے اجزاء اور معدنیات کا ایک حصہ زمین کے اسی قسم کے معدنیات سے کافی ملتا جلتا ہے۔ مگر یہ تھوڑے سے مختلف ہیں۔ جب اپولو 11 کے پتھر واپس آئے تو پتا چلا کہ زمین اور

چاند کی ازروئے کیمیائی اور آئسوٹوپک یکسانیت (Chemical and Isotopic equilibrium) ہے جو یہ ثابت کرتی ہے کہ چاند اور زمین کی تاریخ ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہے یا کبھی چاند اور زمین ایک ہی جسم میں مقید تھے۔¹ چاند کے معدنیات میں زمین کے اسی قسم کے معدنیات کی نسبت کم پانی پایا جاتا ہے۔ چاند بھرا پڑا ہے ان معدنیات سے جو کہ بہت بلند ٹمپریچر میں بہت جلد اپنی حالت تبدیل کر لیتے ہیں۔²

اس کا انز اور آؤٹر کور (Inner and Outer Core) چاند کا مرکز اور اس کے قریب والے حصے (گھلے ہوئے آئرن سے بنا ہے۔ 160 کلو میٹر رداس کا انز کور (Core Inner) ہوتا ہے۔ یہ چاند کا مرکز ہے۔ جس کا 10 فیصد حصہ کرسٹل کی صورت میں ہے۔ اور پھر 350 کلو میٹر رداس کا آؤٹر کور (Outer Core) مائع حالت میں ہے۔ اس کا درجہ حرارت 1000 ڈگری سینٹی گریڈ ہے۔ اور پھر 587 کلو میٹر رداس کا حصہ جو کہ آؤٹر کور کے بعد آتا ہے یہ جزوی طور پر پگھلا ہوا ہے اس کو نیچے والا مینٹل کہتے ہیں اور اس کے بعد درمیانی مینٹل اور اس کے بعد اوپر والا مینٹل آتا ہے جو کہ چاند کی سطح یعنی کرسٹ (چھلکا) تک بلند ہے۔

اس کا مینٹل (Mantle) سیارے کے اندر کی ایک ایسی تہ ہے جو کہ نیچے کی جانب کور اور اوپر کی جانب کرسٹ میں موجود ہوتی ہے۔ یہ عام طور پر سیارے کی سب سے بڑی پرت ہوتی ہے۔ چاند کا مینٹل بنیادی طور پر معدنیات (Olivine یا پھر میگنیشیم آئرن سیلیکیٹ) آرٹھوپروکسین (Orthopyroxene) اور کلینوپروکسین (Clinopyroxene) پر مشتمل ہے اور یہ کہ قمری مینٹل زمین کی نسبت آئرن سے بھرپور ہے۔ اور کرسٹ (Crust) یا چھلکا چاند کے مرکز سے سطح کی جانب والے حصے سب سے اوپر کا حصہ (مگنیزیم (Magnesium) (مگنیزیا یا یہ چاند کے سیاہ حصوں میں میں 9.2 فیصد اور چاند کے چمکدار حصوں میں میں 7.5 فیصد پایا جاتا ہے۔) آکسیجن (Oxygen) اور سیلیکون (Silicon) سیلیکا SiO_2 جو کہ چاند کے سیاہ حصوں میں میں 45.4 فیصد اور چاند کے اوپر کے چمکدار حصوں میں میں 45.5 فیصد پایا جاتا ہے۔) آئرن (Iron FeO) (آئرن آکسائیڈ جو کہ چاند کے سیاہ حصوں میں میں 14.1 فیصد اور چاند کے چمکدار حصوں میں میں 5.9 فیصد پایا جاتا ہے۔) کالشیئم (Calcium) (لائم جو کہ چاند کے سیاہ حصوں میں میں 11.8 فیصد اور چاند کے چمکدار حصوں میں میں 15.9 فیصد پایا جاتا ہے۔) اور ایلومینیم (Aluminium) (ایلومینا جو چاند کے سیاہ حصوں میں میں 14.9 فیصد اور چاند کے

¹-Gerald north, *Observing the Moon, The Modern Astronomer's Guide, Second Edition*, by Cambridge University Press, 1997, page 9

²- Siew Meng Chong, Albert Lim, Poon Seng Ang, *Photographic Atlas of the Moon* 2002, Cambridge University Press UK, p:11

چمکدار حصوں میں پر 24 فیصد پایا جاتا ہے۔) مگر کچھ چھوٹے اجزاء جیسے ٹائیٹینیم (Titanium) (ٹائیٹینیم ڈائی آکسائیڈ یہ چاند کے سیاہ حصوں میں میں 3.9 فیصد اور چاند کے چمکدار حصوں میں پر 0.6 فیصد پایا جاتا ہے۔) یورینیم (Uranium) تھوریئم (Thorium) پوٹاشیم (Potassium) اور ہائیڈروجن (Hydrogen) اور سوڈیم آکسائیڈ یہ چاند کے سیاہ حصوں میں 0.6 فیصد اور چاند کے چمکدار حصوں پر 0.6 فیصد پایا جاتا ہے بھی موجود ہیں۔¹

چاند کے سیاہ حصے جن کو ماریہ (Maria) کہا جاتا ہے یہ چاند کی نزدیکی سطح کے سطحی حصے کے 31.2 فیصدی حصے پر مشتمل ہے۔ اور باقی 2.6 فیصدی حصہ چاند کی دور کی سطح پر موجود ہے۔ یہ فطری طور پر آتش فشانی ہیں۔ اور ان کا سیاہ رنگ ان کے کیمیائی مرکبات کی وجہ سے ہے۔ ماریہ مشتمل ہے ان بسالٹس سے جو کہ میگنیزیم آرن اور ٹائیٹینیم سے بنے ہیں۔ جبکہ چمکدار حصے کیلشیم اور ایلو مینیم کے مرکبات سے بھرے پڑے ہیں۔

جیو فیزیکل ٹیکنیک (Geophysical Technique) کی بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ کہ کرسٹ 50 کلو میٹر (بعض مقامات پر 20 سے 120 کلو میٹر تک) موٹا ہے۔ چاند کا دور والا حصہ اوسطاً 12 کلو میٹر زیادہ موٹا ہے اس کی قریب والے حصے سے۔ اندازاً اوسط موٹائی 50 سے 60 کلو میٹر ہے۔

چاند پر زلزلے چاند کے کرسٹ کے نیچے ہوتے ہیں جو کہ سطح چاند سے تقریباً 1000 کلو میٹر نیچے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ یہ ماہانہ وقتاً فوقتاً ہوتے ہیں اور یہ زمین کے بارے میں چاند کے بیضوی مدار کی وجہ سے سمندری دباؤ سے متعلق ہیں۔ سطح سے تقریباً 100 کلو میٹر نیچے واقع ہائپوسینٹرز (Hypocenters) (The underground focus point of an earthquake) کے ساتھ کچھ نیچے چاند کے زلزلے کا بھی پتہ چلا ہے لیکن یہ زیادہ کثرت سے پائے جاتے ہیں اور قمری لہروں سے وابستہ نہیں دکھائی دیتے ہیں۔ چاند کی سطح پر کسی زمانہ میں میگما (Magma) کا ایک سمندر قائم تھا۔ مگر اب چاند کی سطح محض دھول اور پتھروں سے بھری ہے۔

چاند کا قطر تقریباً دو ہزار ایک سو تریسٹھ 2163 میل ہے۔ ملک چائنا (China) کی چوڑائی 2193 میل سے چاند کا قطر کم ہے۔

آپوجی اور پیریگی (Apogee and Perigee) زمین سے چاند کا فاصلہ بتاتے ہیں۔ دراصل چاند کا مدار زمین کے گرد بیضوی ہے تو کبھی تو چاند زمین کے بہت قریب سے گزرتا ہے اور کبھی بہت دور سے۔ آپوجی زمین سے چاند کا (چاند کے مدار میں جب وہ زمین کے گرد گھومتا ہے) سب سے دور کا نقطہ ہے۔ پیریگی زمین سے چاند کا قریب

¹ Mark wieczorek, M.A. "The constitution and structure of the lunar interior". (2006) Reviews in Mineralogy and Geochemistry, p: 22

ترین نقطہ ہے اور یہ اس مرحلے میں ہے کہ چاند بڑا دکھائی دیتا ہے۔ اس کا موازنہ کرنے کے لئے بغیر کسی چیز کے آسمان کے چاند کی طرف دیکھنے سے آپ کو کسی بھی سائز کا فرق محسوس نہیں ہوگا۔ لیکن سائز میں فرق درحقیقت کافی اہم ہو سکتا ہے۔

اگر آپ ایبجی یا آپوجی اور پیریگی (ایک ہی لینز کا استعمال کرتے ہوئے) پر پورے چاند کی تصویر بنوائیں تو یہاں دونوں سائز کا موازنہ مندرجہ ذیل تصویر Fig 1 سے ہوگا۔¹ بائیں طرف کا چاند آپجی (اپنے مدار کے سب سے دور والے حصے پر) ہے جبکہ دائیں طرف کا چاند پیریگی (اپنے مدار کا سب سے نزدیک والا حصہ) پر ہے۔



Fig 1. Picture of moon from apogee and perigee

ماہرین فلکیات کے پاس کسی بھی وقت صحیح فاصلے کی کمپیوٹنگ کے لئے فارمولے موجود ہیں لیکن زمین سے اوسط فاصلہ 700 237 میل (500 382 کلومیٹر) ہے۔

(Apogee and Perigee) چاند کی آپجی اور پیریگی کا اثر زمین پر موجود جوار (مد و جزر) پر پڑتا ہے۔ جب چاند آپوجی پر ہوتا ہے جو زمین سے دوری پر ہے تو اس میں کشش ثقل کم ہوتا ہے جو دوسرے عوامل کے ساتھ جوار (مد و جزر) کو متاثر کرتا ہے اونچی یا کم جوار (مد و جزر) کی سطح میں کم جوار (مد و جزر) یا کم تغیرات میں حصہ ڈال سکتا ہے۔ جب چاند پیریگی میں زمین کے قریب ہوتا ہے تو اور بھی بہت زیادہ کشش ثقل کھینچنے لگتا ہے جو اس کے برعکس

¹ -https://www.moonconnection.com/apogee_perigee.phtml 01/01/2021

اثر کو آگے بڑھاتا ہے: اونچی لہریں یا بڑے تغیرات اور اونچی اور کم جوار (مد و جزر) کے علاقوں میں زیادہ فرق پڑتا ہے۔

انگنت الکانس (Comets, Asteroids and Meteoroids) خلا میں اڑنے والے پتھروں کی وجہ سے جو زیادہ تر آئرن اور نکل وغیرہ سے بنے ہیں کے ٹکرانے کی وجہ سے چاند کی سطح پر بے شمار گڑھے (Craters) بن چکے ہیں۔ اور ان گڑھوں میں ساؤتھ پول ایکن بیسن (South Pole Aitken basin) سب سے بڑا ہے۔ یہ اب تک جانے گئے نظام شمسی کے سب سے بڑے گڑھوں میں سے ایک ہے۔ یہ چاند پر تسلیم شدہ سب سے بڑا، قدیم اور گہرا بیسن ہے۔ یہ 2500 کلومیٹر (1600 میل) قطر میں ہے اور 6.2 سے 8.2 کلومیٹر (3.9 سے 5.1 میل) گہرا ہے۔ جو کہ ایک تقریباً 200 کلومیٹر قطر کے کم ویلا سٹی (رفقار) والے پتھر کے ٹکرانے کی وجہ سے بنا ہے جو کہ 30 ڈگری یا اس سے کم زاویہ پر ٹکرایا تھا۔ جس کے نتیجے میں بننے والا گڑھا اتنا گہرا ہے کہ پورا ماؤنٹ ایورسٹ (Mount Everest) اس میں سما سکتا ہے۔ اور دوسرا بڑا بیسن امبریم بیسن (Imbrium Basin) ہے۔¹

چاند کی نزدیکی طرف تقریباً 300000 دھانے یا گڑھے ہیں۔ جو کہ ایک کلومیٹر سے زیادہ بڑے ہیں۔ بشمول ان دھانوں کے جن کا قطر 100 کلومیٹر ہے۔ اپولو کے بعد کے دور میں جب پہاڑوں کے مبصراتی ڈیٹا (Observational Data) کی بھرمار ہوئی اور چاند کے ٹکڑوں کا معائنہ کیا گیا تو پھر اس میں کوئی شک نہیں رہ گیا کہ ورجوئلی (Virtually) چاند کے سارے دھانے صرف خلائی مواد کے ٹکرانے کی وجہ سے بنے ہیں۔ صرف چند دھانے سیاہ دھاتوں سے بنے ہوئے ہیں جو کہ آتش فشانی ہو سکتے ہیں۔ چاند کے دھانوں کی مورفولوجیکل خصوصیات (Morphological characteristics) (سائز، ہیٹ، گہرائی وغیرہ) ان خلائی مواد کی خصوصیات کی وجہ سے بنی ہیں جو اس چاند سے ٹکراتے رہے ہیں۔ ابتدائی طور پر ٹکرانے والا مواد 16 سے 20 کلومیٹر فی سیکنڈ کی رفقار سے ٹکراتا ہے مگر یہ 70 کلومیٹر فی سیکنڈ تک بھی ہو سکتا ہے۔ اور ان کا سائز دھول کے اجزاء سے لے کر پہاڑوں کے سائز تک بھی ہو سکتا ہے۔ اور نتیجتاً ان ٹکرانے والے مواد کی کائینٹیک انرجی (Kinetic Energy) بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اسلئے اس میں کوئی بڑی بات نہیں کہ ان کا قطر سینکڑوں کلومیٹر تک ہو سکتا ہے۔ ان دھانوں کی تین گروپس میں درجہ بندی کی گئی ہے۔ 1- سادہ 2- پیچیدہ 3- بیسن مورفولوجی (Basin Morphology)۔ آج تک تیس بیسنز کو دریافت کیا جا چکا ہے۔

¹-Siew Meng Chong, Albert Lim, Poon Seng Ang, *Photographic Atlas of the Moon* 2002, p: 31

چاند کے بارے میں سب سے پہلے تحقیقات 1906 میں اطالوی ماہر فلکیات اور فلسفی گلیلیو گیلی نے کیں۔ اس نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ چاند پر آتش فشاں پہاڑوں کے حصے موجود ہیں۔ وہاں پر نہ ہوا ہے اور نہ پانی جس کے پیش نظر وہاں زندگی کے آثار نہیں۔ دن کے وقت شدید گرمی اور رات کے وقت سخت سردی ہوتی ہے۔

موجودہ دور کے ماہرین فلکیات اور سائنسدانوں کا نظریہ کچھ اس طرح ہے کہ 4.5 بلین سال قبل ایک دم دار ستارہ زور دار دھماکے (Big Bang) سے زمین کے ساتھ ٹکرایا۔ جس کی وجہ سے زمین کا بہت سا مادہ بخارات کی شکل میں زمین سے خارج ہو گیا۔ پھر رفتہ رفتہ یہ مادہ زمین کے مدار میں گردش کرتے کرتے جمع ہو کر چاند بن گیا۔ پانی اور ایسے عناصر جو با آسانی اڑ سکتے تھے خارج ہو گئے۔ اور باقی اجزاء چاند کا حصہ بن گئے اس نظریہ کو Big Bang Theory بھی کہتے ہیں۔ اس نظریہ کی تصدیق اس بات کے پیش نظر بھی ہوتی ہے کہ چاند کی کثافت قشر ارض کی کثافت سے قدرے کم ہے۔ زمین کی کثافت (The Density of Earth) 5.51 g/cm^3 ہے۔ اور چاند کی کثافت (The Density of Moon) 3.34 g/cm^3 ہے۔ اس میں لوہے کی مقدار نہ ہونے کے برابر ہے۔ وہ مٹی جو چاند سے لائی گئی تھی۔ اس کے ذریعے سائنسدان اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ چاند کی سطح ارضیات زمین کی سطح کے مقابلے میں بہت زیادہ سادہ ہے۔ اور چاند کی اوپر والی تہہ (پرت) تقریباً ایک میل موٹی ہے۔ اور یہ ایک پتھرانا ستھر و ساٹ سے بنی ہوئی ہے۔ جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا کہ ایک دم دار ستارہ زمین سے ٹکرایا جس کی وجہ سے اس کا آہنی حصہ زمین میں دھنس گیا۔ جو کہ بعد میں زمین کا ہی گودا بن گیا۔

چاند کی گردش اور مدار : Movement of Moon and its Axis

چاند زمین سے تقریباً 30 زمینوں کی دوری کے فاصلے پر موجود ہے۔ زمین جب چاند اور سورج کے درمیان آجائے تو چاند گرہن لگتا ہے۔ یعنی چاند بالکل نہیں نظر آتا۔ کیونکہ اس کا نظر آنا محض سورج کی شعاعوں کی وجہ سے ہے۔ ان کا ہزاروں سالوں سے دوری سے مشاہدہ کیا جا رہا تھا اور یہ پرانے کینڈرز کی بنیاد بھی فراہم کرتا تھا۔ مگر 20 جولائی 1969 میں اپولو 11 (Apolo 11) نے یہ دوری ختم کر دی۔ چاند زمین کے گرد اپنے خاص مدار میں گردش کرتا ہے چاند کا ایک دن ہماری زمین کے 15 دن کے برابر ہوتا ہے چاند کا مدار زمین کے گرد دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے یعنی اس کا اوسط فاصلہ زمین سے بڑھ رہا ہے یعنی چاند ہر سال 1.5 انچ (3.8 سینٹی میٹر) زمین سے دور ہو رہا ہے۔ درحقیقت چاند اور زمین کا فاصلہ 75 میٹر فی سیکنڈ کی تیزی سے بڑھ سکتا ہے۔ یا صرف 620 میل صرف 6 گھنٹوں میں کیونکہ اس کا مدار بیضوی ہے نہ کہ بالکل گول۔

چاند کی کشش ثقل زمین سے نسبتاً 6 گنا کم ہے۔ چاند کی کشش ثقل (Gravitational Pull of Moon) 1.62 m/s^2 ہے۔ اور زمین کی کشش ثقل (Gravitational pull of Earth) 9.807 m/s^2 ہے۔ اسی کشش ثقل کی وجہ سے چاند زمین میں مد و جزر (Tide) بھی پیدا کرتا ہے۔ چاند پر آپ کا وزن چاند کی کشش ثقل کا ایک کام ہے۔ پہلے ہم جانتے ہیں کہ کشش ثقل ایک ایسی قوت ہے جو تمام جسمانی اشیاء کو ایک دوسرے کی طرف راغب کرتی ہے (لیکن ایسا کیوں ہوتا ہے یہ بڑی حد تک معلوم نہیں ہے!)۔ "وزن" سیاروی کھچاؤ (Planetary Pull) کا ایک پیمانہ ہے۔ دوسرا جو چیز جتنی بڑی ہوگی اسکی کشش ثقل کی طاقت اتنی ہی مضبوط ہوگی۔ چاند کی مقدار زمین کے بڑے پیمانے پر تقریباً $1/80$ ویں (1.2%) ہے لہذا چاند کی کشش ثقل زمین کی کشش ثقل سے بہت کم ہے۔ خاص طور پر چاند کی کشش ثقل زمین کی کشش ثقل کا $1/6$ ویں (16.7%) ہے۔ یا ایک اور طریقہ کے مطابق چاند کی کشش ثقل زمین کی نسبت $5/6$ (83.3%) کم ہے۔ دیگر متعلقہ حقائق: چاند قطر کے حساب سے زمین کا سا $1/4$ ہے اور حجم کے حساب سے $1/50$ سا ہے۔

اگر آپ کا زمین پر وزن 60 کلو گرام ہے تو آپ کا چاند پر وزن 10 کلو گرام ہوگا¹

چونکہ سورج چاند پر چودہ دنوں تک چمکتا رہتا ہے تو اس کا درجہ حرارت 120 ڈگری فارن ہائیٹ تک پہنچ

جاتا ہے۔

لیبریشن : Libration

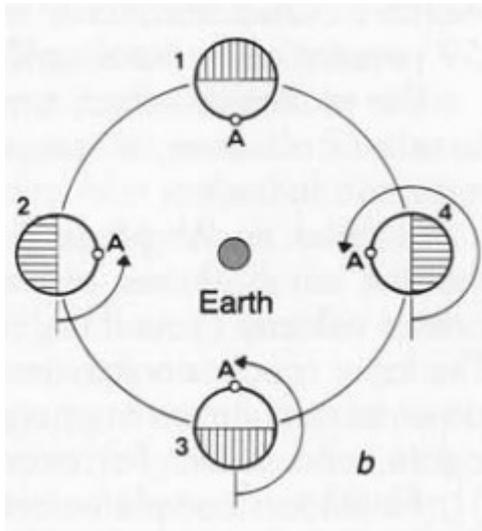
اگر زمین سے چاند کی طرف دیکھا جائے تو ہمیشہ چاند کی ایک طرف ہی نظر آتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب چاند اپنے محور میں زمین کے گرد گردش کرتا ہے تو گردش کا دورانیہ ایک ہی ہوتا ہے۔ چاند کا فقط ایک حصہ ہمیشہ زمین کی طرف منہ کئے ہوئے ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کا روٹیشن (Rotation) اور ریوولونگ (Revolving) ریٹ

¹ - https://www.moonconnection.com/moon_gravity.phtml 12/11/2020

ایک ہی ہوتا ہے یعنی اس کا زمین کے گرد اپنے مدار میں گھومنے کا ریٹ (یا سپیڈ) اس کے اپنے مرکز سے اپنے ہی جسم کے گرد گھومنے کا ریٹ (سپیڈ) یکساں ہے۔ جس سے چاند کا ایک حصہ ہمیشہ زمین کی جانب رہتا ہے۔¹

مندرجہ بالا تصویر 2 Fig سے یہ چیز ثابت ہے کہ جب چاند پوزیشن 1 میں ہوتا ہے تو وہ اپنا قابل دید حصہ (Observable Moon) زمین کی طرف رکھتا ہے مگر جب وہ اپنا چکر 25 فیصد مکمل کر لیتا ہے تو ساتھ ہی ساتھ خود اپنے مرکز کے گرد گھومتے ہوئے اپنا رخ بھی 90 ڈگری گھم لیتا ہے جس سے اس کا قابل دید حصہ A دوبارہ زمین کی جانب ہی رہتا ہے جیسا کہ پوزیشن 2 میں نظر آ رہا ہے پھر دوبارہ اپنا چکر زمین کے گرد پورا کرتے ہوئے جب

Fig 2. Different phases of moon libration



اپنا چکر 50 فیصد مکمل کر لیتا ہے تو اپنے مرکز کے گرد گھومتے ہوئے دوبارہ اپنا قابل دید حصہ A زمین ہی کی طرف رکھتا ہے یعنی اب وہ اپنی ابتدائی پوزیشن سے 180 ڈگری پھر چکا ہے جیسا کہ پوزیشن 3 سے ظاہر ہے۔²

پھر وہ دوبارہ اپنا زمین کے گرد چکر جاری رکھتے ہوئے جب اپنا چکر 75 فیصد طے کر لیتا ہے تو اپنے مرکز کے گرد گھومتے ہوئے مزید 90 ڈگری گھوم جاتا ہے یعنی اب وہ اپنی ابتدائی پوزیشن نمبر 1 سے 270 ڈگری اس طرح گھوما ہے کہ اس کا ایک طرفہ 50 فیصدی حصہ ہمیشہ زمین ہی کی

طرف رہا ہے جیسا کہ پوزیشن نمبر 3 سے واضح ہے اور پھر یہ مزید 90 ڈگری کا چکر زمین کے گرد لگا کر ساتھ ہی ساتھ خود بھی اپنے مرکز کے گرد 90 ڈگری گھوم کر دوبارہ پوزیشن نمبر 1 پر پہنچ جاتا ہے اور اس کا قابل دید حصہ A ہمیشہ کی طرح زمین ہی کی طرف رہتا ہے۔

مگر چاند ہر چکر میں اپنا سر ذرا سا اوپر یا نیچے کی طرف رکھتا ہے اور دائیں سے بائیں بھی ذرا سی مقدار میں حرکت کرتا ہے جسے سائنسی اصطلاح میں ٹو اور فرو (To and Fro) کہتے ہیں۔

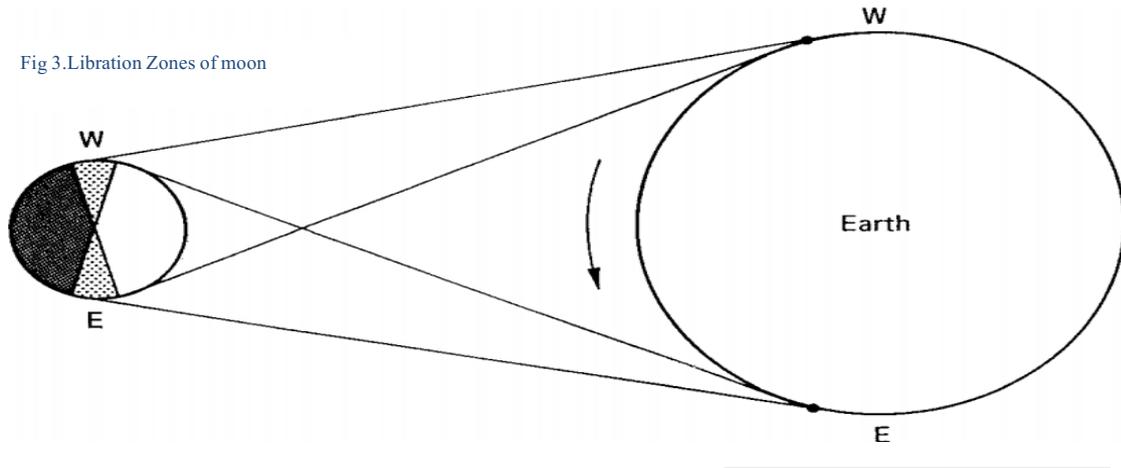
¹ Antonin Rukl, *Atlas of the Moon*, Sky publishing Corporation, Cambridge, 2004, revised edition p:7

² Gerald north, *Observing the Moon, The Modern Astronomer's Guide*, p: 13

یعنی ہم چاند کا قابل دید حصہ زمین کے کسی ایک نقطہ سے صرف پچاس (50) فیصد ہی دیکھ سکتے ہیں اور اجتماعی مشاہدات (Colective Observations) کی روشنی میں چاند کا صرف انسٹھ (59) فیصد مشاہدہ کیا ہے۔ اس اثر کا نام لیبریشن ہے۔¹ چاند کی اس حرکت کو Synchronous rotation بھی کہتے ہیں۔

جیسا کہ مندرجہ ذیل تصویر سے یہ واضح ہے کہ چاند کا مشاہدہ کرنے والا اگر زمین کے ایک کونے (W) سے چاند کا مشاہدہ کر رہا ہو تو وہ چاند کے اس حصے (چاند کا 4.5 فیصدی حصہ تقریباً) کو دیکھ سکتا ہے جو کہ بیک وقت زمین کے دوسرے کونے (E) پر کھڑے آدمی کو دیکھائی نہ دے۔ اور اسی وقت زمین پر کھڑے مشاہد کو جو کہ زمین کے دوسرے کونے (E) سے مشاہدہ کرنے کی جسارت کر رہا ہے اس کو بھی چاند کا وہ (چاند کا 4.5 فیصدی حصہ تقریباً) حصہ (E) نظر آرہا ہوتا ہے جو کہ پہلے کونے (W) پر کھڑے مشاہد کو دیکھائی نہ دے۔

مثلاً اگر زید اپنے دائیں طرف دیکھے تو اسکے بالکل سامنے کھڑے مشاہدہ کرنے والے شخص کو صرف زید کے منہ یا چہرے کا بائیں حصہ ہی نظر آئے گا اور اگر زید اپنے بائیں طرف دیکھے تو عامر کو محض زید کے چہرے کا دائیں حصہ ہی نظر آئے گا۔ اسی طرح اگر زید نیچے کی طرف دیکھے تو عامر کو زید کا چہرے کا کچھ حصہ اور سر نظر آئے گا اور اگر زید اوپر کی طرف دیکھے تو عامر کو صرف زید کا چہرہ اور ٹھوڑی کا حصہ نظر آئے گا مگر زید کا سر نظر نہیں آئے گا۔ اسی طرح چاند بھی اپنے مدار میں گھومتے ہوئے کبھی لمبائی میں اوپر سے نیچے یا نیچے سے اوپر کر نظر آتا ہے اور پھر دائیں سے بائیں یا پھر بائیں سے دائیں ہو کر نظر آتا ہے۔ یہ دوہری لیبریشن ہر روز طلوع قمر اور غروب قمر کے وقت منعقد ہوتی ہے۔ اور یہ حرکات بیک وقت یعنی چاند کی اوپر سے نیچے یا نیچے سے اوپر اور دائیں سے بائیں یا بائیں سے دائیں حرکت پذیر ہو کرتی ہیں۔ یہ اثر چاند کے جن حصوں میں ہوتا ہے ان کو لیبریشن زونز (Libration Zones) کہتے ہیں۔ جس کی وضاحت مندرجہ ذیل تصویر Fig 3 کر رہی ہے۔ جس کی وجہ سے چاند کے قطب شمالی اور قطب



¹ -Gerald north, *Observing the Moon, The Modern Astronomer's Guide*, p: 16

جنوبی (South pole and North Pole) میں چھ (6) ڈگری کا فرق ہر دو (2) ہفتے میں آجاتا ہے۔ بالفاظ دیگر ہم میں سے ہر کسی نے اجتماعی طور پر چاند کا منہ (Observable side of Moon) (چاند کا 59 فیصد حصہ) تو دیکھا ہے مگر چاند کی پشت (چاند کا 41 فیصد حصہ) آج تک زمین سے کوئی دیکھ ہی نہیں سکا۔

ہمیں زمین سے کسی ایک وقت میں چاند کا مکمل حصہ نظر نہیں آتا بلکہ 41 فیصد نظر آتا ہے اگرچہ چاند پورا ہی ہو۔ مگر معاملہ کچھ یوں ہے کہ چاند کا یہ حصہ کچھ بدلتا ہے اور مختلف اوقات میں اس کا نصف سے کچھ زیادہ حصہ بھی دیکھ سکتے ہیں جو کہ 59 فیصد بنتا ہے مگر ایک وقت میں 41 فیصد سے زیادہ نظر نہیں آسکتا اور زمین کے کچھ ایسے مقامات بھی ہیں جہاں سے چاند نظر نہیں آتا۔ جیسا کہ قطب شمالی اور قطب جنوبی (South Pole and North Pole)۔

چاند کی حالتیں : Phases of Moon

رویت ہلال کیلئے چاند کا کب اور کونسی حالت کا مشاہدہ کیا جاتا ہے بالفاظ دیگر ہماری اس تحقیق کا تعلق چاند کی کونسی حالت سے ہے اس سوال کی وضاحت مندرجہ ذیل ہے۔

زمین کی سطح ننگی آنکھ سے دیکھتے ہوئے چاند کی آٹھ حالتیں یا فیزیا سٹیجز ہوتے ہیں۔

- ۱۔ نیومون (New Moon) ۲۔ ویکسنگ کریسنٹ (Waxing Crescent) ۳۔ فرسٹ قواٹر (First Quarter) ۴۔ ویکسنگ گیبوڈ (Waxing Gibbous) ۵۔ فل مون (Full Moon) ۶۔ ویننگ گیبوڈ (Waning Gibbous) ۷۔ لاسٹ قواٹر (Last Quarter) ۸۔ ویننگ کریسنٹ (Waning Crescent)۔¹

جب چاند بڑھ رہا ہو تو ہم اس حالت کو ویکسنگ (Waxing) کہیں گے اور جب یہ بدرجہ کم ہو رہا ہو تو ہم اس حالت کو ویننگ (Waning) کہیں گے۔ جو کہ پہلی تصویر Fig 4 سے ظاہر ہے۔

جب چاند بالکل نہیں نظر آتا اور وہ نظر آنے کے قریب ہو تو اسے "نیومون" (New Moon) (چاند کی عمر اندازاً صفر دن) کہتے ہیں۔ نیچے دی گئی تصویر Fig 4 میں پوزیشن 1 میں یہ حالت بخوبی دیکھی جاسکتی ہے۔ کیونکہ چاند اس حالت میں زمین اور سورج کے درمیان ہوتا ہے۔

نیچے دی گئی دوسری تصویر Fig 5 میں کالم اے میں زمین کا سورج کے گرد مدار اور چاند کا زمین اور سورج کی گردش کرتے ہوئے اس کا زمین کے گرد مدار دکھایا گیا ہے۔ اور یہاں پوزیشن 1 میں یہ چیز ثابت ہے۔ اور جب نظر آنا

¹ -Gerald north, *Observing the Moon, The Modern Astronomer's Guide*, p: 5

شروع ہو جائے مگر آدھا مکمل نہ ہوا ہو تو اسے "ویکسنگ کریسنٹ" (Waxing Crescent) (چاند کی عمر اندازاً 3.7 دن) کہتے ہیں اور یہی وہ حالت ہے جس کا مشاہدہ شرعی نقطہ نگاہ سے کیا جاتا ہے اور یہی ہماری تحقیق کا بنیادی حصہ بھی ہے جس پر بحث کی جا رہی ہے۔ جو کہ دوسری تصویر Fig 5 میں پوزیشن 2 میں یہ چیز ثابت ہے۔ کیونکہ چاند اب زمین اور سورج کے درمیان سے تھوڑا سا ہٹ گیا ہے۔

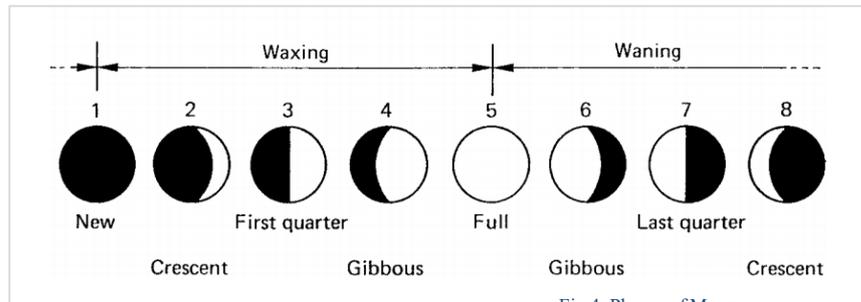
جب آدھا مکمل ہو جائے تو اسے "فرسٹ کوارٹر" (First Quarter) (چاند کی عمر اندازاً 7.4 دن) کہتے ہیں۔ جو کہ پوزیشن 3 میں دیکھا گیا ہے اور کیونکہ چاند اب بالکل زمین کے بغل میں سورج کی شعاعوں کو اپنے اوپر لے کر آدھا دکھائی دے رہا ہے۔ کیونکہ یہاں اب چاند بالکل زمین کے سورج کے گرد گھومنے والے مدار پر آچکا ہے۔

پھر جب آدھا مکمل ہونے کے بعد وہ مزید بڑھتا رہے مگر پورا مکمل نہ ہوا ہو تو اسے "ویکسنگ گیبوڈ" (Waxing Gibbous) (چاند کی عمر اندازاً 11.1 دن) کہتے ہیں۔ پوزیشن 4 میں اب چاند زمین کے مدار سے پیچھے ہوا اسلئے اب اس کا زیادہ قابل دید حصہ زمین سے نظر آئے گا۔ اور جب پورا مکمل ہو جائے تو اسے فل مون (Full Moon) (چاند کی عمر اندازاً 14.8 دن) کہتے ہیں۔ جو کہ پوزیشن 5 سے ظاہر ہے کیونکہ چاند اب سورج اور زمین کے آگے چلا گیا ہے اسلئے پورا نظر آرہا ہے۔ جیسا کہ (صفحہ 36) کالم اے کی پوزیشن 5 سے ظاہر ہے۔

اور جب کم ہونا شروع ہو مگر آدھا نہ ہوا ہو تو اس حالت کو "ویننگ گیبوڈ" (Waning Gibbous) (چاند کی عمر اندازاً 18.4 دن) کہتے ہیں۔ جیسا کہ پوزیشن 6 سے ثابت ہے۔

جب کم ہوتے چاند آدھا رہ جائے تو اسے "لاسٹ کوارٹر" (Last quarter) (چاند کی عمر اندازاً 22.1 دن) کہتے ہیں۔ کیونکہ پوزیشن 7 میں اب چاند زمین کی دوسری جانب (بغل میں) آ پہنچا ہے۔ اور یہ حالت پوزیشن 3 کی بالکل مخالف سمت میں ہے۔ اور ایک بار پھر یہاں اب چاند تقریباً زمین کے سورج کے گرد گھومنے والے مدار پر آچکا ہے۔

پھر جب چاند
آدھے سے مزید کم ہو تو
اسے " ویننگ
کریسنٹ "



(Waning Crescent) (چاند کی عمر اندازاً 25.8 دن) کہتے ہیں۔ جو کہ پوزیشن

8 میں ثابت ہے کیونکہ اب چاند پھر زمین اور سورج کے درمیان حائل ہونا شروع ہو گیا ہے اسلئے اب یہ نظر آنا کم

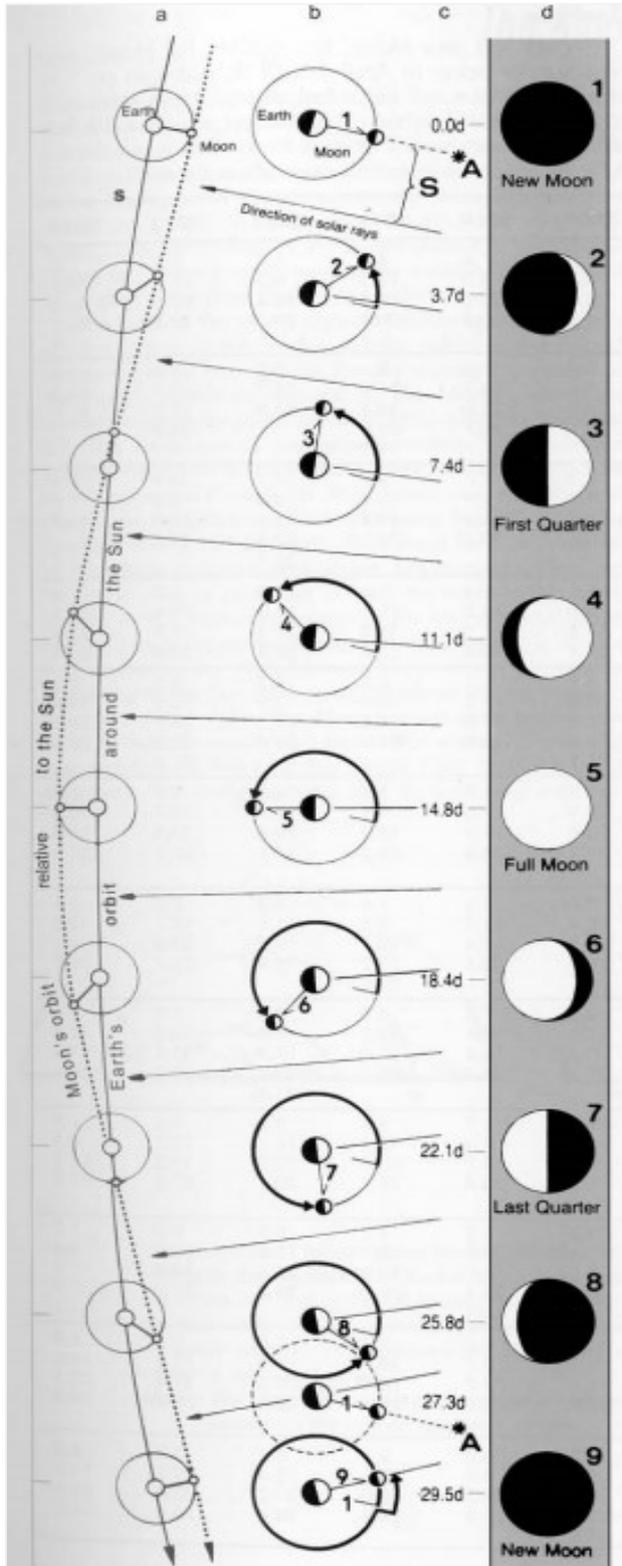


Fig 5. Details of phases of moon

ہوتا چلا جا رہا ہے۔ پھر وہ مزید کم ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ چاند دیکھائی دینا بند ہو جاتا ہے (چاند کی عمر اندازاً 29.5 دن)۔

نیچے موجود دوسری تصویر Fig 5 چاند کی مختلف حالتوں کی نمائندگی کر رہی ہے۔ یعنی کالم بی میں چاند کی پوزیشن اور اس کا زمین کے گرد گھومنے کا مدار جبکہ سورج دائیں طرف دیکھا گیا ہے اور کالم سی میں چاند کی اندازاً عمر کو ظاہر کیا گیا ہے۔ اور کالم ڈی میں چاند کی متوقعہ شکل کی وضاحت کی گئی ہے۔ جبکہ پوری صورت میں سورج کی شعاعیں دائیں سے بائیں طرف نظر آرہی ہیں۔¹

چاند زمین کے مرکز سے اوسطاً 385 000 کلومیٹر کے فاصلے پر 1.023 کلومیٹر فی سیکنڈ کی اوسط رفتار سے گردش کرتا ہے۔ عام سیاروں کے برعکس چاند کا چکر خط استواء کے مستوی کی بجائے اس مستوی کے قریب ہے۔ جس میں زمین سورج کے گرد گردش کرتی ہے۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ چاند کا مدار بڑھ رہا ہے۔ یعنی زمین سے اوسطاً فاصلہ زیادہ سے زیادہ ہو رہا ہے۔ اسے افزائش

مد و جذری کہا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے چاند کا مدار ہر سال 3.8 cm بڑھ رہا

¹-Antonin Rukl -Atlas of the Moon, p:9

ہے۔ کئی لاکھ سال پہلے چاند کی محوری گردش کا دورانیہ اس کے زمین کے گرد ایک چکر پورا کرنے سے زیادہ تھا۔ مگر زمین کی کشش ثقل نے چاند کی محوری گردش کی رفتار کو کم کر کے اس طرح محدود کر دیا ہے کہ اس کی محوری گردش کا دورانیہ زمین کے گرد مدار میں ایک چکر پورا کرنے کے برابر ہو گئی ہے۔ اور چاند زمین کے گرد اپنا ایک چکر 27.322 دنوں میں مکمل کرتا ہے۔

۲۔ تقویم:

تقویم کا لغوی معنی ہے "کیلنڈر"۔ اور تقویم کی تعریف کچھ یوں ہے۔ "وہ نظام جس کے ذریعے وقت کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے تقویم کہلاتا ہے"۔ تو پتا چلا کہ تقویم کے ذریعے دن، ہفتہ، ماہ اور سال کا حساب لگایا جاتا ہے۔ جبکہ اصطلاح میں کوآکب کی حرکات اور دائرۃ البروج میں مقام کی جدولوں پر مشتمل رسالے کو تقویم کہتے ہیں۔ ویسے تو بہت سے علاقوں اور اقوام کے مختلف قسم کے تقاویم ہیں۔ لیکن ان تمام تقاویم کی بنیاد درج ذیل 4 تقاویم میں سے کسی ایک پر ہوتی ہے۔¹

۱۔ قمری تقویم

۲۔ شمسی تقویم

۳۔ قمری شمسی تقویم

۴۔ شمسی ہجری تقویم۔

امریکہ اور یورپ جیسے ممالک میں تقویم کی ترتیب و طباعت کا کام انتہائی سائنسی بنیادوں پر ہوتا ہے۔ ہندوستان میں بھی تقویم سازی کے کئی مراکز قائم کر دیے گئے ہیں۔ پاکستان میں چونکہ علم نجوم نہ تو سائنسی بنیادوں پر استوار تھا اور نہ ہی اس کے معلمین اور قارئین تعلیم یافتہ تھے۔ تو یہ جنتری کا ایک ضعیف حصہ تھا۔ لیکن اب پاکستان میں بھی جدید ٹیکنالوجی سے یہ کام شروع کر دیا گیا ہے۔ بہت سی اقوام اور سلطنتوں نے بھی اپنی تقاویم قائم کی ہیں۔ جس کی وجہ سے بہت سی تقاویم وجود میں آئی۔ جن میں شمسی تقویم، عبرانی تقویم، بکری تقویم، عیسوی تقویم، شمسی ہجری تقویم، قمری ہجری تقویم، چینی تقویم، آشوری تقویم، نانک شاہی تقویم، بنگالی تقویم پائی جاتی ہیں۔ جن میں سے چند مشہور درج ذیل ہیں۔

¹ - Alan long staff, *Calendars from around the world*, National Maritime Museum 2005 p: 32

۱۔ شمسی تقویم:

شمسی تقویم کو سورج کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ہونا تو اس طرح چاہیے کہ زمین کی طرف منسوب کر کے زمینی تقویم کہا جائے کیونکہ شمسی تقویم میں سال اس عرصے کے برابر ہوتا ہے جس میں زمین سورج کے گرد اپنا مدار پورا کرتی ہے یعنی سورج کے گرد اپنا ایک چکر مکمل کرتی ہے اور عرصہ 365 دن پانچ گھنٹے چالیس منٹ اور 47.4624 سیکنڈ کا ہوتا ہے۔ ہم چونکہ اپنے سال کو صرف پورے 365 دنوں کا شمار کرتے ہیں اس لئے شمار سال اصل سال سے چھوٹا ہوتا ہے اور یہ کمی سال بہ سال زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ تو نتیجہ یہ ہوتا کہ سال بسال وہی مہینے مختلف موسموں میں آنا شروع ہو جاتے جس سے ہمارے نظام زندگی میں خرابیاں پیدا ہونا شروع ہو جاتیں اور وقت کا بھی کوئی صحیح طور پر اندازہ نہ ہو سکتا اس وقت کو رفع کرنے کے لئے جولیس سیزر شہنشاہ روم نے ہر چوتھے سال میں ایک دن کا اضافہ کر کے ہر چوتھا سال 366 دن کا استعمال کیا جس کی وجہ سے وقت میں کوئی خرابی نہیں آئی اور اس سال کو گبیہ یا کبیس یا لونڈیا لپ کا سال کہتے ہیں۔

۲۔ عبرانی تقویم:

اس تقویم کے پیروکار یہودی مذہب سے تعلق رکھنے والے باشندے ہیں۔ موجودہ عبرانی تقویم قمری شمسی تقویم کی بنیاد پر بنائی گئی ہے جو کہ اصل میں چینی کیلنڈر کی طرز پر ترتیب دی گئی ہے۔ جس میں دنوں کا حساب چاند کی شکلوں پر اور سالوں کا حساب سورج کے چکر لگانے پر کیا گیا ہے۔ جو ایک طرف مکمل طور پر اسلامی کیلنڈر اور دوسری طرف گریگوری کیلنڈر کی طرح ہے۔ قمری سال شمسی سال سے گیارہ دن کے فرق کی وجہ سے ہر دوسرے تیسرے سال ایک مہینے کا اضافہ کیا جاتا ہے۔¹ اس طرح یہ سال بارہ کی بجائے تیرہ مہینوں کا ہوتا ہے۔ عبرانی کیلنڈر میں 19 سالوں کا ایک چکر ہوتا ہے۔ جس میں ۲۳۵ مہینے ہوتے ہیں۔ تو اس صورت میں 19 سالوں میں سات سال ایسے ہوتے ہیں جن میں تیرہ مہینے ہوتے ہیں کیونکہ عبرانی کیلنڈر بحیرہ روم کے مشرقی علاقہ میں ترتیب دیا گیا تھا اس لئے موسم شمالی کرہ ارض کے اوقات کی ترجمانی کرتا ہے۔ عبرانی سال کے مہینوں کے نام درج ذیل Table 1 میں ہیں۔

¹ - Alan long staff, *Calendars from around the world*, p: 25

Table 1. Names of the Hebrew monthes in Urdu

نمبر شمار	مہینوں کے نام	نمبر شمار	مہینوں کے نام	نمبر شمار	مہینوں کے نام	نمبر شمار	مہینوں کے نام
1	نسان	2	یار	3	سیوان	4	تاموز
5	آو	6	ایلول	7	تشری	8	چشوان
9	کسلو	10	تیوت	11	شیوت	12	ادار اول
13	ادار یا ادار دوم						

جدید عبرانی کیلنڈر کا آغاز کیم تشریح سن موندی ایک سے کیا گیا تھا۔ جویرولپٹک جو لین کیلنڈر کے مطابق بروز سوموار 7 اکتوبر 3761 قبل مسیح بنا ہے۔ یہ تاریخ دنیا کی تخلیق کے روایتی یہودی نظریہ سے ایک سال قبل کی ہے۔ جو کہ 25 ایلول سن موندی ایک تھا۔ عبرانی کیلنڈر میں 5 ماہ 29 دن کے ہوتے ہیں اور 6 ماہ 30 دن کے ہوتے ہیں۔ اور دو ماہ کبھی 29 اور کبھی 30 دن کے ہوتے ہیں۔

۳۔ بکرمی تقویم:

یہ ایک شمسی تقویم ہے۔ جو کہ برصغیر پاکستان اور ہندوستان میں صدیوں سے چلی آرہی ہے۔ بکرمی کیلنڈر راجہ بکرماجیت کے دور سے شروع ہوتا ہے۔ (قبل مسیح 102 سے 15 عیسوی تک)۔ بکرماجیت بھارت کے ایک ضلع اوجین کا بادشاہ تھا۔ جس کے بہت سے کارہائے نمایاں تھے۔ جس وجہ سے اس تقویم کی نسبت بھی بادشاہ کی طرف کر دی گئی۔ اس تقویم کو دیسی سال یا جنتری بھی کہتے ہیں۔ یہ تقویم باعتبار شمسی تقویم کے ویساکھ کے مہینے اور باعتبار قمری تقویم کے چیت کے مہینے سے شروع ہوتی ہے۔¹

اس تقویم میں بھی 365 دن اور 12 مہینے ہوتے ہیں۔ اس کیلنڈر کے 9 مہینے 30 دنوں کے ہوتے ہیں۔ اور ایک مہینہ ویساکھ 31 دن کا ہوتا ہے۔ اور دو مہینے جیٹھ اور ہاڑ 32 دن کے ہوتے ہیں۔ بکرمی تقویم کے مہینوں کے نام درج ذیل Table 2 میں ہیں۔

¹ https://ur.wikipedia.org/wiki/%D8%A8%DA%A9%D8%B1%D9%85%DB%8C_%D8%AA%D9%82%D9%88%DB%8C%D9%85 12/11/2020

Table 2. Names of bikrami monthes

نمبر شمار	مہینے کا نام	تفصیل
1	ویساکھ یا ویساکھی	یہ مہینہ اپریل اور مئی کے درمیان میں آنے والا ہے۔
2	جیٹھ	یہ مہینہ مئی اور جون کے درمیان میں آنے والا ہے۔
3	ہاڑھ	یہ مہینہ جون اور جولائی کے درمیان میں آنے والا ہے۔
4	ساون	یہ مہینہ جولائی اور اگست کے درمیان میں آنے والا ہے۔
5	بھادوں	یہ مہینہ اگست اور ستمبر کے درمیان میں آنے والا ہے۔
6	اسوں	یہ مہینہ ستمبر اور اکتوبر کے درمیان میں آنے والا ہے۔
7	کاتک کتیں یا کاتک	یہ مہینہ اکتوبر اور نومبر کے درمیان میں آنے والا ہے۔
8	گمھر	یہ مہینہ نومبر اور دسمبر کے درمیان میں آنے والا ہے۔
9	پوھ	یہ مہینہ دسمبر اور جنوری کے درمیان میں آنے والا ہے۔
10	مانگھ	یہ مہینہ جنوری اور فروری کے درمیان میں آنے والا ہے۔
11	پھاگن یا پھلگن	یہ مہینہ فروری اور مارچ کے درمیان میں آنے والا ہے۔
12	چیترا	یہ مہینہ مارچ اور اپریل کے درمیان میں آنے والا ہے۔

بکرمی کیلنڈر میں دن ۸ پہر پر مشتمل ہوتا ہے۔ جن کو علاقائی زبانوں میں "اٹھ پار" کہا جاتا ہے۔ ایک پہر موجودہ جدید گھڑی کی وقت کے مطابق ۳ گھنٹوں کا ہوتا ہے۔ جو صبح ۶ سے شروع ہوتے ہیں۔ اور بالترتیب تین تین گھنٹوں کا پہر ہوتا ہے۔ ان کے نام بالترتیب یہ ہیں۔

۱۔ دھمی داویلا: (یہ صبح ۶ بجے سے ۹ بجے تک کا وقت ہے)

۲۔ ڈپاراں داویلا: (یہ صبح ۹ بجے سے دوپہر ۱۲ بجے تک کا وقت ہے)

۳۔ پیشی داویلا: (یہ دوپہر کے ۱۲ سے دن ۳ بجے تک کا وقت ہے)

۴۔ دیگر داویلا: (یہ سہ پہر ۳ بجے سے شام ۶ بجے تک کا وقت ہے)

۵۔ نماشاں داویلا: (یہ رات کے اولین لمحات شام ۶ بجے سے لے کر رات ۹ بجے تک کا وقت ہے)

۶۔ کفتاں داویلا: (یہ رات ۹ بجے سے لیکر رات ۱۲ بجے تک کا وقت ہے)

۷۔ ادھ رات داویلا: (یہ رات ۱۲ بجے سے سحر کے ۳ بجے تک کا وقت ہے)
 ۸۔ آسور داویلا: (یہ صبح کے ۳ بجے سے صبح کے ۶ بجے تک کا وقت ہے)
 برصغیر کی مختلف زبانوں میں لفظ "ویلا" کو وقت کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔

۴۔ عیسوی تقویم:

یہ تقویم بھی ایک شمسی تقویم ہے۔ عیسوی تقویم کا آغاز حضرت عیسیٰ بن مریم (روح اللہ) علیہا الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کے ساتھ کیا گیا۔ اگرچہ اس بات میں اختلاف ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کس سال ہوئی۔ اس تقویم میں تاریخ تحریر کرتے ہوئے آخر میں اردو میں "ء" لکھ کر واضح کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ۲۰۲۰ء (یعنی دو ہزار بیس عیسوی سال)۔ اس کیلنڈر میں زمانے کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں رونما ہوتی رہیں۔ سب سے آخر میں پوپ گریگوری نے سولویں صدی عیسوی میں قابل ذکر تبدیلی کی تھی۔ اس لئے اس تقویم کو گریگورین کیلنڈر کہتے ہیں۔¹ اس کیلنڈر میں بھی ۱۲ ماہ ہوتے ہیں۔ جو درج ذیل Table 3 میں ہیں۔

Table 3. Names of Christian monthes in Urdu

نمبر شمار	مہینوں کے نام						
1	جنوری	2	فروری	3	مارچ	4	اپریل
5	مئی	6	جون	7	جولائی	8	اگست
9	ستمبر	10	اکتوبر	11	نومبر	12	دسمبر

اس تقویم میں ۷ ماہ ۳۱ دنوں کے، ۴ ماہ ۳۰ دنوں کے اور ایک ماہ فروری لیپ کے سال میں ۲۹ دنوں کا اور اس کے علاوہ ۲۸ دنوں کا ہوتا ہے۔ اور لیپ کے سال کے دن ۳۶۶ اور اس کے علاوہ ۳۶۵ دن ہوتے ہیں۔

۵۔ شمسی ہجری تقویم:

یہ ایک شمسی تقویم ہے۔ جو کہ دنیا کہ چند مسلم ممالک میں رائج ہے۔ ان میں سے بعض مسلم ممالک کی سرکاری تقویم بھی ہے۔ مسلمان ہجری تقویم خواہ وہ شمسی ہجری ہو یا قمری ہجری دونوں کی بنیاد حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کو بناتے ہیں۔ جو کہ نبوت کے تیرہویں سال بمطابق عیسوی تقویم ستمبر ۶۲۲ء پیر کو ہوئی۔ ہجرت تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں ہوئی۔ جبکہ شمسی ہجری تقویم اس سے کئی سال

¹ -Alan long staff, Calendars from around the world, p: 20

بعد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کی تجویز پر شروع کی گئی۔ تو ہجرت کے اس واقعہ کی بنیاد پر اس سال کو شمسی ہجری کا پہلا سال قرار دیا گیا۔ شمسی ہجری کیلنڈر کا آغاز ۱۹ مارچ ۶۲۲ عیسوی بروز جمعہ المبارک ۲۹ شعبان سال اول قبل از ہجرت سے ہوا۔ جو کہ ہجرت کے واقع سے ۶ مہینے اور ۲۴ دن پہلے ہے۔ بہت سے مسلم ممالک میں شمسی ہجری تقویم کو شمسی عیسوی تقویم پر ترجیح حاصل ہے۔ مثلاً افغانستان جس میں شمسی ہجری تقویم کو سرکاری تقویم قرار دیا گیا ہے۔ لیکن کافی مسلم ممالک ایسے بھی ہیں۔ جہاں پر شمسی عیسوی تقویم قائم ہے۔ مثلاً پاکستان میں شمسی عیسوی تقویم سرکاری تقویم ہے۔ بعض مسلم ممالک نے اپنی پرانی تقاویم کو ترک کر کے شمسی ہجری تقویم کو اختیار کیا۔ اور اپنی سابقہ تقویم کو اس تقویم میں ڈھال دیا۔ مثلاً ایرانی تقویم جو کئی ہزار سال سے چلی آرہی تھی ایرانی مسلمانوں نے اسے شمسی ہجری تقویم سے تبدیل کر دیا۔¹ مگر غیر مسلم ایرانی اور قوم پرست لوگوں نے اپنی سابقہ شمسی تقویم کو ہی قائم رکھا۔ شمسی ہجری سال میں کل ۱۲ مہینے اور ۳۶۵ دن ہوتے ہیں۔ جن میں سے پہلے ۶ ماہ مسلسل ۳۱ دنوں کے اور بعد کے ۵ ماہ مسلسل ۳۰ دنوں کے ہوتے ہیں۔ اور آخری مہینہ ۲۹ دن کا ہوتا ہے۔ جو کہ لیپ کے سال یا لونڈ کے سال ۳۰ دنوں کا ہوتا ہے۔

۶۔ قمری ہجری تقویم:

یہ قمری تقویم ہے۔ اور اس کو بعض ممالک میں اسلامی تقویم بھی کہتے ہیں۔² ہجری تقویم سے مراد تاریخ کا حساب حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت سے لگایا جاتا ہے۔ لیکن اس میں اور شمسی ہجری تقویم میں فرق یہ ہے کہ شمسی ہجری تقویم میں دنوں، مہینوں اور سال کا حساب سورج سے لگایا جاتا ہے۔ اور جبکہ قمری ہجری تقویم میں چاند سے لگایا جاتا ہے۔ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے مکہ سے مدینہ ۲۶ صفر المظفر کو ہجرت فرمائی۔ لیکن سال کا پہلا مہینہ عرب والوں کے نزدیک چونکہ محرم الحرام تھا۔ اسلئے اسلامی سال کا پہلا مہینہ بھی محرم الحرام قرار دیا گیا۔ اور اسلامی سال کو ایک مہینہ ۲۵ دن پیچھے شمار کیا گیا۔ اس لئے اسلامی سال کی پہلی تاریخ یعنی یکم محرم الحرام ۱۶ جولائی ۶۲۲ء سے شمار ہوئی۔ اس تقویم میں بھی ۱۲ مہینے ہیں۔ ہر مہینہ یا تو ۲۹ یا تو ۳۰ دن کا ہوتا ہے۔ جس کے آغاز کا فیصلہ (بصری) رویت ہلال سے کیا جاتا ہے۔

قمری ہجری سال عیسوی سال سے تقریباً ۱۱ دن چھوٹا ہوتا ہے۔ تقریباً ۳۳ یا ۳۴ سال بعد ایسا موقع آتا ہے۔ جب ایک قمری سال مکمل طور پر ایک عیسوی سال کے اندر ہی رہتا ہے۔ جیسا کہ ۲۰۰۸ء میں ہوا۔ اسلامی تقویم

¹ -Alan long staff, Calendars from around the world p: 20

² -Alan long staff, Calendars from around the world p: 20

کے مہینے کے نام اور ترتیب عرب والوں میں قبل از اسلام ہی چلی آرہی ہے۔ اور سب سے پہلا مہینہ محرم الحرام ہی ہے۔ اس تقویم میں مکمل سال کا درمیانی عرصہ ۳۵۴.۳۶۷ دن ہوتا ہے۔ اور ایک مہینے کا دورانیہ 29.5305 (انیتس اعشاریہ پانچ تین صفر پانچ) دن ہوتا ہے۔ اس تقویم کا کوئی مخصوص کیلنڈر مقرر نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ہر مہینے رویت ہلال سے شروع ہوتا اور ختم ہوتا ہے۔ مہینوں کے نام درج ذیل Table 4 میں ہیں۔

Table 4. Names of Islamic monthes

نمبر شمار	مہینوں کے نام						
1	محرم الحرام	2	صفر المظفر	3	ربیع الاول	4	ربیع الثانی
5	جمادی الاولیٰ	6	جمادی الثانی	7	رجب المرجب	8	شعبان المعظم
9	رمضان المبارک	10	شوال المکرم	11	ذوالقعدہ	12	ذوالحجہ

فصل دوم: عبادات میں رویت ہلال کی اہمیت

اسلام میں رویت ہلال اور عبادات کا بہت گہرا تعلق ہے۔ چند عبادات و معاملات کے متعلق تو بظاہر معلوم ہو جاتا ہے کہ ان کا تعلق رویت ہلال سے ہے۔ مثال کے طور پر رمضان المبارک کے روزے عید الفطر و عید الاضحیٰ۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو اسلام کے تمام ارکان میں رویت ہلال کا بنیادی کردار ہے۔

سب سے پہلی اور بنیادی بات تو یہ ہے کہ اسلامی سال کے تمام مہینوں کی ابتداء اور انتہاء رویت ہلال کے بغیر ممکن ہی نہیں کیونکہ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی احادیث مبارکہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی مہینہ کبھی ۲۹ دن کا ہوتا ہے اور کبھی ۳۰ دن کا۔ اسلئے ہر ماہ کی ابتداء اور انتہاء رویت ہلال سے ہی ہوگی۔ تو جب اسلامی مہینوں میں رویت ہلال کو بنیادی حیثیت حاصل ہے تو اسلامی عبادات و معاملات میں بھی رویت ہلال بہت ضروری ہے۔ خصوصاً بالخصوص رمضان المبارک کی ابتداء اور انتہاء عید الفطر اور حج (جو کہ اسلام کے ارکان میں سے ہے) جیسی عبادات کا رویت ہلال کے بغیر ادا کرنا ممکن ہے۔ کیونکہ اگر رمضان المبارک میں رویت ہلال نہ کی گئی تو فریضہ صوم صحیح وقت پر ادا نہ ہو سکے گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور مکرم حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ((صُومُوا لِزُؤَيْتِهِ وَأَفْطَرُوا لِزُؤَيْتِهِ))¹ یعنی چاند کو دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو تو معلوم ہوا کہ رمضان المبارک میں روزہ رکھنا جو کہ فرض ہے وہ بغیر رویت کے ادا نہ ہوگا۔ کیونکہ بغیر رویت کے ایام آگے پیچھے ہو سکتے ہیں۔ جبکہ رمضان المبارک کے روزے کو اس کے وقت میں رکھنا ضروری ہے۔ اور اگر انتہائے رمضان میں رویت نہ کی جائے تو ہو سکتا ہے۔ کہ آخری روزے والے دن عید الفطر بن جائے۔ تو رمضان المبارک کا ایک روزہ جو کہ اپنے وقت میں فرض تھا ادا نہ ہوگا۔ اور رمضان المبارک کا ایک دن کا روزہ چھوڑنے پر رسول اللہ ﷺ نے زمانے بھر کے روزے رکھنے کو بھی کافی نہ ہونا قرار دیا۔

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ فِي

غَيْرِ رُحْصَةٍ رَحَّصَهَا اللَّهُ لَهُ لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صِيَامَ الدَّهْرِ))²

¹۔ نسائی، سنن نسائی، باب اكمال الشعبان ثلاثين اذا كان غيم ح: ۲۱۲۹، ۲۱۳۰۔

²۔ ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الصيام، ح: ۲۳۹۶۔

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے رمضان المبارک کا ایک دن کاروزہ چھوڑا بغیر کسی رخصت کے جو اللہ نے دی ہے تو زمانہ بھر کے روزے بھی اس کی تلافی نہیں کر سکیں گے۔

یوں بھی ہو سکتا ہے کہ یکم شوال کو رمضان المبارک کا روزہ سمجھ لیا جائے تو عید والے دن روزہ رکھنا حرام ہے۔

((عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحَى¹))

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دنوں کے روزوں سے منع فرمایا ہے، یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں میں۔

تو خدا نخواستہ حرام عمل سرزد ہو جائے گا۔ جس کی وجہ سے نہ تو قرب الہی حاصل ہو سکے گا بلکہ خدا نخواستہ مکروہ تحریمی عمل سرزد کر کے عتاب کو بھی دعوت دیئے جانے کا خدشہ ہو گا۔

حج بھی اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ اور حج کا معنی مخصوص ایام میں مخصوص مقامات پر مخصوص ارکان کو بجالانا ہے۔ اگر رویت ہلال نہ کی گئی تو ممکن ہے کہ یوم عرفہ یوم ترویہ کو یا یوم نحر کو ادا کیا جائے جس کی وجہ سے حج کا ایک فرض رکن وقوف عرفہ ادا نہ ہو گا کیونکہ مقام عرفہ پر مخصوص دن میں مخصوص وقت پر کھڑے ہونے سے فرض ادا ہوتا ہے جب فرض رکن ادا نہ ہو تو حج بھی ادا نہ ہو گا اور جو فضیلت یوم عرفہ کو حاصل ہے جیسا کہ روایت میں ہے

((قَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللَّهُ عَرَّ وَجَلَّ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَإِنَّهُ لَيَدْنُو عَرَّ وَجَلَّ ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ فَيَقُولُ مَا أَرَادَ هَؤُلَاءِ))²

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل عرفہ کے دن سے زیادہ کسی اور دن بندوں کو آگ سے آزاد نہیں کرتا۔ اللہ عزوجل (بندوں سے) قریب ہوتا ہے پھر اور قریب ہوتا ہے پھر ان کی وجہ سے فرشتوں کے سامنے اظہار فخر فرماتا ہے اور کہتا ہے: یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟

¹ - البصائر، ج: ۲۴۱۔

² - ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، (بیروت: دار الکتب العلمیہ ۲۰۱۲ء)، کتاب المناسک، باب دعا برفقہ، ج: ۳۰۱۴

یہ فضیلت بھی حاصل نہیں ہو سکے گی۔ اسکے علاوہ دیگر واجبات حج بھی اپنے وقت پر ادا نہ ہوں گے۔ مثال کے طور پر مزدلفہ جانا، منیٰ جانا، میدان عرفات میں جانا، رمی جمار کرنا اور ہدی وغیرہ کرنا صحیح طور پر اپنے وقت میں ادا نہ ہو سکیں گے۔ جس کی وجہ سے حج کا فریضہ بھی ادا نہ ہو گا۔ تو بجائے قرب الہی کے خدا نخواستہ نافرمانی میں مبتلاء ہونے کا خدشہ ہے۔ لہذا حج ادا کرنے کیلئے بھی رویت ہلال ضروری ہے۔ اسی طرح عید الاضحیٰ کے موقع پر مسلمان سنت ابراہیمی کا فریضہ ادا کرنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے بارگاہ الہی میں جانوروں کی قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ اور الاضحیہ (قربانی) کی تعریف یہ ہے:

ایام عید الاضحیٰ میں اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے بھیمتہ الانعام (بھیڑ، بکری، اونٹ اور گائے کو کہتے ہیں) میں سے کوئی جانور ذبح کرنا یا قربان کرنا۔

اگر رویت ہلال نہ کی گئی تو بجائے دس (۱۰) ذوالحجہ کے نو (۹) ذوالحجہ کو یہ معاملہ کر دیا گیا تو فریضہ ادا نہ ہو گا بلکہ وہ صرف اور صرف گوشت ہو گا اور ہم اپنے مقصود اصلی کو حاصل نہ کر پائیں گے جو کہ قرب الہی ہے۔ مسلمانوں کا اتنا زیادہ مال بالکل رائیگاں چلا جائے گا۔

زکوٰۃ بھی ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے۔ جس کے فرض ہونے کے لیے پورے سال کا گزرنا شرط ہے۔ تو یہاں سال کو شمار کرنے کیلئے بھی رویت ہلال ضروری ہے کیونکہ اگر ہر مہینے کا لحاظ رکھا گیا تو سال صحیح طور پر شمار ہو گا۔ رویت ہلال کے بغیر کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ جس کی وجہ سے فریضہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں کمی کوتاہی ہو سکتی ہے۔

اسی طرح عدت کے معاملات بھی رویت ہلال کے ساتھ گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ کیونکہ اگر عدت کے معاملے میں رویت کا اعتبار نہ کیا گیا تو شمار میں کمی کوتاہی کی وجہ سے اگر عورت کا دوسرا نکاح عدت ختم ہونے سے پہلے ہو گیا تو یہ بھی جائز نہیں اور حرام کام ہے۔ لہذا اس قسم کے تمام معاملات میں رویت ہلال کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ان فرائض عبادت کے علاوہ اگر عمومی طور پر نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ نقلی عبادت مثلاً یوم عاشورہ کا روزہ جس کے متعلق روایت ہے:

((أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَوْمِ عَاشُورَاءَ يَوْمِ الْعَاشِرِ))¹

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ عاشوراء کا روزہ دس تاریخ (محرم الحرام) کو رکھا جائے۔

¹۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، (لاہور: مکتبۃ الرحمانیہ ۲۰۱۳ء)، باب ماجاء فی عاشوراء ای یوم هو، ح: ۵۵۔

جب رویت ہلال نہ کی گئی ہو تو اس کے صحیح وقت میں ادا نہ کرنے سے ہم فضیلت سے محروم رہ جائیں گے۔ اسی طرح ایام بیض کے روزے صحیح وقت میں ادا نہ ہوں گے۔ نیز دیگر فضیلت والی راتوں میں عبادات وغیرہ کر کے جو برکات اور فضائل حاصل ہوتے ہیں ان سے بھی محروم رہ جائیں گے۔ مثال کے طور پر شب معراج و شب برات احادیث مبارکہ میں "لیلۃ النصف من شعبان" یعنی شعبان کی 15 ویں رات کو شب برات قرار دیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((حَمْسٌ لَيْالٍ لَا يُرَدُّ فِيهِنَّ الدُّعَاءُ: لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ وَأَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ

شَعْبَانَ وَلَيْلَةُ الْعِيدِ وَلَيْلَةُ النَّحْرِ)).¹

ترجمہ: پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعا رد نہیں ہوتی: جمعہ کی رات رجب کی پہلی رات شعبان کی

پندرہویں رات عید الفطر کی رات اور عید الاضحیٰ کی رات۔

اور اسی لیلۃ النصف من شعبان کی تعیین صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب یہ رویت ہلال کے اصول و ضوابط کے مطابق ہوگی۔

اور شب قدر جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ))²

ترجمہ: تم پر ایک مہینہ آ رہا ہے جو بہت بڑا اور بہت مبارک مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات ایسی ہے جو

ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔

میں مسنون عبادات کی ادائیگی ان کے صحیح وقت اور صحیح دن میں نہ کر پائیں گے۔

رمضان المبارک آخر میں جو رات ہوتی ہے (چاند رات) یہ ایک بابرکت رات ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے انعامات

ملنے والی رات ہے اسی لیے حدیث میں اس رات کو "لیلۃ الجائزہ" یعنی انعام ملنے والی رات کہا گیا:

((سُمِّيَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةُ لَيْلَةَ الْجَائِزَةِ))³

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے نقل فرماتے ہیں:

¹ - بیہقی، احمد بن الحسین، شعب الایمان، (لاہور: مکتبۃ الرشد، ۲۰۰۳ء، الطبعة الولی)، 3/342، حکم: اسنادہ ضعیف، وفيہ مجہول

² - ابن خزیمہ، محمد بن اسحاق، مختصر المختصر من المسند الصحیح (شام: دار النوادر، 1424ھ) باب فضائل شہر رمضان - رقم

الحدیث 1887، 2/911، حکم: اسنادہ ضعیف (علی بن زید بن جدعان) ضعیف

³ - بیہقی، شعب الایمان، ج: ۳۴۲۱، وهو ضعیف

((مَنْ أَحْيَا اللَّيَالِيَ الْأَرْبَعَ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ: لَيْلَةُ التَّرْوِيَةِ وَلَيْلَةُ عَرَفَةَ وَلَيْلَةُ النَّحْرِ وَلَيْلَةُ الْفِطْرِ))¹

ترجمہ: جو چار راتوں کو عبادت کے ذریعہ زندہ کرے اُس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

1- لیلۃ الترویہ یعنی آٹھ ذی الحجہ کی رات۔

2- عرفہ یعنی نو ذی الحجہ کی رات۔

3- لیلۃ النحر یعنی دس ذی الحجہ کی رات۔

4- لیلۃ الفطر یعنی عید الفطر کی شب۔

اس کے علاوہ ایک اور روایت میں ہے:

((مَنْ أَحْيَا اللَّيَالِيَ الْخَمْسَ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ لَيْلَةُ التَّرْوِيَةِ وَلَيْلَةُ عَرَفَةَ وَلَيْلَةُ النَّحْرِ وَلَيْلَةُ الْفِطْرِ وَلَيْلَةُ النَّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ))²

چار مذکورہ اور ایک ۱۵ شعبان المعظم کی رات۔

ابھی انہیں فضیلت والی راتوں کی اہمیت تو ہمارے سامنے موجود ہے۔ مگر ان سے صحیح معنوں میں استفادہ صرف اسی صورت میں کیا جاسکتا ہے جب ان کی درست تعیین ہوگی۔ کیونکہ ان کی انتہائی درجہ تک تعیین کے بغیر اللہ کریم کی رحمت سے اور ایک گراں قدر دنیوی اور اخروی خزانے کو اپنے ہاتھوں سے گنوا کر محرومی کے اندھیروں میں بھٹکنے کے مترادف ہے۔ اور بغیر رویت ہلال کے یہ تعیین ممکن ہی نہیں ہے۔ یعنی صرف رویت ہلال ہی وہ بنیادی اور کلیدی جزء ہے جس کی وجہ سے بنی نوع انسان ان دنوں اور متبرک راتوں کی تعیین کر کے ان میں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری بجالا کر اپنے مالک و خالق کے سامنے رحمت کی امید کر سکتے ہیں۔ اور اللہ کی رحمت کے ساتھ ہی حقیقی نجات ملتی ہے۔

الغرض مذکورہ بحث سے معلوم ہوا کہ اسلام میں رویت ہلال کو بنیادی اور کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے بغیر نہ صرف دیگر معاملات زندگی متاثر ہونگے بلکہ ارکان اسلام کو بھی صحیح وقت پر ادا نہ کرنے کی وجہ سے بجائے ثواب اور قرب حاصل کرنے کے خدا نخواستہ گناہ اور نافرمانی کی وجہ سے رحمت خداوندی سے دور ہو جائیں گے۔ یہ تو

۱- آلبانی، محمد ناصر الدین، ضعیف الجامع الصغیر و زیادته، (المکتب الاسلامی)، ص: 773، حکم البانی: موضوع

۲- آلبانی، محمد ناصر الدین، ضعیف ترغیب و ترہیب، (الریاض: مکتبہ المعارف للنشر والتوزیع 1421ھ) ج: 667، رواہ الاصبہانی:

چند مثالیں جو کہ بالکل واضح آسانی سے سمجھ آنے والی ہیں اگر مزید غور کیا جائے تو اور بھی بہت سی ایسی عبادات ہیں جن کے لئے رویت ہلال کلیدی حیثیت رکھتی ہے لہذا ہر مہینے کیلئے رویت ہلال ضروری بلکہ اشد ضروری ہے۔

فصل سوم: فقہی اصول و ضوابط

اسلام ایک دین فطرت ہے۔ جو کہ مذہبی عبادات اور احکامات کی بجا آوری کے لئے سادہ اور فطری اصولوں کو پیش نظر رکھتا ہے۔ اسلام نے مخصوص ایام اور اوقات کی عبادات مثلاً رمضان المبارک، اعتکاف، شب قدر، عید الفطر، یوم عرفہ، یوم نحر، یوم عاشورہ، یوم میلاد (میلاد رسول اللہ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ)، شب معراج اور شب براءت وغیرہ ایام عبادات کو چاند کی رویت کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ تاکہ ہر شخص بذات خود چاند دیکھ کر ان خاص اوقات اور ایام کو با آسانی صحیح طور پر معین کر کے ان عبادات کی برکات اور فضائل حاصل کر سکے۔ تو رویت ہلال کے جو اصول و ضوابط فقہائے کرام نے مقرر فرمائے ہیں۔ ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر کوئی شخص رویت ہلال کرتا ہے تو اس کی رویت معتبر ہوگی۔ وہ اصول و ضوابط درج ذیل ہیں۔

۱۔ الشہادۃ الرویۃ:

یعنی چاند دیکھنے کی گواہی رمضان المبارک کا چاند دیکھنے کیلئے ایک ہی مسلمان عاقل و بالغ وغیر فاسق کا صرف اور صرف بیان ہی کافی ہے کہ میں نے اس رمضان المبارک کا چاند فلاں دن شام کے وقت دیکھا ہے۔ اگر وہ مستور الحال ہو اور اس کی عدالت باطنی مجہول ہو لیکن بظاہر وہ شرع کا پابند ہو تو اس کا یہ بیان مجلس قضاء میں ہونا بھی شرط ہے اور اس کا لفظ گواہی ذکر کرنا اور کیفیت بیان کرنا کہ کس مقام سے دیکھا چاند کدھر تھا کتنا بلند تھا وغیر ذالک بیان کرنا بھی کوئی ضروری نہیں۔¹

یہ صورت اس وقت ہے کہ ۲۹ شعبان کو مطلع ابر آلود اور غبار آلود ہو اور صاف نہ ہو اور اگر مطلع صاف ہو تو ویسا ہی ایک شخص جو جنگل سے آیا ہو اور وہ کسی اونچی جگہ پر تھا تو اس شخص کا بیان بھی کافی ہوگا۔ ورنہ دیکھا جائے گا کہ وہاں رہنے والے مسلمان ہلال دیکھنے میں سعی کرتے ہیں۔ اور اکثر لوگ اس طرف توجہ دیتے ہیں یا سست ہیں۔ دیکھنے کی پرواہ نہیں کرتے تو اس لاپرواہی کی صورت میں کم از کم دو شخص درکار ہوں گے۔ چاہے وہ مستور الحال ہی ہوں۔ ورنہ ایک بڑی جماعت ہو جو چاند کو اپنی آنکھ سے دیکھ کر بیان کرے جس سے مکمل طور پر غالب ظن حاصل ہو جائے کہ چاند نظر آیا ہے۔ چاہے وہ غلام ہو یا فاسق معین اور اگر ان کی تعداد حد تو اترا کو پہنچ جائے کہ کوئی عاقل شخص اتنی تعداد کا غلط خبر پر متفق ہونا محال سمجھے تو ایسی خبر مسلمان اور کافر سب کی قبول کی جائے گی۔ یہ رمضان

۱۔ ابن عابدین، محمد امین بن عمر، رد المختار علی در المختار حاشیہ ابن عابدین (کوئٹہ، لاہور: مکتبہ رشیدیہ)، کتاب الصوم، بحث فی صوم یوم

المبارک کے چاند کے ساتھ خاص ہے۔ باقی گیارہ مہینوں کے ہلال کیلئے ضروری ہے کہ دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں جو کہ آزاد ہوں اور ان کے ظاہری اور باطنی احوال معلوم ہوں کہ یہ شرع کے پابند ہیں۔ یہ حضرات شرعی قاضی کے پاس لفظ اشہد کے ساتھ گواہی دیں یعنی اس طرح کہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اس مہینے کا چاند فلاں دن شام کے وقت دیکھا اور جس جگہ قاضی نہ ہو وہاں مفتی اسلام اس کا قائم مقام ہو گا۔ بشرطیکہ وہ تمام اہل مدینہ (شہر) میں سے سب سے بڑا فقیہ ہو اور علم فقہ کو جانتا ہو۔ اس کے پاس آکر گواہی دیں۔ اور اگر کسی مقام پر شرعی قاضی اور مفتی اسلام میں سے کوئی بھی نہیں تو اس مجبوری کی حالت میں دیگر مسلمانوں کے سامنے دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں چاند کا دیکھنا بیان کریں۔ اگرچہ وہ اشہد کا لفظ استعمال نہ بھی بیان کریں تو کافی ہے۔ یہ گیارہ مہینوں کے چاند کیلئے حکم ہے۔ جبکہ عیدین میں اگر مطلع صاف ہے۔ اور مسلمان چاند دیکھنے میں سستی نہیں کرتے اور چاند کی گواہی دینے والے جنگل یا بلند جگہ سے نہ آتے ہوں۔ تو اس صورت میں بھی بڑی جماعت درکار ہوگی¹۔

اسی طرح جس جگہ کسی اور مہینے کا چاند مثلاً محرم الحرام کے ہلال کو دیکھنے کا مسلمان بھرپور اہتمام و انتظام کرتے ہوں تو مطلع صاف ہونے کی صورت میں مذکورہ دو گواہوں کی عدم موجودگی میں بظاہر بڑی جماعت ہی کی ضرورت ہے۔ تاکہ جیسے چاند کا ایجاب رمضان المبارک اور عیدین میں کیا گیا تھا یہاں بھی وہی حکم حاصل ہو۔

۲۔ شہادۃ علی الشہادۃ:

شہادۃ علی الشہادۃ کا معنی ہے کہ چاند گواہوں نے خود اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا بلکہ چند اور اشخاص نے دیکھا ہے۔ اور انہوں نے ان کے سامنے گواہی دی ہے۔ اور گواہی دینے کے بعد ان کو اپنا گواہ بنا لیا ہے۔ پھر ان گواہوں نے ان کی گواہی پر گواہی دی ہے یہ اس جگہ ہے جہاں اپنی آنکھ سے چاند دیکھنے والے گواہوں کو حاضر ہونے پر کوئی عذر لاحق ہو اور اس کو شہادت علی الشہادت کہتے ہیں اور یہ مقبول ہے۔

اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ چاند دیکھنے والا گواہ دوسرے گواہ سے کہے کہ میری گواہی کا تو گواہ ہو جا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے فلاں مہینے کا چاند شام کے وقت دیکھا ہے۔ اب جنہوں نے یہ گواہی سنی وہ گواہان قاضی یا مفتی وغیرہما کے پاس آکر اس طرح گواہی دیں گے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں نے مجھے اپنی اس گواہی پر

۱۔ سعیدی، غلام رسول، شرح صحیح مسلم، (لاہور: رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز، الطبع ثامن عشر ۲۰۱۱ء)، روایت ہلال کے لیے طرق موجبہ

گواہ بنایا ہے کہ فلاں بن فلاں نے فلاں سال کے فلاں مہینے کا چاند فلاں دن شام کے وقت دیکھا ہے۔ اور فلاں بن فلاں مذکور نے مجھے کہا کہ "اشھد علی شہادتہ انی اشھدک بكذا" میری اس گواہی پر گواہ ہو جا¹۔

اس کے بعد جو احوال کا اختلاف اور احکام شہادۃ الرویہ میں گزرے ان کا لحاظ ضرور رکھا جائے گا۔ مثال کے طور پر رمضان المبارک میں مطلع صاف تھا تو فقط ایک شخص کی گواہی کافی نہیں ہوگی۔ جب تک جنگل میں یا بلند مقام پر دیکھنا بیان کرے۔ ورنہ ایک کی شہادت اور اس کی شہادت پر بھی صرف ایک ہی شاہد اگرچہ کنیز مستورۃ الحال ہو کافی ہے۔ باقی مہینوں میں یہ تو ہمیشہ ضرور ہے کہ ہر گواہ کی گواہی پر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں عادل گواہ ہوں اگرچہ یہی دو مرد ان دو اصل میں ہر ایک کے شاہد ہوں۔ مثلاً عیدین میں صرف دو عادلوں کی گواہی مقبول ہے۔

۳۔ شہادۃ علی القضاء:

شہادۃ علی القضاء کا معنی یہ ہے کہ کسی دوسرے اسلامی شہر میں رویت ہلال کے حوالے سے حاکم اسلام قاضی کی بارگاہ میں شہادتیں گزریں۔ شرعی قاضی نے چاند کے ثبوت کا فیصلہ فرما کر حکم دے دیا۔ تو اس دوران دو عادل گواہ اس گواہی اور قاضی شرع کے حکم کے وقت دارالقضاء میں حاضر تھے۔ انہوں نے یہاں حاضر ہو کر قاضی شرع یا وہ نہ ہو تو مفتی اسلام کے دربار میں حاضر ہو کر کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے فلاں شہر کہ فلاں قاضی شرع یا حاکم اسلام کہ دربار میں چاند کے حوالے سے فلاں دن کے شام کی گواہیاں پیش کی گئیں اور قاضی شرع نے ان گواہیوں پر چاند کے ثبوت کا فلاں دن کی شام سے حکم دیا ہے۔ تو اب یہ قاضی ان گواہوں کی گواہی پر فیصلہ دے یہ اس کیلئے جائز ہے کیونکہ قضائے قاضی حجت ہے۔ اور انہوں نے اس پر گواہی دی ہے²۔

۴۔ کتاب القاضی الی القاضی:

کتاب القاضی الی القاضی کا معنی یہ ہے کہ وہ قاضی شرع جس کو سلطان اسلام نے مقرر کیا کہ یہ لوگوں کے درمیان مقدمات کے فیصلے کرے۔ اس کے سامنے شرعی گواہی گزری کہ فلاں مہینے کا ہلال فلاں دن کی شام کو نظر آیا ہے۔ اس قاضی شرع نے کسی دوسرے شہر کے قاضی کے نام مکتوب لکھا۔ اور اس میں لکھا کہ میرے سامنے اس حوالے پر شہادۃ شرعیہ قائم ہوئی ہے۔ اور اس مکتوب میں اپنا اور جس کی طرف مکتوب لکھا گیا ہے کا نام پتہ مکمل تحریر کیا جس سے امتیاز کافی واقع ہو۔ اور اس خط کو دو عادل گواہوں کے حوالے کر دیا کہ یہ میرا خط ہے اور فلاں شہر کے

¹ ابن عابدین، رد المختار علی در المختار حاشیہ ابن عابدین، کتاب الشہادات، باب الشہادات علی الشہادات، 8/256۔

² ابن الہمام و قاضی زادہ، محمد بن عبد الواحد و شمس الدین احمد، فتح القدر شرح ہدایہ، (سکھر: مکتبہ نوریہ رضویہ)، کتاب الصوم

قاضی شرع کے نام ہے اس کو وہاں پہنچا دو۔ وہ احتیاط کے ساتھ اس خط کو اس قاضی شرع کے حضور لائے اور گواہی دی کہ آپ کے نام یہ مکتوب فلاں شہر کے فلاں قاضی نے تحریر کیا اور ہمیں دیا۔ اور ہمیں گواہ بنایا کہ یہ مکتوب اس کا ہے اب اس صورت میں اس قاضی کے لئے ان دونوں کی شہادت کی وجہ سے فیصلہ کرنا جائز ہے کیونکہ قضائے قاضی حجت ہے اور انہوں نے اس پر گواہی دی ہے¹۔

اس سے زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ جن گواہوں کے ہاتھ خط بھیجنا ہے اس کو پڑھ کر سنادے اور ان کے سامنے اس پر مہر لگائے۔ تاکہ گواہ وہاں حاضر ہو کر مکمل بات بیان کر کے اس پر گواہی دیں۔ لیکن اگر صرف لکھ کر ان کو دے دیا اور وہ احتیاط کے ساتھ لے کر قاضی کے پاس پہنچ گئے یہ بھی کافی ہے۔

اور اس کے لئے دو گواہ ہونا ضروری ہیں۔ ڈاک میں ڈال دیا یا اپنے کسی خاص آدمی کے ذریعے پہنچا دیا تو یہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اگر دوسرے قاضی کو مہر اور خط سے معلوم ہو جائے کہ فلاں قاضی کا خط ہے۔ اور اس مکتوب پر عمل کیلئے ضروری ہے کہ اس مکتوب کا کاتب دوسرے قاضی کے مکتوب کے پہنچنے اور پڑھنے تک زندہ رہے اور معزول نہ ہو وگرنہ اس پر عمل نہ ہو گا۔ اور زندہ رہنے کی صورت میں اس حکم پر حکم تب جاری ہو گا کہ وہ کاتب عہد قضاء کا اہل رہے مثلاً مجنون نابینا یا معاذ اللہ مرتد نہ ہو جائے وگرنہ خط فضول اور ضائع جائے گا۔

۵۔ استفاضہ:

اس کا معنی یہ ہے کہ کسی شہر کے لوگ خود رویت ہلال نہیں کرتے کابل اور غیر ذمہ دار ہیں۔ بلکہ کسی دوسرے شہر کی طرف سے آنے والی جماعتوں سے سن کر رمضان المبارک اور عید کر لیتے ہیں۔ تو اس کا اصول اور ضابطہ یہ ہے کہ وہ شہر اسلام جس میں حاکم شرع اور قاضی اسلام ہو اور چاند کے متعلق احکام اسی کی طرف سے جاری ہوتے ہیں۔ اور وہ خود عالم ہو اور ان احکام میں علم پر عمل کرنے والا اور قائم ہو۔ یا کسی عالم دین محقق معتمد پر اعتماد کرنے کو لازم پکڑتا ہو۔ یا جس جگہ قاضی شرع نہیں ہے تو وہاں مفتی اسلام لوگوں کا مرجع اور منبع الاحکام ہو۔ اور روزے اور عیدین کے احکام اسی کے فتویٰ کے مطابق نافذ کئے جاتے ہیں۔ اور لوگ خود سے چاند دیکھ کر رمضان المبارک اور عیدین کا فیصلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں۔ اور سب نے مل کر ایک زبان سے خبر دی کہ وہاں فلاں دن کو چاند دیکھ کر روزہ رکھا گیا یا عید منائی گئی۔ صرف اور صرف افواہ اڑی اور یہ کہنے والے کا پتہ بھی نہیں اگر پوچھا جائے تو جواب میں کہا جاتا ہے کہ سنا ہے یا لوگ کہتے ہیں یا اس طرح بہت زیادہ پتہ چلا ہے تو کسی نامعلوم انتہاء درجہ منتہائے سند ایک دو شخصوں کے متعلق صرف اور صرف حکایت کہ انہوں نے یہ بیان کیا

ہے۔ اور کہی کہی شائع ہو گئی۔ اس قسم کی خبر ہرگز استفاضہ نہیں۔ بلکہ ضروری ہے کہ وہاں سے آئی ہوئی متعدد جماعتیں بالاتفاق خبر دیں۔ بلکہ یہ خبر بھی نہ تو شہادۃ الرویۃ ہے نہ شہادۃ علی شہادۃ نہ ہی بالتصریح شہادۃ علی القضاء اور نہ ہی کتاب القاضی الی القاضی ہے۔ مگر اس خبر مستفیض سے یقینی طور پر یہ غلبہ ظن ملحق بالیقین چاند کا دیکھنا رمضان المبارک اور عید کا ہونا ثابت ہو گا۔ اور ضروری ہے کہ اس شہر اسلامی میں احکام اور حکام کی پابندی دائمی طور پر ہے۔ تو یہی مظنون ہو گا کہ امر بحکم واقع ہوا ہے۔ تو اس طرح سے قضائے قاضی حجت شرعیہ ثابت ہو جائے گی۔

جیسا کہ در مختار میں ہے کہ

"شهدوا انه شهد عند قاضی مصر کذا شاهدان برؤیة الهلال وقضی به قضی القاضی بشہادتهما لان

قضاء القاضی حجة" ¹۔

ترجمہ: لوگوں نے گواہی دی کہ فلاں شہر کے قاضی کے پاس چاند دیکھنے کی دو گواہوں نے گواہی دی ہے قاضی نے اس پر فیصلہ کر دیا تو انکی گواہی پر قاضی فیصلہ کر سکتا ہے کیونکہ قضاء قاضی حجت ہے۔

تو وہ علاقے جہاں نہ کوئی قاضی شرع ہے نہ کوئی مفتی اسلام یا کوئی مفتی ہے لیکن وہ خود احکام شرع کا پابند نہیں اور احکام شرع کی تمیز نہیں یا کوئی مفتی مستند عالم محقق ہے۔ لیکن لوگ ان کے احکام کے منتظر نہیں بلکہ اپنی طرف سے قیاسات فاسدہ کے ساتھ جب چاہیں رمضان المبارک بنا لیں اور روزے رکھیں اور جب چاہیں عید کر لیں تو اپنے شہروں کے شہرت بلکہ تو اترا بھی بالکل ہی قبول نہیں کیونکہ اس سے کسی حجت شرعیہ کا ثبوت نہیں ہوتا۔

۶۔ اکمال عدت:

اکمال عدت کا معنی یہ ہے کہ ایک ماہ کی گنتی تیس تک مکمل ہو جائے تو اگلے مہینے کا چاند خود ہی ثابت ہو جائے گا۔ پھر اس کے لئے رویت شہادۃ حکم اور استفاضہ وغیر ہم کی کوئی شرط نہیں کیونکہ ایک ماہ تیس دن سے زائد نہیں ہوتا لامحالہ طور پر۔ جیسا کہ سرکار دو عالم حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی حدیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "فَأَكْمَلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ" ²۔ تو معلوم ہوا کہ ماہ کی گنتی ۳۰ سے زائد نہیں ہوتی مکمل ہو جاتی ہے۔ یہ ضابطہ اس صورت میں ہے کہ مطلع بالکل صاف ہے اگرچہ چاند نظر نہ آیا ہو لیکن ضروری یہ ہے کہ گزشتہ ماہ کا چاند مکمل طور پر واضح رویت کے ساتھ شروع کیا گیا یا دو عادل گواہوں کی شہادۃ سے شروع ہوا تھا۔ اگر ایک گواہ کی

۱۔ ابن عابدین، رد المحتار علی در المختار حاشیہ ابن عابدین، کتاب الصوم، بحث فی صوم یوم الشک، 3/412۔

۲۔ بخاری، جامع صحیح، باب رویت الهلال، ج: ۱، ۱۹۰۔

مسلم، صحیح مسلم، باب اکمال الشعبان ثلاثین اذا کان غیم، ج: ۲، ۲۱۲۔

گواہی پر رمضان المبارک کا افتتاح پھر جب گنتی ۳۰ تک مکمل ہوگئی مطلع صاف ہے۔ لیکن عید کا چاند نظر نہیں آیا تو اگلے دن پھر روزہ رکھا جائے گا تو اس صورت میں یہ گنتی معتبر نہ ہوگی۔ اور رمضان المبارک کے ہلال میں گواہ سے غلطی ہوئی ہے۔ کیونکہ رویت ہلال کی حجت تامہ دو گواہ ہیں نہ کہ ایک۔

بصورت دیگر ۳۰ کی گنتی مکمل ہونے پر مطلع ابر آلود یا غبار آلود ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہیں آیا تو گنتی ۳۰ پر مکمل ہونے کے بعد عید کر لی جائے گی۔ اور رمضان المبارک کے چاند میں ایک گواہ کی گواہی کو تسلیم کیا جائے گا کیونکہ اس کی غلطی ظاہر نہیں ہوئی۔

۷۔ توپوں کے فائر اور منادی سلطان:

حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ علیہ نے شہر کے قریب والے دیہاتوں کے لئے توپوں کی آواز سننے کو چاند کے ثبوت کی دلیلوں میں سے شمار کیا ہے^۱۔ کیونکہ اس صورت میں بھی شرائط تو وہی ہے کہ اسلامی شہر میں قاضی شرع یا حاکم شرع معتمد کے حکم سے مہینے کی ۲۹ تاریخ کی شام کو توپوں کے فائر صرف چاند کی رویت کے شرعی طور پر ثابت ہونے کی حالت میں کئے جاتے ہیں۔ کسی عہدیدار کے آنے جانے کی سلامی میں اس طرح فائر نہیں کئے جاتے اور اس قسم کا کوئی اور احتمال بھی نہ ہے۔ وگرنہ شہر کے اسلامی ہونے کے باوجود اگر احکام شرع کی پابندی نہیں اور ان کی قدر نہیں اور احکام نااہل لوگوں کے حوالے ہیں۔ جو قواعد شریعہ کو سرے سے نہیں جانتے اور نہ ہی ان پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ اپنی ناقص رائے کے مطابق حکم صادر کر دیتے ہیں تو ایسی صورتوں میں توپوں کے چلنے کا کوئی اعتبار نہ کیا جائے گا۔ بلکہ بالتحقیق رویت ہلال کے سابقہ ضابطوں اور اصولوں کے مطابق ہونے پر اعتماد ہوگا۔

اور اگر توپیں شرعی حکم کے مطابق چلیں تو اس پر عمل دیہات والوں کے ساتھ ساتھ شہر والوں پر بھی کرنا ہوگا۔ کیونکہ یہ حکم حاکم شرع کے ہاں شہادتوں کے حاضر ہونے کے ساتھ صادر کیا گیا ہے۔ اور ہر شخص اس حکم کے سننے پر کہاں کان دھرتا ہے تو اعلان عام کے لئے کوئی علامت یا کوئی منفرد انداز اختیار کیا جاتا ہے۔ مثلاً توپیں چلانا یا ڈنڈور یا سینگ بجانا وغیرہ^۲۔

اسلامی شہر میں منادی پر بھی عمل کیا جائے گا اور منادی کے عادل ہونے کی شرط نہیں چاہے وہ فاسق ہو جبکہ یہ بھی معلوم ہو کہ سلطان یا حاکم کے حکم کے بغیر ایسا اعلان وغیرہ نہیں ہو سکتا۔

۱- ابن عابدین، رد المحتار علی در المختار حاشیہ ابن عابدین، کتاب الصوم، بحث فی صوم یوم الشک، 3/408۔

۲- سعیدی، شرح صحیح مسلم، رویت ہلال کے لئے طرق موجبہ شرعیہ، 3/54۔

باب دوم

رؤیت ہلال اور اختلاف مطالع، فقہاء کی آراء کا مطالعہ

فصل اول: اختلاف مطالع کی لغوی تحقیق و حدود

فصل دوم: اختلاف مطالع میں فقہاء کی آراء

فصل سوم: اختلاف مطالع عصر حاضر کے تناظر میں

فصل اول: اختلاف مطالع کی لغوی تحقیق و حدود

اختلاف مطالع دو لفظوں یعنی اختلاف اور مطالع کا مجموعہ ہے۔ اختلاف مطالع کو سمجھنے سے پہلے ان دونوں لفظوں کے لغوی اور اصطلاحی معنی جاننا ضروری ہے۔

لفظ اختلاف کی بحث:

اختلاف باب انتعال کا مصدر ہے۔ جس کے حروف اصل یہ "خ"، "ل"، "ف" ہیں۔ اور اس کی گردان اِخْتَلَفَ يَخْتَلِفُ اِخْتِلَافًا سے آتی ہے۔ اس کا لغوی معنی ہے باہم فرق والا ہونا۔ اور یہ اتفاق کی ضد ہے¹۔ کہا جاتا ہے "اختلف الامران" دو معاملے مختلف ہو گئے یعنی جب دو معاملے متفق نہ ہوں۔ "وکل ما لم يتساوا فقد اختلف" اور ہر دو چیزیں جو باہم برابر نہ ہوں تو وہ مختلف ہوتی ہیں۔ تو اختلاف کا معنی ناموافق ہونا بنا²۔ اختلاف اور خلاف دونوں لفظوں کے حروف اصل یہ ایک ہی ہیں۔ لیکن ان میں فرق یہ ہے کہ اختلاف ایسے قول میں استعمال ہوتا ہے۔ جس کی بنیاد دلیل پر ہو۔ یعنی "الاختلاف يستعمل في قول بنى على دليل" اختلاف ایسے قول میں استعمال ہوتا ہے جس کی بنیاد دلیل پر ہو۔ اس کے برعکس خلاف ایسا قول ہے جو بغیر دلیل کے ہو۔ یعنی "الخلاف يستعمل في مالا دليل عليه" خلاف اس قول میں استعمال ہوتا ہے جس کی بنیاد دلیل پر نہ ہو۔

لفظ مطالع کی بحث:

"مطالع" مطلوع کی جمع منتهی المجموع ہے۔ اور مطلوع طلوع مصدر سے اسم ظرف کا صیغہ ہے۔ جس کا مادہ "ط"، "ل"، "ع" ہے۔ یہ مادہ اگر باب نَصَرَ يَنْصُرُ سے آئے یعنی طَلَعَ يَطْلَعُ طُلُوعًا وَ مَطْلَعًا-الكواكب ونحوہ تو اس کا مطلب ہو گاستاروں وغیرہ کا نکلنا³۔ اگر باب فَتَحَ يَفْتَحُ اور سَمِعَ يَسْمَعُ سے ہو تو "طلوعا الجبل" کا معنی ہو گا پہاڑ پر چڑھنا⁴۔ المَطْلَعُ (میم پر فتح طاء ساکن لام پر کسرہ) اور المَطْلَعُ (میم پر فتح طاء ساکن اور لام پر فتح) ستاروں اور سورج کے طلوع ہونے کی جگہ کو کہتے ہیں اور چڑھنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔

1- فیروز آبادی، قاموس المحیط، ص ۸۶۹۔

2- ابن منظور، محمد بن مكرم، معجم لسان العرب (بيروت لبنان: دار الاحياء التراث العربی)، 1/50۔

3- لويس معلوف، المنجد، ص ۵۱۹۔

4- ایضاً

معجم الوسيط میں مطلع کا معنی یوں بیان کیا گیا ہے۔

المطلع: "مطلع القصیدہ اول بیت فیہا"¹۔ قصیدہ کے اول شعر کو مطلع کہتے ہیں۔ اور مقائیس للغة میں ہے۔

طلع: "یدل علی ظہور و بروز"² یعنی طلع یہ ظاہر اور بارز ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

"و یقال طلعت الشمس طلوعا و مطالعا" اور کہا جاتا ہے کہ سورج نکل آیا ظاہر ہو گیا۔

"و المطلع موضع طلوعها"³ اور مطلع سورج کے نکلنے کے مقام کو کہا جاتا ہے۔ طلوع ہونے کی جگہ کو مطلع کہتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

﴿حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ﴾⁴۔

یہاں مطلع لام کے کسر کے ساتھ ظرف مکان ہے۔ تو آیت کریمہ کا معنی ہو گا کہ وہ سورج کے طلوع ہونے تک جا پہنچا۔

اور دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلِعِ الْفَجْرِ﴾⁵۔

یہاں مطلع لام کے فتح کے ساتھ ہے۔ جس کا معنی ہے طلوع ہونے کا وقت۔ تو مندرجہ بالا آیت کا معنی ہو گا یہ رات صبح صادق کے طلوع ہونے کے وقت تک سلامتی ہے۔

اختلاف اور مطالع دونوں لفظوں کے لغوی معنی کا اعتبار کریں تو اختلاف کا معنی ہے مختلف ہونا جدا جدا ہونا

الگ الگ ہونا اور دو چیزوں کا ناموافق ہونا اور لفظ مطالع کا ظرف مکان کے اعتبار سے معنی ہے نکلنے ظاہر ہونے اور

طلوع ہونے کی جگہیں اور مقامات اور ظرف زماں کے اعتبار سے نکلنے ظاہر ہونے اور طلوع ہونے کے اوقات

ہیں۔ دونوں کو ملایا جائے تو یہ مرکب اضافی بنیں گے اس طرح ان کا معنی نکلنے ظاہر ہونے اور طلوع ہونے کی مختلف

¹۔ شوقی ضیف، معجم الوسيط: مجمع اللغة العربية (تہران، القاہرہ، الجزء الثانی ناشر المكتبة العلمية، 2005ء) ص ۵۶۸۔

²۔ ابو فارس، احمد بن فارس، مقائیس اللغة، (بیروت: دار لیل، 2005ء) ص 422۔

³۔ لوہس معلوف، المنجد، ص ۵۱۹۔

⁴۔ سورة الکہف: ۹۰۔

⁵۔ سورة القدر: ۵۔

الگ الگ اور جدا جدا جگہیں اور مقامات یا نکلنے ظاہر ہونے اور طلوع ہونے کے اوقات یعنی چاند اور سورج کے طلوع کے مقامات اور اوقات مختلف ہوتے رہتے ہیں۔

رؤیت ہلال کے سلسلے میں اختلاف مطالع ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس پر تمام علمائے دین اور ماہرین فلکیات کا مکمل اتفاق ہے۔ اس بات پر سبھی علمائے کرام متفق ہیں کہ جس طرح ایک شہر سے دوسرے شہر میں سورج کے طلوع اور غروب کا فرق ہے۔ بعینہ اسی طرح چاند کے طلوع و غروب میں بھی فرق ہے۔

حدود

اختلاف مطالع کے متعلق ایک مسئلہ تو یہ ہے کہ اس کا اعتبار ہے یا نہیں؟ اس بحث میں ہم اختلاف مطالع کی حدود کو ذکر کریں گے۔ تو اختلاف مطالع کی حدود کے متعلق علمائے کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ حضرت علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اختلاف مطالع کے متعلق پانچ اقوال نقل کئے ہیں^۱۔ جو کہ درج ذیل ہے۔

- ۱۔ بعض علماء کے نزدیک ان دو شہروں کا درمیانی فاصلہ ۵۰۰ یا ۶۰۰ میل ہو تو وہ بلاد بعیدہ ہیں۔
- ۲۔ بعض علماء کے نزدیک ایسے دو شہر جن کی رؤیت میں اکثر اختلاف واقع ہوتا ہے۔ اس طرح کے اگر ایک کی رؤیت دوسرے کیلئے لازمی کر دی جائے تو ایک مہینہ ۳۰ دن کا اور دوسرا مہینہ ۳۱ یا ۲۸ دن کا ہو گا۔ تو ان دونوں شہروں میں اختلاف مطالع معتبر ہو گا۔ مثلاً مصر و حجاز کے مطلع پاک و ہند کے مطالع سے مختلف ہیں۔
- ۳۔ بعض ماہرین کا موقف یہ ہے کہ ایسے دو شہر جو ایک ہی طول بلد پر واقع ہوں تو ان کا مطلع ایک ہی ہو گا اگرچہ ان میں ارضی طور پر کتنا ہی بعد کیوں نہ ہو مثلاً ریاض اور ماسکو ایک ہی طول بلد پر واقع ہیں تو ان کا مطلع بھی ایک ہی ہے۔

۴۔ اختلاف مطالع میں بعض لوگوں نے صوبوں اور ملکوں کی حدود کا اعتبار کیا اور بعض نے ایک حاکم کے تحت رعایا کی بنیاد پر اختلاف مطالع کی تقسیم کا موقف اختیار کیا ہے۔

- ۵۔ بعض لوگوں نے اختلاف مطالع میں مسافت قصر کا اعتبار کیا ہے بعض نے ایک رات کی مسافت کا بیان کیا ہے بعض نے ایک نماز کا مکمل وقت ذکر کیا ہے مثال کے طور پر ایک شہر میں ظہر کی نماز کا وقت ہے تو اسی دوران دوسرے شہر میں عصر کا وقت ہے تو ان دونوں شہروں میں اختلاف مطالع کا اعتبار ہو گا۔
- اسی طرح اس اختلاف میں دیگر علماء کے مذاہب اور اقوال درج ذیل ہیں۔

۱۔ عسقلانی، احمد بن علی، فتح الباری شرح صحیح بخاری، (بیروت) لبنان، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، طبعہ ۲۰۱۲، کتاب الصوم، باب قول النبی ﷺ اذ رأیتیم الهلال فصوموا، 5/108۔

۱۔ جمہور عراقی اور صیدلانی وغیرہ شافعیہ حضرات کا مذہب جسے امام نووی رحمہ اللہ نے الروضة اور شرح المہذب میں اصح کہا ہے۔ کہ جن علاقوں اور شہروں کے مطالع مختلف ہوں گے حجاز اور شام یا عراق اور خراسان تو ان کا اعتبار بلاد بعیدہ میں ہو گا اور جن شہروں کے مطالع مختلف نہیں ہیں مثلاً کوفہ اور بغداد یا قزوین اور رے تو ان کا اعتبار بلاد قریبہ میں ہو گا۔ یہی قول حنفیہ مالکیہ شافعیہ اور حنابلہ کے محققین کا ہے۔¹

۲۔ بعض ائمہ کرام نے مسافت قصر کو بعید اور اس سے کم کو قریب کا قول کیا ہے۔ جن میں امام الحرمین غزالی اور بغوی شامل ہیں۔ اس قول کو امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں اور رافعی رحمہ اللہ نے الصغیر میں صحیح کہا ہے۔ اور شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے المصنفی میں اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ جبکہ ابن تیمیہ نے مجموعہ فتاویٰ میں اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور ذکر کیا کہ مسافت قصر کا روایت ہلال سے کوئی تعلق نہیں۔ اور امام نووی رحمہ اللہ نے بھی المجموع² میں اس کو ضعیف ہی کہا ہے۔

۳۔ کچھ علماء کا مذہب ہے کہ اقلیم کے اتحاد و اختلاف کا اعتبار کیا جائے گا چنانچہ جو شہر اور علاقے ایک اقلیم میں ہیں وہ قریب شمار ہوں گے اور جو دوسرے اقلیم کے ہیں وہ بعید اس کے قائل صیمری وغیرہ ہیں مگر ابن تیمیہ نے اس کو بھی ضعیف قرار دیا ہے ابن تیمیہ نے کہا: رہے اقلیم تو ان کی حد کیا ہے؟ پھر کہا کہ مذکورہ دونوں قول دو وجوہ سے غلط ہیں ایک تو اس لئے کہ روایت مشرق و مغرب کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے اگر مشرق میں روایت ہوئی تو مغرب میں لازماً ہونی چاہئے لیکن اس کے برعکس نہیں ہو سکتا کیونکہ مشرق کی بہ نسبت مغرب میں غروب آفتاب دیر سے ہوتا ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر ہم مسافت قصر یا اقلیم کا اعتبار کریں تو جو شخص مسافت قصر یا اقلیم کے آخری سرے پر ہو گا اس کے لئے تو روزہ رکھنا یا روزہ رکھنے کا سلسلہ بند کرنا اور قربانی کرنا لازم ہو گا اور دوسرا شخص جس کے اور پہلے شخص کے درمیان بس تیر کے نشانہ کے بقدر فاصلہ ہو گا وہ ان میں سے کوئی بھی چیز نہیں کر سکے گا۔ یہ درست نہیں کیوں کہ یہ ایسی بات ہے جو مسلمانوں کے دین میں سے نہیں ہے۔³

۴۔ دو شہروں یا علاقوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہو۔ جب یہاں چاند نظر آئے اور اگر کوئی مانع نہ ہو تو وہاں پر بھی لازماً اسے نظر آئے۔ اس صورت میں وہ قریب ہے اور اگر نہ نظر آیا تو بعید ہے۔ یہ قول امام سرخسی رحمہ اللہ کا ہے۔

¹۔ ایضاً، 5/108۔

²۔ نووی، محیی الدین بن شرف، المجموع شرح المہذب، (جدہ المملکت العربیة السعودیة: مکتبۃ الارشاد، طبعہ 2013) 6/280۔

³۔ تقی الدین، احمد بن عبد الحلیم، مجموع فتاویٰ، (السعودیة: وزارة الشؤون الاسلامیة والدعوة والارشاد 2004ء) 104، 25/105۔

۵۔ رویت کے مقام کا اعتبار کیا جائے گا۔ جو جگہ طبعی اور جغرافیائی اعتبار سے مختلف ہو وہ بعید ہے اس کے علاوہ قریب۔ مثلاً بلند مقام پر چاند نظر آیا تو اس رویت کو نشیبی علاقے کے لئے رویت نہیں مانا جائے گا اسی طرح اس کے برعکس بھی۔¹

۶۔ وہ قریبی مقام جہاں سے رویت کی خبر ان تک پہلے دن سورج غروب ہونے سے پہلے پہنچ جائے وہاں تک کی رویت کا اعتبار ہو گا اور اسے قریب مانا جائے گا اور اگر ایسے مقام سے رویت کی خبر آئی جہاں سے پہلے دن کے ختم ہونے سے پہلے خبر نہیں پہنچ سکتی تو وہاں کی رویت معتبر نہیں ہوگی۔ یہ قول ابن تیمیہ کا ہے۔²

یہاں پر یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ ابن تیمیہ نے پہلے دن کی شام تک خبر کے پہنچنے میں قریبی جگہ کی وضاحت کی ہے اور ان کے نزدیک اختلاف مطلع معتبر ہے اسی وجہ سے ان کے قول سے مطلقاً یعنی چاہے مسافت بعید ہو یا قریبہ اور دونوں جگہوں کا مطلع ایک ہو یا مختلف خبر پہنچنے کا اعتبار کرنے کی بات سمجھنا اور اس کی وجہ سے اس وقت جبکہ پورے عالم اسلام میں اتنے وقت میں ریڈیو دیگر ذرائع ابلاغ وغیرہ کے ذریعہ خبر پہنچ سکتی ہے۔ ایک جگہ کی رویت کو پوری دنیا کے لئے رویت قرار دینا بھی درست نہیں ہے اور نہ ہی ساری دنیا کے مسلمانوں کے لئے ایک ہی دن روزہ رکھنے اور عید منانے کی تجویز پیش کرنا درست ہے۔

۷۔ اگر سلطان یا حاکم کے نزدیک رویت ہو جائے تو وہ اپنی پوری مملکت میں اس کو نافذ کر سکتا ہے کیوں کہ پورا ملک اس کے لئے ایک شہر کی طرح ہے اس وجہ سے کہ اس کا حکم سب میں نافذ ہوتا ہے اور یہ ابن الماجشون کا قول ہے۔³

۸۔ ایک مہینہ تک کی مسافت بعید ہے اور اس سے کم قریب ہے۔⁴ اور ایک مہینہ کی مسافت سے مراد وہ فاصلہ ہے جو پیدل چلنے کی رفتار کے لحاظ سے بنتا ہے اور یہ اوسطاً سولہ میل فی یوم بنتا ہے اسی حساب پر فقہ حنفی وغیرہ میں مسافت قصر تین دن کی مسافت کو ۴۸ میل قرار دیا گیا ہے اور اس حساب سے ایک مہینہ کی مسافت ۴۸۰ میل ہوتی ہے۔ اس سے کم ہوئی تو قریب شمار ہوگا۔

۱۔ شوکانی، محمد بن علی، نیل الاوطار، (بیروت: دار الفکر 2007ء) ج: 4/206

۲۔ ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ، (بیروت: دار الفکر العلمیہ 2004ء)، مترجم مولوی ابو حسان ندوی: 25/106

۳۔ عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح بخاری 5/108-

۴۔ الکلیبوی، عبد الرحمن بن محمد، مجمع الانہر، (بیروت لبنان: دار الکتب العلمیہ، الطبعة اولی 1998ء)، 1/229،

علاء الدین، الدرر المنتقی بر حاشیہ مجمع الانہر، 1/239

۹۔ بعض کا کہنا یہ ہے کہ چوبیس فرسخ یا ۷۲ میل کی مسافت بعید شمار ہوگی اور اس سے کم مسافت قریب چنانچہ حاشیہ ابن عابدین: (۱۰۵/۲) میں ہے:

"وقد نبه التاج التبريزي على أن اختلاف المطالع لا يمكن في اقل من أربعة وعشرين فرسخا وأفتى به الوالد والأوجه أنها تحديدية كما أفتى به أيضًا" 1-

تاج تبریزی نے متنبہ کیا ہے کہ چوبیس فرسخ سے کم مسافت میں اختلاف مطالع ممکن نہیں ہے میرے والد کا فتویٰ بھی یہی ہے اور وجہ یہ ہے کہ یہ مقدار تحدیدی ہے تقریبی نہیں۔

۱۰۔ مدینہ منورہ اور شام کے درمیان جتنا فاصلہ ہے وہ بعید ہے اور جو اس سے کم ہے وہ قریب ہے۔ اس کے قائلین نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے ظاہر کو دلیل بنایا ہے۔

۱۱۔ ہر شہر کے لئے اس کی اپنی روایت معتبر ہوگی اور دوسرے شہروں میں اس کا اعتبار نہیں کیا ہوگا ابن المنذر نے یہ قول حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ قاسم سالم اور اسحاق بن راہویہ سے نقل کیا ہے 2- اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے "اہل علم" کا یہی فیصلہ بتایا ہے اور کوئی دوسرا قول ذکر نہیں فرمایا اور ماوردی نے شافعیہ کے یہاں بھی اسے ایک وجہ بتایا ہے۔ اور عموماً لوگوں نے اس حوالے سے حضرت کریم رضی اللہ عنہ والی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ مگر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث اس کے معارض ہے۔

((عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ الْهَلَالَ قَالَ الْحَسَنُ فِي حَدِيثِهِ يَعْْنِي رَمَضَانَ فَقَالَ أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَتَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ يَا بَلَاءُ أَدْنُ فِي النَّاسِ فَلْيَصُومُوا عَدًّا.)) 3-

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ایک اعرابی نے رسول اللہ (حضرت محمد خاتم النبیین) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر کہا کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے حسن فرماتے ہیں اس حدیث میں یعنی رمضان (کا چاند) پھر آپ (حضرت محمد خاتم النبیین) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ کیا تم لآلہ إلا اللہ کی گواہی دیتے ہو اس نے کہا جی ہاں پھر انہوں نے کہا کیا تم یہ گواہی دیتے ہو

1- ابن عابدین، رد المختار علی در المختار حاشیہ ابن عابدین، 2/105-

2- ایضاً، 6/228

3- مسلم، صحیح مسلم، ج: ۲۱۱۳-

کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ تو آپ (حضرت محمد خاتم النبیین) ﷺ نے فرمایا: اے بلال (رضی اللہ عنہ)! لوگوں میں اعلان (حکم دو) کرو کہ وہ روزہ رکھیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گواہی کی بناء پر دوسری جگہ کی رویت کا اعتبار کیا اور ہر شہر کی رویت صرف اسی شہر کے لئے معتبر نہیں ہے بلکہ مسافت قریبہ اور اتفاق مطالع کا اعتبار بھی ہے تو اس صورت میں معتبر شہادت یا خبر ہو تو دوسری جگہ کی رویت بھی معتبر ہوگی۔

۱۲۔ علامہ شبیر احمد عثمانی، علامہ انور شاہ کشمیری، مفتی محمد شفیع اور دیگر بہت سے علماء احناف کا یہ قول ہے کہ اگر دو شہروں کی رویت میں ایک دن سے زیادہ کا فرق ہو تو یہ بعید شمار ہونگے اور ان میں اختلاف مطالع معتبر ہو گا اور اس سے کم فرق ہو تو وہ قریب شمار ہونگے اور ان کا مطلع ایک تسلیم نہیں کیا جائے گا کیونکہ احادیث میں واضح ہے کہ مہینہ ۲۹ یا ۳۰ دن کا ہوتا ہے (نہ کم نہ زیادہ) تو ایسی جگہ کی شہادت معتبر نہیں ہوگی جہاں کی شہادت پر عمل کرنے سے ۲۹ سے کم یا ۳۰ سے زیادہ دن کا مہینہ بن رہا ہو۔ چنانچہ اس حوالے سے فتح الملہم شرح صحیح مسلم میں ہے۔

"ينبغي أن يعتبر اختلافها إن لزم منه التفاوت بين البلدتين بأكثر من يوم واحد لأن النصوص مصرحة بكون الشهر تسعة وعشرين أو ثلاثين فلا تقبل الشهادة ولا يعمل بها فيما دون أقل العدد ولا في أزيد من أكثره" ۱۔

مناسب یہی ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے ان دو شہروں کے درمیان جن میں ایک دن کا فرق ہو کیونکہ اس میں صراحت ہے کہ مہینہ ۲۹ یا ۳۰ دن کا ہوتا ہے۔ تو اس کی شہادت قبول نہیں ہوگی اور نہ ہی اس پر عمل کیا جائے گا جو ۲۹ سے کم اور ۳۰ سے زیادہ کی ہو۔

مذکورہ ائمہ کرام و علمائے عظام کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ قرب و بعد یا اختلاف مطالع کے لئے کسی قسم کی کوئی خاص مسافت کی حد بندی کے سلسلہ میں کوئی نص وارد نہیں ہے اس لئے علماء کرام کا اس میں اختلاف ہے البتہ محققین علماء کرام تقریباً اس حوالے سے متفق نظر آتے ہیں کہ جب کسی مقام پر حقیقتاً رویت ہلال ثابت ہو جائے گی تو اس کے مغرب میں بلا کسی تحدید مسافت کے رویت ثابت ہو جائے گی سوائے اس کے کہ عرض البلد میں فرق ہو تو کبھی اس کی وجہ سے رویت ہلال میں فرق بھی آسکتا ہے۔ اور جس مقام پر رویت ہلال ہوئی ہے اس سے مشرق کے شہروں کے بارے میں علامہ عبید اللہ مبارکپوری کی جدید رائے علم بیست و جغرافیہ کے تحت یہ ہے کہ ۵۶۰ میل

۱۔ سنجلی، برہان الدین، رسالہ رویت ہلال کا مسئلہ عصر کے مسائل اور ترقیات کی روشنی میں، (کراچی: دارالکتب چنیڈ فنشن ڈی ایل

تک معتبر ہوگی۔ اور بعض فقہاء کرام نے جو ایک ماہ کی دوری کو مسافت بعیدہ قرار دیا ہے اس کے متعلق کچھ علماء نے فرمایا ہے کہ وہ ۵۰۰ سے ۶۰۰ میل تک ہوتا ہے۔ اور مدینہ منورہ سے شام تک کی مسافت بھی علامہ عبید اللہ مبارکپوری نے سات سو میل تک کے قریب لکھی ہے۔ لیکن چونکہ اس حد بندی کا مدار کسی شرعی نص پر نہیں ہے اس لئے اس سے ایک اندازہ تو کیا جاسکتا ہے کہ اس سے مراد اتنی مسافت ہے۔ مگر اس کو حرف آخر نہیں کہا جاسکتا اس لئے اس کو لے کر آپس میں اختلاف کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے۔ سابق مفتی اعظم سعودی عرب علامہ عبدالعزیز بن باز کہتے ہیں کہ: یہ معاملہ کبار علماء سعودی عرب کے سامنے شعبان ۱۳۹۲ ہجری میں پیش آیا تھا تو تمام کی متفقہ رائے یہی تھی کہ اس میں وسعت سے کام لینا چاہئے اور ہر ملک میں موجود اہل علم کی یہ ذمہ داری ہے کہ ماہ رمضان کی آمد اور رخصت کے وقت اس مسئلہ پر خصوصی غور کریں اور اجتہاد کے بعد جو قول اقرب الی الحق اور اقرب الی الصواب معلوم ہو اس پر متفق ہو کر اسی پر عمل کریں اور اس سے لوگوں آگاہ بھی کریں۔ اس مسئلہ میں علماء کو جلدی اور غفلت سے کام نہیں لینا چاہئے اس سے نقصان یہ ہوتا ہے کہ لوگ مختلف گروہوں میں بٹ جاتے ہیں اور ان میں ناگوار قسم کی اباحت شروع ہو جاتی ہیں۔

اس میں ماہرین فلکیات و علم ہیست کے جدید خیالات و تحقیقات سے بھی فائدہ لیا جاسکتا ہے جس طرح "علامہ عبداللہ بن حمید سابق رئیس المجلس العالی للقضاء" اور "مجلس تحقیقات شرعیہ و ندوة العلماء لکھنؤ" وغیرہ نے اس تجویز کو پیش نظر رکھا ہے۔

یہاں کسی کو یہ اشکال نہیں ہونا چاہیے کہ ایسی صورت میں تو علم نجوم و فلکیات کے حساب پر اعتماد کرنا لازم آ رہا ہے جب کہ شرعی امور میں منجمین اور علماء فلکیات کے اقوال کا کوئی اعتبار نہیں کرنا چاہئے اس کی وجہ یہ ہے کہ اصول اور امور عامہ میں منجمین اور علماء فلکیات کے اقوال کے عدم اعتبار سے یہ لازم نہیں آتا کہ توابع اور کچھ امور خاصہ میں بھی ان سے فائدہ حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ ان سے مدد حاصل کی جاسکتی ہے صرف چاند کی پیدائش اور طلوع ہونے کے امکانات کی معلومات کے لئے اور بصری رویت تو اپنی جگہ قائم ہے اور کی جائے گی۔

فصل دوم: اختلاف مطالع میں فقہاء کی آراء

اختلاف مطالع کے متعلق فقہائے کرام کے دو مذاہب ہیں۔

۱۔ وہ فقہائے کرام جو اختلاف مطالع کو معتبر نہیں جانتے۔

۲۔ وہ فقہائے کرام جو اختلاف مطالع کو معتبر جانتے ہیں۔

پہلے ان فقہائے کرام کے اقوال و مذاہب بیان کرتے ہیں جو کہ اختلاف مطالع کو معتبر نہیں جانتے۔

حضرت علامہ ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"جب ایک شہر میں رویت ہلال ثابت ہوگئی تو تمام شہروں پر روزہ رکھنا لازم ہو جائے گا۔"

اگرچہ وہاں رویت ہوئی ہے یا نہیں بعض اصحاب شافعی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اسی بات کے قائل ہیں۔

حضرت علامہ عبد اللہ شتائی مالکی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ علامہ مازری فرماتے ہیں کہ جب امام کے

نزدیک چاند کا دیکھا جانا ثابت ہو تو تمام شہروں میں ہلال لازم ہو جائے گا۔ کیونکہ امام کے اعتبار سے تمام شہروں کا حکم

ایک ہی ہے۔

امام عبد الملک بن الماجشون کا بھی یہی قول ہے۔ کہ ایک امام کے زیر تصرف تمام شہروں میں وحدت رویت معتبر ہے

اس کے علاوہ نہیں¹۔

علامہ ابن عثیمین نے اجتماعی ناحیہ سے اسے قوی قرار دیا ہے²۔

احناف میں سے اکثر فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں کیا۔ اختلاف

مطالع کے متعلق احناف کا مفتی بہ قول یہ ہے کہ معتبر نہیں ہے اور اس طرح ظاہر الروایہ میں ہے کہ

"لا عبرة لاختلاف المطالع فی ظاہر الروایہ لو رای اهل المغرب هلال رمضان یجب الصوم علی اهل مشرق"

3 ۱۱

ترجمہ: ظاہر الروایہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے۔ اگر اہل مغرب نے رمضان کا چاند دیکھ لیا تو اہل

مشرق پر بھی روزہ رکھنا واجب ہوگا۔

۱۔ السبکی، علی بن عبد الکافی، طرح التقریب، العلم المنشور: (دار العلمیہ 2004ء)، 4/116۔

۲۔ العثیمین، محمد بن صالح، الشرح للمتع (بیروت: دار الفکر 2002)، 6/323۔

۳۔ ابن عابدین، رد المحتار علی در المختار حاشیہ ابن عابدین، 3/408۔

علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ اگر دنیا کے کسی مطلع میں رویت کا ثبوت ہو جائے تو تمام اطراف دنیا میں مسلمانوں کو روزہ رکھنا لازم ہو گا جبکہ ثبوت روایت بطریق موجب ہو جائے¹۔
اور در مختار میں اس طرح مذکور ہے۔ کہ

"و اختلاف المطالع غير معتبر على ظاهر المذهب فيلزم اهل مشرق برؤية اهل المغرب اذا ثبت عندهم بطريق موجب"²۔

بعض متاخرین کا کہنا یہ ہے کہ سارے عالم کے لئے اہل مکہ کی رویت کا اعتبار ہو گا علامہ احمد شاکر نے اس رائے پر بہت زور دیا ہے۔

۱۔ وہ فقہائے کرام جو اختلاف مطالع کو معتبر جانتے ہیں۔

اختلاف مطالع کے متعلق شافعی فقہاء اکرام میں سے حضرت علامہ نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جب رمضان المبارک کا چاند ایک شہر میں نظر آجائے اور دوسرے شہر میں نظر نہ آئے۔ اس میں دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ شہر قریب ہے تو گویا کہ وہ ایک شہر ہے۔ تو ایک شہر میں رویت ہلال سے دوسرے شہر میں بالاتفاق روزہ فرض ہو جائے گا۔ دوسرا یہ کہ دونوں شہر ایک دوسرے سے کافی زیادہ دوری پر ہیں۔ تو پھر اختلاف ہے۔

ایک نظریہ یہ ہے کہ دوسرے شہر والوں پر روزہ رکھنا ضروری نہ ہو گا بلکہ وہ خود وہاں رویت ہلال کریں گے۔ حضرت شیخ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابو حامد رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر فقہائے کرام کی بھی یہی رائے ہے۔ رافعی عبد رری اور اکثرین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اسی کو صحیح قرار دیتے ہیں۔

دوسرا نظریہ یہ ہے کہ ایک شہر میں رویت ہلال سے دوسرے شہر والوں پر روزہ فرض ہو جائے گا۔ ابو علی سنخی دارمی قاضی ابو طیب اور دیگر فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور ضمیری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔

۱۔ طحاوی، احمد بن محمد، طحاوی علی المراقی (بیروت: دار الفکر 2004ء)، ص ۳۵۹

۲۔ ابن عابدین، رد المختار علی در المختار حاشیہ ابن عابدین، کتاب الصوم، مطلب فی اختلاف المطالع، 2/96

المختصر یہ کہ ائمہ ثلاثہ (امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) اختلاف مطالع کا اعتبار نہ کرنے پر متفق ہیں جبکہ صرف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اختلاف مطالع کا اعتبار کرتے ہیں۔ لہذا ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اگر کہیں بھی روایت کا ثبوت مل جائے تو تمام مسلمانوں پر روزہ رکھنا واجب ہو گا¹۔

اختلاف مطالع کو معتبر نہ جاننے والوں کے دلائل:

جیسا کہ امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ اور متقدمین احناف کا مذہب یہ ہے کہ اختلاف مطالع قطعاً معتبر نہیں۔ اور اہل مشرق اہل مغرب کی روایت کے پابند ہونگے۔²

دلائل:

مذکورہ قول میں اختلاف مطالع معتبر نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ارشاد فرمایا کہ ((صَوْمُؤْمَا لِرُوْؤَيْتِهٖ وَاْفْطَرُوْا لِرُوْؤَيْتِهٖ))³ اس میں عمومی خطاب پایا جاتا ہے۔ کیونکہ روایت کے الفاظ مطلق ہیں تو کسی بھی قوم کی روایت سے جس پر یہ لفظ صادق آتا ہے۔ حکم کے عموم کی وجہ سے اس سے متعلقہ امور ثابت ہو جاتے ہیں تو نتیجتاً روزے سب پر واجب ہو جائے گے۔ کیونکہ وجوب عام ہے۔ اس کے برخلاف سورج کی گردش اور اس کی پانچوں نمازوں کے اوقات سے نسبت کے سلسلے میں زوال اور طلوع و غروب کا یہ حکم نہیں۔ کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ کوئی امر جو وجوب کے عموم سے وابستہ ہو محض اس بات پر ثابت نہیں ہو جاتا کہ خطاب شرع میں اس کا ذکر موجود ہے۔

اکثر مشائخ حنفیہ نے اس رائے کو اختیار کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (اس کے برعکس) یہ بھی کہا گیا ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار اس لئے ہے کہ اس کا سبب "شہر" (مہینہ) ہے چنانچہ کسی قوم کا چاند دیکھ لینے پر ان کے ہاں جو ان کا انعقاد ہوتا ہے دوسرے لوگ جن کے ہاں مطلع مختلف ہے ان کے پابند نہیں ہیں۔ زیلعی نے تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں اسی رائے کو اختیار کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

"قرین قیاس یہی ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے کیونکہ ہر قوم سے خطاب اسی چیز سے کیا جاتا ہے جو اس کے ہاں موجود ہے۔ سورج کی شعاعوں سے ہلال کی دوری مختلف علاقوں میں مختلف ہے۔ جیسے کہ وقت کا آنا جانا ہر علاقے میں مختلف ہے چنانچہ اگر مشرق میں سورج ڈوب جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مغرب میں بھی ڈوب گیا ہے۔ اسی طرح

1۔ الکاند حلوی، محمد زکریا بن محمد یحییٰ، اوجز المسالک (بیروت: دار الفکر 2003ء) 3/7۔

2۔ ابن عابدین، رد المحتار علی در المختار حاشیہ ابن عابدین، کتاب الصوم، بحث فی صوم یوم الشک، 3/408۔

3۔ نسائی، سنن النسائی، باب اکمال الشعبان ثلثین اذا کان غمیم: ج 2، 2129، 2130۔

طلوع فجر اور غروب شمس کا مسئلہ ہے بلکہ جب بھی سورج ایک درجہ حرکت کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں ایک قوم کیلئے طلوع فجر کا وقت ہوتا ہے تو ایک کیلئے طلوع شمس کا کچھ کیلئے غروب کا وقت اور کچھ کیلئے آدھی رات" ¹۔

مذکورہ بالا بحث کا حاصل یہ ہے کہ حنفی مذہب میں راجح رائے اور مفتی بہ قول یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے۔ اور اہل مغرب کی روایت کے اہل مشرق بھی پابند ہیں۔ جہاں تک ان حنفی فقہاء کی رائے کا تعلق ہے۔ جن کا تتبع زبیلی نے کیا ہے تو اس کی بنیاد یہ ہے کہ اختلاف کے اعتبار میں مطالع شمس پر مطالع قمر کا قیاس کیا گیا ہے۔ اور جیسا کہ راجح رائے کہ ضمن میں بیان ہوا یہ قابل قبول نہیں۔ اس کی مزید تفصیل ذیل میں آئے گی اور یہ وضاحت کی جائے گی کہ اس مسئلہ میں قیاس کیوں کر ممکن ہے۔

حنابلہ میں سے ابن قدامہ کا قول ہے۔

"جب ایک شہر (علاقے) میں چاند کی رویت ہوگی تو تمام علاقوں کے لوگوں پر روزہ لازم ہوگا"۔

اس کی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ ²۔

ترجمہ: جس نے اس مہینے کو پایا پس چاہیے کہ وہ روزہ رکھے۔

اور جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے۔

((عن عكرمه عن ابن عباس قال جاء أعرابي إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال إنني رأيت

الهِلَالَ قَالَ الْحَسَنُ فِي حَدِيثِهِ يَعْنِي رَمَضَانَ فَقَالَ أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ

أَتَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ يَا بَلَالُ أَدْنُ فِي النَّاسِ فَلْيَصُومُوا عَدًّا)) ³۔

ترجمہ: حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا ایک اعرابی رسول اللہ (حضور اکرم حضرت محمد خاتم النبیین) علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے چاند کے نظر آنے پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گواہی پیش کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دیں کہ وہ صبح روزہ رکھیں۔

¹۔ الزبیلی، عثمان بن علی، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق (بولاق، القاہرہ: ناشر: المطبعة الکبری الامیریہ)، 1/321

²۔ سورۃ البقرہ: ۱۸۵

³۔ امام مسلم، صحیح مسلم، ج: ۲، ۲۱۱۳۔

تو معلوم ہوا کہ جب رمضان المبارک کہ پائے جانے کا ثبوت مل جائے تو تمام لوگوں پر روزہ رکھنا واجب ہے۔ کیونکہ یہاں حکم عام ہے تو لہذا تمام لوگوں پر روزہ فرض ہے۔ اور اس بات پر اجماع بھی ہے کہ جب رمضان کا ثبوت مل جائے تو روزہ رکھنا فرض ہو جاتا ہے۔ رمضان کا مہینہ دو ہلالوں کے درمیان کے وقت کا نام ہے۔ تو قرضہ کا واجب الاداء ہونا طلاق کا وقوع غلاموں کی آزادی نذر کا وجوب وغیرہ تمام احکام کے ضمن میں اس روزے کے احکام ثابت ہوتے ہیں۔ تو نص اور اجماع کی بنیاد پر اس دن کا روزہ بھی واجب ہو گا۔ پھر اس وجہ سے بھی کہ دو شہروں کے قریب ہونے کی صورت میں ہوتا ہے۔

خطاب نے مواہب الجلیل میں لکھا ہے۔

"مشہور مذہب یہ ہے کہ رمضان کے ثبوت کا حکم ہر اس شخص کیلئے ہو گا جس تک یہ حکم پہنچ جائے۔ بشرطیکہ یہ دو عادل گواہوں یا اس سے زیادہ کی شہادت کے ساتھ پہنچے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ یہ ثبوت حاکم عام یعنی خلیفہ کے سامنے طے پایا ہو یا محدود اختیارات کے حامل حاکم خاص مثلاً امیر یا قاضی کے سامنے طے ہوا ہو"۔¹

ابن ماجشون نے لکھا ہے۔

"جب شہادت حاکم خاص کے سامنے پیش ہوئی تو یہ ہر شخص کیلئے لازمی نہیں ہو گا اس کے پابند صرف وہی لوگ ہوں گے جو اس حاکم کے حلقہ اختیار میں شامل ہوں۔ ان کیلئے یہ حکم عام ہو گا"۔

(ابن ماجشون کا قول نقل کرنے کے بعد) خطاب نے مزید تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"ابن عرفہ کا قول ہے کہ ابو عمر یعنی ابن عبد البر کا کہنا ہے کہ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ روایت کا حکم دور کے علاقوں پر جاری نہیں ہو گا۔ مثلاً اندلس کا خراسان پر"۔

ابن جزئی نے القوائین الفقہیہ میں لکھا ہے۔

"دور کے علاقے مثلاً حجاز اور اندلس ایک دوسرے کی روایت کے پابند نہیں ہوں گے۔ اس پر اجماع ہے"۔²

مالکی حضرات کے موقف کا خلاصہ یہ ہے۔

اولاً: تو اختلاف مطالع کا مطلقاً اعتبار نہیں ہے۔ اگر حاکم ثبوت رمضان کا حکم دے دیں تو علاقے قریب ہو یا بعید تمام مقامات پر رمضان ثابت ہو جاتا ہے حاکم عام ہو یا خاص۔ جب صحیح اور قابل اعتماد ذریعہ سے یہ حکم ان تک پہنچ جائے تو اسلامی ممالک کے تمام لوگوں کیلئے اس حکم کی پابندی لازم ہوگی۔

¹ - خطاب، محمد بن احمد، مواہب الجلیل فی شرح مختصر خلیل، (دار الفکر الطبعة الثالثة 1412 ہجری 1992ء)

² - الکلبی، محمد بن احمد، القوائین الفقہیہ، (بولاق القاہرہ: 2003ء) ص 53

ثانیاً: اختلاف مطالع اس صورت میں معتبر ہیں کہ جب روایت ثابت ہو جائے اور حاکم خاص رمضان کے ثبوت کا حکم دے دیں تو یہ حکم عام نہیں ہو گا تو اس کے پابند صرف وہی لوگ ہو گے جو اس حاکم کی ولایت میں ہیں۔ لیکن حاکم عام کے سامنے روایت ثابت ہو تو یہ حکم تمام ملکوں کیلئے ہو گا۔ قرب اور بعد کا کوئی لحاظ نہیں کیا جائے گا۔

ثالثاً: اختلاف مطالع صرف ان علاقوں کیلئے معتبر ہو گا جو بے حد دور ہوں گے۔ جیسے اندلس اور حجاز جب حجاز میں رمضان المبارک ثابت ہو جائے تو اندلس والے اس ثبوت کے پابند نہیں البتہ قریبی علاقوں میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہو گا۔ اور ان میں حکم عام ہو گا۔ خواہ حاکم عام ہو یا خاص۔

ابن البر نے تیسرے قول پر مالکیوں کا اجماع نقل کیا ہے لیکن مالکیوں کے ہاں ابن البر کے اجماعات اور ابن الرشد کے اتفاقات قابل اعتماد نہیں چنانچہ کتاب میں لکھا ہے کہ پہلی رائے مشہور فی المذہب ہے۔ اور اسی پر عمل ہے۔ علامہ خلیل نے بھی صرف اسی رائے کو بیان کرنے پر اتفاق کیا ہے کیونکہ ان کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنی کتاب میں صرف وہی اقوال نقل کرتے ہیں جن پر مالکیوں کا فتویٰ ہے۔ لہذا ان کے نزدیک صرف پہلی رائے مشہور فی المذہب اور مفتی بہ ہے۔ تو ثابت ہو کہ مالکیوں کے نزدیک بھی اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں۔

((عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ بَعَثَتْهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ قَالَ: فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا وَاسْتَهَلَّ عَلَيَّ رَمَضَانُ وَأَنَا بِالشَّامِ فَرَأَيْتُ الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ فَسَأَلَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ فَقَالَ: مَتَى رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ؟ فَقُلْتُ: رَأَيْتُهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: أَنْتَ رَأَيْتَهُ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ وَرَأَاهُ النَّاسُ وَصَامُوا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ فَقَالَ: لَكِنَّا رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ فَلَا نَزَالَ نَصُومُ حَتَّى نُكْمِلَ ثَلَاثِينَ أَوْ نَرَاهُ فَقُلْتُ: أَوْ لَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَا مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهِ؟ فَقَالَ: لَا هَكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَكََّ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى فِي نَكْتَفِي أَوْ تَكْتَفِي))¹

ترجمہ: حضرت کریم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ام فضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا نے انہیں شام میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا حضرت کریم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ملک شام گیا۔ اور ان کا کام سرانجام دیا اور شام ہی میں ہلال رمضان نمودار ہوا اور میں نے چاند کو جمعہ کی رات دیکھا پھر رمضان المبارک کے آخر میں مدینہ منورہ آیا جب چاند کا تذکرہ چھڑا تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم نے کب چاند دیکھا؟ میں نے عرض کی کہ ہم نے جمعہ

کی شام کو چاند دیکھا تو انہوں نے فرمایا کہ کیا تم نے خود چاند دیکھا ہے؟ تو میں عرض کی جی ہاں اور لوگوں نے بھی دیکھا اور انہوں نے روزہ رکھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی روزہ رکھا تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم نے ہفتے کی شب چاند دیکھا تو ہم اپنے تیس روزے پورے کریں گے۔ یا ہم چاند دیکھ لیں۔ تو میں نے عرض کی کہ کیا آپ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت اور ان کے روزے رکھنے کو کافی نہیں سمجھتے؟ تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نہیں اس طرح ہمیں رسول اللہ (حضرت محمد خاتم النبیین) ﷺ نے حکم دیا ہے۔

اور جو حدیث کریب کے متعلق بیان ہے کہ حضرت کریب رضی اللہ عنہ جب ملک شام گئے کسی کام کیلئے تو ہلال رمضان وہیں دیکھا پھر واپس آئے تو مدینہ شریف میں خبر دی کہ وہاں جمعہ کی شب چاند نظر آیا تھا۔ جبکہ مدینہ میں ہفتہ کی شب کو چاند نظر آیا۔ تو اس حدیث میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کریب رضی اللہ عنہ کی گواہی پر عمل اس لئے نہیں کیا کہ کم از کم دو گواہ ہوں۔ یہ تو صرف ایک ہی تھے۔ تو ایک کی گواہی سے روایت ہلال کا اعلان کرنا اور اس کا اعتبار کرنا درست نہیں۔ اور اس کے مطابق رمضان المبارک کی ابتداء کا حکم جاری کرنا اور لوگوں کو روزے رکھنے کا امر کرنا شرعاً درست نہیں۔ لہذا آپ نے کریب کی گواہی پر عمل نہ کیا۔

اختلاف مطالع کو معتبر جاننے والوں کے دلائل:

امام شافعی جو کہ اختلاف مطالع کو معتبر جانتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ محمد ابن الرزاق "العزب الزلال" میں لکھا ہے۔

"فذلک دلیل علی ان الرؤیہ فی محل واحد لا یعم حکمها جمیع اهل الارض اذ لو کانت تعم لاتی

بلفظ صریح فی ذالک و هو صوموا المطلق رؤیتها افطر لمطلق لرؤیہ"¹

تو یہ دلیل ہے اس بات پر کہ بیشک ایک مقام کی روایت کا حکم تمام زمین والوں کے لئے عام نہیں ہوتا۔ اگر یہ حکم عام ہوتا تو واضح طور پر آجاتا کہ مطلق چاند دیکھنے پر روزہ رکھو اور مطلق چاند دیکھنے پر افطار کرو۔ دوسری جانب اگر حدیث مبارکہ کے لفظ ((صَوْمًا)) پر غور کیا جائے۔ تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ((صَوْمًا)) امر کا صیغہ ہے۔ اور امر کے صیغہ میں عمومی خطاب مخاطبین کو ہوتا ہے۔ غیر مخاطبین کو نہیں ہوتا۔ مگر یہ الگ بات ہے کہ اسلام کی آفاقی تعلیمات کی وجہ سے روزہ رکھنے کا حکم تمام مسلمانوں کو ہوتا ہے۔ اگر

¹ - محمد بن عبد الوہاب، العزب الزلال فی مباحث روایۃ الہلال، (اشرکتہ النشر والتوزیع المدارس 2003ء، الطبعة اولیٰ ۱۴۲۲ھ ص ۱۰۰)،

((صَوْمُوا)) کی طرح دیگر فرائض مثلاً ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾ یا ﴿وَأْتُوا الزَّكَاةَ﴾ پر قیاس کیا جائے۔ تو آپ دیکھیں گے کہ ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾ میں خطاب صحابہ اکرام سے ہے۔ مگر عام حکم جملہ مسلمانوں کیلئے ہے۔ اسی طرح ﴿وَأْتُوا الزَّكَاةَ﴾ میں بھی تو ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾ میں خطاب تو جملہ مسلمانوں کیلئے ہے۔ مگر ادا کرنے کے اوقات کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اور اگر ﴿وَأْتُوا الزَّكَاةَ﴾ پر غور کریں تو اس میں بھی خطاب تو تمام مسلمانوں کیلئے ہے لیکن تمام مسلمانوں کیلئے ایک ہی وقت میں ادا کرنا لازم نہیں ہوتا۔ اسی طرح سے اگر ((صَوْمُوا)) میں اس لحاظ کو ملحوظ خاطر لایا جائے کہ جس مقام یا ملک کے مسلمانوں کیلئے رویت ہلال حقیقتاً مکمل طور پر ناممکن ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

بعض مقام پر زمین پر ایسے بھی ہیں جہاں رویت ہلال ممکن نہیں۔ یعنی چاند نظر ہی نہیں آتا۔ تو ان پر روزہ کی فرضیت لازم نہ کی جائے کیونکہ اس حدیث مبارکہ میں ((صَوْمُوا لِرُؤْيَيْهِ))¹ کے ظاہری طور پر مفہوم سے تصادم لازم نہیں آئے گا۔ نیز حدیث مبارکہ کا دوسرا جز: ((إِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ))² ہے تو اس کی وجہ سے اگر مطلق رویت کی بنیاد پر روزے کی فرضیت کا حکم تمام مسلمانوں کیلئے عام کر دیا جائے۔ تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ جہاں کہیں بھی مسلمان آباد ہو وہاں تمام مقامات پر آسمان پہ بادل موجود ہوں۔ بلکہ ممکن یہ کہ کسی مقام پر بادل ہوں اور دوسرے مقام پر مطلع صاف ہو۔ تو مطلق رویت کی بنیاد پر روزے کو فرض کرنے کا حکم حدیث مبارکہ کے دوسرے حصے سے متضاد ہو جاتا ہے۔ تو جس طرح تمام مقامات پر بیک وقت بادل افق آسمان پر موجود نہیں اور جس طرح سورج تمام مقامات پر بیک وقت طلوع نہیں ہوتا بلکہ زمین میں بعض ممالک میں دن ہوتا ہے۔ اور بعض ممالک میں رات ہوتی ہے۔ بعینہ اسی طرح چاند بھی مختلف ممالک میں مختلف اوقات میں طلوع ہوتا ہے۔ حدیث کریب میں اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ((هَكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) کہہ کے واضح فرمادیا کہ ملک شام کی رویت اپنی جگہ درست مگر ہم مدینہ میں اپنی رویت کریں گے۔ چونکہ مسافت بعیدہ تھی تو اختلاف مطلع کا اعتبار کرتے ہوئے انہوں نے خود رویت کی۔ حالانکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خود روایت کی ہے

1- نسائی، سنن نسائی، باب اکمال الشعبان ثلاثين اذا كان غمير ح: ۲۱۲۹، ۲۱۳۰۔

2- بخاری، الصحيح الجامع، باب رؤية الهلال، ح: ۱۹۰۷۔

((عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ الْهَلَالَ قَالَ الْحَسَنُ فِي حَدِيثِهِ يَعْنِي رَمَضَانَ فَقَالَ أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَتَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ يَا بَلَاءُ أَدْنُ فِي النَّاسِ فَلْيَصُومُوا غَدًا.))¹

ترجمہ: حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا ایک اعرابی حضور (حضرت محمد خاتم النبیین) علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے چاند کے نظر آنے پر حضور (حضرت محمد خاتم النبیین) علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گواہی پیش کی تو حضور (حضرت محمد خاتم النبیین) ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دیں کہ وہ صبح روزہ رکھیں۔

معلوم ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ طویل فاصلہ میں اختلاف مطالع کے قائل ہیں۔ مگر طویل فاصلہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کرتے کیونکہ دونوں احادیث مبارکہ کا تقابل کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ پہلی حدیث میں بھی گواہ ایک تھا اور دوسری حدیث میں بھی گواہ ایک تھا تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حدیث کریب میں ان کی ملک شام کی روایت کا اعتبار نہیں کیا جبکہ حدیث اعرابی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعتبار کر لیا۔ تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا حکذا امرنا رسول اللہ ﷺ کہنا ان کی اجتہادی رائے نہیں تھا بلکہ حدیث نبوی سے ہی تھا کیونکہ کوئی صحابی بھی اپنی اجتہادی رائے کو حضور ﷺ کی طرف منسوب نہیں کر سکتا اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا حکذا امرنا رسول اللہ ﷺ کہنا یقینی طور پر رسول اللہ (حضرت محمد خاتم النبیین) ﷺ کی طرف منسوب ہے جس سے حضور ﷺ کا حکم معلوم ہوتا ہے۔ تو یہ دلیل ہے کہ جب دو شہروں میں اتنی مسافت ہو جتنی شام اور حجاز کی یا اس سے کوئی کم و بیش تو ضروری ہو گا کہ اختلاف مطالع پایا جائے اور ہر شہر کے رہنے والے اپنی روایت خود کریں۔

اور اسی کے متعلق ابن البناء تحریر کرتے ہیں۔

((ان اهل نجد اخبروا رسول الله ﷺ ان رؤيته تقدمت على اهل المدينة بيوم فقال لهم لاهل كل بلد روتة))²

¹ - مسلم، صحیح مسلم، ج: ۲۱۱۳۔

² - محمد بن عبد الوهاب، العذب الزلال فی مباحث رؤیة، (اشرکتہ النشر و التوزیع المدارس 2003ء، الطبعة اولیٰ ۱۳۲۲ ہجری

ترجمہ: اہل نجد حضور (حضرت محمد خاتم النبیین) ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے رسول اللہ (حضرت محمد خاتم النبیین) ﷺ کو خبر دی کہ ان کی رویت مدینہ والوں کی رویت سے ایک دن پہلے ہوتی ہے تو رسول اللہ (حضرت محمد خاتم النبیین) ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا کہ ہر شہر میں اپنی رویت ہے۔

اس کے علاوہ واضح رہے کہ تمام صحابہ کرام اور تمام تابعین اختلاف مطالع کا اعتبار کرتے تھے۔ کیونکہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی دور دراز سفر میں کسی دور دراز ملک میں جاتے تو وہاں پر وہاں کی رویت کے اعتبار سے مہینوں کو شمار کرتے نہ کہ مدینہ کی یا مکہ کی رویت کا اعتبار کرتے جیسا کہ حدیث کریم میں حضرت کریم رضی اللہ عنہ نے ملک شام کے مطابق رویت بتائی جبکہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مدینہ کی رویت کے مطابق رمضان المبارک کے مہینے کو شمار کیا جبکہ قریب والے علاقوں میں رویت میں مدینہ شریف کی رویت کا ہی اعتبار کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث اعرابی میں ہے۔ تو چونکہ حضرت کریم رضی اللہ عنہ دور سے آئے تھے تو اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جاتا ہے جبکہ اعرابی قریب تھا تو اختلاف مطالع کا اعتبار نہ کیا جاتا۔

اور اکابر فقہائے تابعین جو کہ سلطنت اسلامیہ بنو امیہ میں سات فقہی مراکز میں موجود تھے ان میں سے کسی ایک کے متعلق بھی منقول نہیں کہ انہوں نے اختلاف مطالع کے عدم اعتبار کا فتویٰ دیا ہو۔

خلاصہ اور نتائج:

مذکورہ بحث میں ہم نے ائمہ اربعہ کے اقوال اور دلائل نقل کئے ہیں۔ لیکن اس سے یہ بات ثابت نہیں ہو رہی کہ اختلاف مطالع کا اعتبار ہو گا یا نہیں کیونکہ اگر اعتبار نہ کرنے والوں کے موقف اور دلائل کو دیکھا جائے تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار کرنا جائز ہی نہیں۔ جیسا کہ علامہ ابن نجیم نے ذکر کیا ہے۔

"فاذا رأه اهل بلدة و لم ير اهل بلدة اخرى و جب عليهم ان يصوموا لرؤية و اولئك و يلزم اهل

المشرق برؤية اهل المغرب" ¹

ترجمہ: کہ جب ایک شہر یا ملک والے چاند دیکھ لیں۔ اور دوسرے ملک والوں کو نظر نہ آئے۔ تو ان سب پر واجب ہے کہ روزہ رکھیں اور ایک شہر والوں کی رویت کی وجہ سے یہاں تک کہ اہل مشرق کو اہل مغرب کی رویت پر روزہ رکھنا واجب ہے۔

اور ابن قدامہ فرماتے ہیں۔

¹ ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، بحر الرائق شرح کنز الدقائق، (دار الکتب العلمیہ، الطبعة ۱۴۱۸ھ ج ۱)، 471/2۔

"وإذا رأى الهلال أهل بلد لزم جميع البلاد الصوم"¹۔

ترجمہ: جب ایک شہر یا ملک والے چاند دیکھ لیں تو تمام شہروں کے لوگوں پر روزہ لازم ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ دیگر اقوال اور دلائل مذکور ہو چکے ہیں۔ ان سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف مطالع کا بالکل ہی اعتبار نہیں جبکہ وہ حضرات جو کہتے ہیں کہ اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے گا۔ اگر ان کے اقوال اور دلائل کو دیکھا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار کیے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک علاقے کی روایت دوسرے علاقے کی دلیل نہیں بن سکتی اور وہ اس قول کی دلیل حدیث کریم کو بناتے ہیں جس میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ملک شام کی روایت کا اعتبار نہیں کیا۔ اور اس کے علاوہ دیگر دلائل جو کہ مذکور ہو چکے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار ہے یا نہیں؟۔

متقدمین احناف کے نزدیک اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں جبکہ متاخرین احناف نے اختلاف مطالع کا اعتبار کیا ہے۔ جن میں سے امام زیلیعی اور امام کاسانی حنفی سرفہرست ہیں۔

امام کاسانی فرماتے ہیں۔

"هذا اذا كانت المسافة بين البلدين قريبة لا تختلف فيها المطالع فاما اذا كان بعيدة فلا يلزم احد بلدين حكم الآخر لان مطالع البلاد عند المسافة الفاحشة تختلف فيعتبر في كل اهل بلد مطلع بلادهم دون الآخر."²

ترجمہ: یعنی اختلاف مطالع اس وقت معتبر نہیں ہو گا جب دو ملکوں کے درمیان مسافت کم ہو۔ اور ان میں مطالع کا اختلاف نہ ہو گا۔ اور اگر مسافت زیادہ ہو تو ایک ملک کا حکم دوسرے پر لازم نہیں ہو گا۔ کیونکہ زیادہ مسافت والے ملکوں کے مطالع بھی مختلف ہوتے ہیں تو اس صورت میں ہر ایک ملک کے اپنے مطلع کا اعتبار ہو گا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

"اگر ایک ملک میں رمضان کا چاند نظر آتا لیکن دوسرے ملک میں نظر نہیں آتا تھا جبکہ دونوں ممالک قریب ہیں تو دونوں کو اسی دن رمضان کا آغاز کرنا چاہئے۔ تاہم اگر وہ ایک دوسرے سے دور ہوتے تو پھر اس میں دورائے ہوتی ہیں۔ زیادہ درست بات یہ ہے کہ اس ملک کے لوگ جس میں چاند نظر نہیں آ رہا تھا اسی دن رمضان کا آغاز اسی ملک کے طور پر کرنا ہو گا"³۔

¹۔ ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد، المغنی، (الناشر دار عالم الکتب، طبعہ ۱۴۱۷ھ ج ۱)، 328/4۔

²۔ الکاسانی، ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، (دار الکتب العلمیہ، الطبعہ ۱۴۲۲ھ ج ۱)، 579/2۔

³۔ نووی، راحت الطالین، (بیروت: دار الفکر 2002ء)، 384/2۔

امام زبیلی فرماتے ہیں۔

"الاشبه ان يعتبر لان كل قوم مخاطبون بما عنهم و انفصال الهلال ان شعاع الشمس يختلف

باختلاف الاقطار كما ان دخول الوقت وخروجه يختلف باختلاف الاقطار"¹

ترجمہ: اور زیادہ درست بات یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے کیونکہ ہر جماعت اس کی مخاطب ہوتی ہے۔ جو اس کو درپیش ہو۔ اور چاند کا سورج کی شعاعوں سے جدا ہونا مطالع کے اختلاف سے مختلف ہوتا رہتا ہے۔ جیسا کہ نمازوں کا ابتدائی وقت اور انتہائی وقت مختلف ہوتا رہتا ہے۔ تو اسی طرح چاند کے طلوع میں بھی اختلاف واقع ہوتا رہتا ہے۔

حنفی و مالکی اور حنبلی علماء کی ایک رائے کے مطابق چاند دیکھنے میں فرق ناقابل فہم ہے۔ اگر کسی ملک نے چاند دیکھنے کی تصدیق کی ہے تو یہ دوسرے تمام ممالک کے لئے پابند ہے: انہیں اسی دن رمضان شروع کرنا چاہئے۔ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

"دیکھنے میں فرق ناقابل فہم ہے لہذا اہل مغرب کی نگاہ مشرق کے لوگوں کو پابند کرتی ہے۔ اگر مصر نے ہلال کے

نظارے کو دیکھنے کی تصدیق کی تو یہ پابند ہے دوسرے تمام ممالک کے لوگ۔"²

الساوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

"ہمارے مادھب (مکتبہ فکر) میں دیکھنے میں فرق قابل غور نہیں ہے۔ اگر اس کا نظارہ ایک ملک میں ہوتا تو یہ

دوسرے ممالک اس کے پابند ہوتے ہیں۔"³

حنبلی عالم ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

"اگر کسی ملک کے لوگوں نے نیا چاند دیکھا تو یہ دوسرے ممالک اس کے پابند ہیں۔"⁴

ان کی مضبوط رائے میں مالکی اسکالر نے حنفی اور حنبلی علماء سے اتفاق کیا ہے کہ قریبی ممالک کو ایک جیسا

نظارہ ہونا چاہئے اور یہ کہ مشرق و مغرب جیسے دور دراز کے ممالک میں سے ہر ایک کو اپنی نظر آنی چاہئے۔⁵

اس سے قطع نظر اگر رسول اللہ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کے زمانے کو دیکھا جائے اور صحابہ کرام

رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے کو دیکھا جائے اور اسکے علاوہ تابعین کے دور کی طرف دیکھا جائے تو کسی موقع پر

¹۔ الزبیلی، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، 1/321

²۔ ابن عابدین، رد المحتار علی در المختار حاشیہ ابن عابدین، 2/619۔

³۔ ساوی، حاشیہ الساوی، (بولاق: القاہرہ 2003ء)، 1/225

⁴۔ عبد اللہ بن احمد، المغنی، 3/107

⁵۔ الحطب، معاذب الجلیل، (بولاق: القاہرہ 2003ء) 2/384

بھی اس طرح نہیں ہوا کہ کسی ایک خاص مقام کی روایت کا اعتبار کر کے اس کے مطابق رمضان المبارک کی ابتداء یا انتہاء وغیرہ کی گئی ہو۔ علاوہ ازیں تاریخ میں بھی کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک جگہ کی روایت کا اعتبار کیا گیا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو دین پسند فرمایا ہے۔ یہ موصلاتی نظام کا نہ تو محتاج ہوا ہے اور نہ ہو گا۔ اور روایت کے حوالے سے قانون حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمادیا ((صَوْمُؤْمَا لِرُوَيْبَتِهِ وَأَفْطَرُؤَا لِرُوَيْبَتِهِ))¹ اور اسی کو معیار جاوداں قرار دے دیا۔ نیز اس کے علاوہ کسی آیت کریمہ اور کسی حدیث مبارکہ یہ ثابت نہیں ہوتا کہ تمام عالم اسلام میں فقط مکہ مکرمہ یا کسی ایک مقام کی روایت کا امر ہو۔

اگر مکہ مکرمہ کا اعتبار کریں تو جہاں مکہ مکرمہ سے بھی پہلے چاند نظر آتا یعنی مکہ سے مغرب کی جانب والے ممالک کے مسلمان کیا کریں گے۔ کیا وہ چاند دیکھ کر آنکھیں بند کر لیں گے۔ اور حدیث مبارکہ کے خلاف عمل کریں۔ معلوم ہوا کہ یہ دعویٰ بھی درست نہیں۔ اور نہ ہی حدیث مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ایک ہی دن میں تمام عالم اسلام نے روایت ثابت ہوئی ہو۔ اور ایک ہی دن میں رمضان المبارک کی ابتداء ہوئی ہو۔ اور ایک ہی دن میں عید الفطر منائی گئی ہو۔ ایسا بھی نہیں ہوا اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ ممکن ہی نہیں کیونکہ اگر ایسا کیا جائے تو یہ بات بھی ذہن نشین ہونی چاہیے کہ پوری دنیا کہ تمام ممالک میں ایک ہی وقت میں دن اور رات نہیں رہتا۔ بلکہ بعض ممالک میں دن بعض میں رات بعض میں صبح بعض میں دوپہر اور بعض میں شام ہوتی ہے۔ اگر ایک مقام کی روایت کا اعتبار کیا جائے تو ہو گا یوں کہ بعض ممالک میں روایت ہو رہی ہوگی اور دوسرے بعض میں اگلے دن کی صبح ہوگی اور بعض میں دوپہر اور کہیں نصف رات ہوگی اس طرح ایک وقت میں تمام ممالک میں روایت ثابت ہونا ناممکن ہے۔

اس کے برعکس اگر اختلاف مطالعہ کا اعتبار کیا جائے تو اس میں تمام تر مشکلات کا حل نکل آتا ہے۔ اس کے علاوہ رسول اللہ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی احادیث کی صحیح معنوں میں پیروی بھی ہوگی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین کی صحیح اور درست طریقے سے اتباع بھی ہوگی۔ مزید یہ کہ اختلاف مطالعہ کو معتبر جاننے سے ہر ملک اور شہر والے اپنی اپنی روایت کر کے اپنے علاقے میں تمام افعال کو صحیح وقت پر ادا کر سکیں گے۔ کیونکہ جن علاقوں میں روایت ہوگی وہ اپنی روایت کے مطابق رمضان کی ابتدا یا انتہاء یا عید الفطر اور اس کے علاوہ دیگر معاملات سرانجام دیں گے۔ اور جن میں روایت نہیں ہوگی اپنی روایت کر کے اس کے مطابق اپنے افعال ادا کریں گے۔ اس طرح عالم اسلام میں دینی حدود کو بھی پیش نظر رکھا جائے گا اور ان کو ملحوظ خاطر رکھ کر اس مکمل اور درست دین کی پیروی بھی کی جائے گی۔ علاوہ ازیں کچھ ایسے ممالک بھی ہیں جن میں روایت ہلال نہیں ہوتی۔ یعنی وہاں چاند نظر ہی

۱۔ نسائی، سنن نسائی: باب اکمال الشعبان ثلثین اذاکان غمیم ح: ۲۱۲۹، ۲۱۳۰

نہیں آتا۔ اس کا بھی صحیح معنوں میں حل نکل آئے گا کہ وہ اپنے قریب ترین ممالک اور علاقوں کی روایت کے مطابق اپنے افعال اور اعمال سرانجام دیں گے۔
تو یہاں پھر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ روایت ہلال میں اختلاف مطالح کا اعتبار کیا جائے گا۔

فصل سوم: اختلاف مطالع عصر حاضر کے تناظر میں

اسلامی مہینوں کی ابتداء اور انتہاء رویت ہلال پر منحصر ہے۔ تاجدار کائنات حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کے زمانہ اقدس سے آج تک دنیا بھر کے مسلمانوں کا اسی پر عمل رہا ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ شریعت میں رویت ہلال کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کی عبادات اور معاملات کا دار و مدار قمری مہینوں پر ہے۔ اور قمری مہینوں کی صحیح معرفت رویت ہلال سے حاصل ہوتی ہے۔ تو جب رویت ہلال ہوگی تو اسی کے مطابق عبادات اور معاملات کو سرانجام دیا جائے گا۔ جہاں رویت ہلال کو دین اسلام میں یہ مقام حاصل ہے وہاں اس میں اختلاف مطالع کا ایک بڑا مسئلہ پایا جاتا ہے۔

یہ مسئلہ قدیم فقہاء کے درمیان بھی زیر بحث رہا ہے۔ اور بعض فقہاء نے اس پر مختلف قسم کے مستقل رسائل بھی تحریر کئے ہیں۔ علامہ سبکی شافعی نے ایک رسالہ تحریر کیا ہے۔ جس کو علامہ شامی نے ذکر کیا ہے۔ اسی طرح علامہ ابن تیمیہ اور اس کے علاوہ دیگر کئی فقہاء نے اس موضوع پر اپنے اپنے انداز میں مستقل طور پر رسائل تحریر کئے ہیں۔ اور بعض علماء اور فقہاء اور مفتیان عظام نے اپنے فتاویٰ میں اس موضوع پر اجاث کی ہیں۔ اور تمام حضرات کی اس موضوع پر بحث کی اس قدر کوشش رہی ہے۔ کہ اس کا ہر پہلو مکمل طور پر واضح ہو جائے۔ اور ان کے صحیح اور درست دلائل بھی حاصل ہو۔

اب موجودہ ترقی یافتہ دور میں جہاں علوم اور فنون اپنے عروج پر ہیں۔ وہاں علوم فلکیات بھی اپنی بلندی کے اعلیٰ ترین درجے پر نظر آتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قدیم زمانے میں یا فقہاء کے مختلف ادوار میں یہ علوم نہ تھے اور وہ ان سے واقف نہ تھے۔ بلکہ اس وقت بھی ماہرین فلکیات موجود تھے اور اس کام کیلئے باقاعدہ طور پر بڑے بڑے شہروں میں مراکز قائم کئے گئے تھے۔ جہاں فقہائے کرام بھی موجود ہوتے تھے اور ان کے درمیان اس مسئلہ میں تحقیق کے بعد بحث ہوتی تھی۔ اور پھر فقہائے کرام غور و فکر اور تحقیق کے بعد اپنی آراء کو پیش کرتے تھے۔

اختلاف مطالع کے حوالے سے اس وقت ائمہ و فقہائے کرام جب اپنی اپنی تحقیق کے مطابق آراء پیش کرتے تو ان میں اختلاف بھی واقع ہو جاتا تھا۔ جیسا کہ مذکور میں اختلاف کو دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جس میں امام اعظم ابو حنیفہ امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ اجمعین نے اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کیا۔ جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اعتبار کیا ہے۔

ائمہ کرام کے درمیان جو یہ اختلاف رہا ہے اور ائمہ میں سے بعض نے اس کا اعتبار کیا ہے اور بعض نے اعتبار نہیں کیا مثال کے طور پر امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انہوں نے اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کیا تو اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ انہوں نے غلط کیا ہے یا پھر انہوں نے خطا کی ہے۔ نہیں بلکہ مجتہد جس طرح بھی مسئلہ ثابت

کرے وہ اس کے لئے باعث ثواب اور نافع ہے۔ جیسا کہ اجتہاد کے حوالے سے احادیث میں بھی وارد ہوا ہے۔ کہ جب مجتہد اجتہاد کرتا ہے۔ اگر وہ درست ہو تو اس کے لئے دگنا اجر ہے اور اگر وہ خطا پر ہو تو بھی اسکے لئے کوئی گناہ یا سزاوازی بات نہیں بلکہ اس پر بھی اس کو ایک اجر دیا جائے گا۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے۔

((عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: ((إِذَا حَكَمَ

الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أخطأَ فَلَهُ أَجْرٌ))¹

ترجمہ: جب حاکم نے فیصلہ کیا تو وہ اجتہاد کرتا ہے اگر اس نے درستگی کو پایا تو اس کے لئے دگنا اجر ہے اور اگر اس نے فیصلہ کیا اور پھر خطا کی تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔

تو معلوم ہوا کہ ائمہ نے اپنے ادوار میں جو اجتہاد کیے ہیں وہ سب درست ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنے وقت کے اعتبار سے بلکل درست اور عین شریعت کے مطابق اجتہاد کیا ہے اور اس وقت کی ضرورت کو اور احادیث مبارکہ اور قرآن مجید کے احکام کو پیش نظر رکھتے ہوئے کیا ہے۔

موجودہ ترقی یافتہ دور میں جبکہ کسی قسم کی کوئی پوشیدگی باقی نہیں رہی۔ ترقی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ ایک شخص روئے زمین کے ایک کنارے پر ہو اور دوسرا شخص دوسرے کنارے پر تو وہ ایک دوسرے سے گفتگو اس طرح کر رہے ہوتے ہیں جیسے ایک دوسرے کے قریب بیٹھے ہوں۔ اور انسان ایک جگہ بیٹھ کر بیک وقت دنیا کے کسی بھی کونے میں ہونے والے تمام معاملات سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جدید ذرائع ابلاغ اور فلکیاتی علوم بھی اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ اختلاف مطالع کا اندازہ لگانا انتہائی آسان ہو گیا ہے۔ اور یہ بھی بلکل واضح ہو چکا ہے کہ اختلاف مطالع پائے جاتے ہیں۔ اختلاف مطالع کو سمجھنے کیلئے ایک بہترین مثال یہ بھی ہے کی سورج کا مقام طلوع مشرق ہے جبکہ چاند کا مقام طلوع مغرب ہے۔ سورج دنیا میں سب سے پہلے جاپان میں طلوع ہوتا ہے اور اس کو چڑھتے سورج کی سر زمین کہتے ہیں کیونکہ جاپان انتہائی مشرق میں ہے جبکہ مغربی ممالک میں سورج اس وقت طلوع نہیں ہوتا بلکہ وہاں بنسبت مشرقی ممالک کے سب سے بعد میں ہوتا ہے جیسے امریکہ۔ چاند کا معاملہ بھی اسی طرح ہے فرق صرف اتنا ہے کہ چاند مغرب سے طلوع ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو ممالک انتہائی مغرب میں ہیں وہاں سب سے پہلے چاند نظر آتا ہے جس سے مغربی ممالک میں نہ صرف اسلامی ماہ از روئے رویت ہلال پہلے ہوتے ہیں بلکہ مشرقی ممالک میں جیسے جاپان وغیرہ میں اسلامی ماہ کی ابتداء سب سے آخر میں ہوتی ہے کیونکہ یہ از روئے مطلع بنسبت مغربی ممالک کے چاند سے دوری پر واقع ہے۔

۱۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب اجر الحاکم اذا اجتهد، ج: ۳۵۲

دور حاضر میں بھی اختلاف مطالع کا تنازع اپنے ابتداء کی طرح قائم ہے۔ یعنی ایک تو وہ گروہ ہے جو کہ اختلاف مطالع کو مانتے ہوئے نہ صرف روایت بصری کرتے ہیں بلکہ جدید وسائل کا بھی سہارا لیتے ہیں۔ ان میں وہ تمام ممالک شامل ہیں جو کہ اپنی خود کار روایت کی تقلید کرتے ہیں۔ اور ان کی دلیل حدیث کریب رضی اللہ عنہ ہے اور موجودہ دور میں جدید فلکیاتی نظام کے تحت اختلاف مطالع کا ہر ایک پر مکمل طور پر واضح ہونا ہے۔

دوسرا وہ گروہ جو کہ اختلاف مطالع کو معتبر نہیں مانتے اور وہ صرف اس قول کو دلیل بنائے ہوئے ہیں۔

"و اختلاف المطالع غیر معتبر علی ظاہر المذہب فیلزم اهل مشرق برؤية اهل المغرب اذا ثبت

عندہم بطریق موجب"¹۔

اور اختلاف مطالع ظاہر مذہب کے مطابق غیر معتبر ہے پس اہل مغرب کی روایت سے اہل مشرق کی روایت لازم آجاتی ہے۔ اس میں وہ تمام ممالک شامل ہیں جو کہ سعودی عرب کی روایت کی تقلید کرتے ہیں۔ مگر وہ ممالک جو کہ اتنے بڑے ہیں کہ بیک وقت وہ ایک سے زیادہ مطالع کے مالک ہوتے ہیں۔ یعنی جغرافیائی اعتبار سے ان کی حدود میں ایسے بھی علاقے شامل ہیں جن میں سے ایک میں تو چاند نظر آجاتا ہے مگر دوسرے میں ابھی تک چاند نظر آنے کے امکانات تک موجود نہیں ہوتے۔ تو وہ اس قول کی پیروی کر رہے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ علامہ ابن نجیم نے ذکر کیا ہے۔

"فاذا رأه اهل بلدة و لم ير اهل بلدة اخرى و جب علیہم ان یصوموا لرؤية و اولئك و یلزم اهل

المشرق برؤية اهل المغرب"²۔

ترجمہ: کہ جب ایک شہر یا بستی والے چاند دیکھ لیں۔ اور دوسرے شہر والوں کو نظر نہ آئے۔ تو ان سب پر واجب ہے کہ روزہ رکھیں اور ایک شہر والوں کی روایت کی وجہ سے یہاں تک کہ اہل مشرق کو اہل مغرب کی روایت پر روزہ رکھنا واجب ہے۔

اور ابن قدامہ فرماتے ہیں۔

"واذا رأى الهلال اهل بلد لزم جميع البلاد الصوم"³۔

¹۔ ابن عابدین، رد المحتار علی در المختار حاشیہ ابن عابدین، ص ۹۶

²۔ ابن نجیم، بحر الرائق شرح کنز الدقائق، 2/471۔

³۔ عبد اللہ بن احمد، المغنی، 4/328۔

ترجمہ: جب ایک شہر یا ملک والے چاند دیکھ لیں تو تمام شہروں کے لوگوں پر روزہ لازم ہو جائے گا۔ کیونکہ ایک ہی ملک میں اختلاف کم ہی واقع ہوتا ہے۔ لہذا رویت ہلال کا مکمل نظام الاوقات ہر ملک میں قائم ہونا نہایت ضروری ٹھہرا۔

تو وہ اس قول کی تائید میں ہوتے ہیں جس میں ابن ماجشون نے لکھا ہے۔

"جب شہادت حاکم خاص کے سامنے پیش ہوئی تو یہ ہر شخص کیلئے لازمی نہیں ہو گا اس کے پابند صرف وہی لوگ ہوں گے جو اس حاکم کے حلقہ اختیار میں شامل ہوں۔ ان کیلئے یہ حکم عام ہو گا۔"

مگر وہ نہ صرف اختلاف مطالع کو نظر انداز کرتے ہوئے فقط اپنے حاکم کی پیروی میں اس عمل کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں جس کی تشریح خطاب سے اس طرح فرمائی ہے۔ (ابن ماجشون کا قول نقل کرنے کے بعد) خطاب نے مزید تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"ابن عرفہ کا قول ہے کہ ابو عمر یعنی ابن عبد البر کا کہنا ہے کہ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ رویت کا حکم دور کے علاقوں پر جاری نہیں ہو گا۔ مثلاً اندلس کا خراسان پر۔"

اختلاف مطالع کا اعتبار ہو گا وہ اپنے مطالع کے اعتبار سے نئے اسلامی ماہ کا آغاز کریں گے۔

حاکم کا فیصلہ نہ صرف اس کے حق میں بہتر ہے بلکہ وہ اس پر اجر بھی پاتا ہے کیونکہ آقا علیہ الصلوٰۃ و

السلام کا قول ہے

((عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: ((إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أخطأَ فَلَهُ أَجْرٌ))¹۔

جب حاکم نے فیصلہ کیا تو وہ اجتہاد کرتا ہے اگر اس نے درستگی کو پایا تو اس کے لئے دگنا اجر ہے اور اگر اس نے فیصلہ کیا اور پھر خطا کی تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔

مگر اختلاف مطالع کا یہ انداز انفرادی طور پر ہر ایک کیلئے واجب العمل ہے تاکہ کسی قسم کی خطا سے بچا جاسکے۔ جیسا کہ حدیث کریب² سے واضح ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ((هَكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) کہہ کے واضح فرمادیا کہ ملک شام کی رویت اپنی جگہ درست مگر ہم مدینہ میں اپنی رویت کریں گے۔ چونکہ مسافت بعیدہ تھی تو اختلاف مطالع کا اعتبار کرتے ہوئے انہوں نے خود رویت کی۔ حالانکہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خود روایت کی ہے۔

¹۔ بخاری، الجامع الصحیح، ج: ۳۵۲

²۔ مسلم، صحیح مسلم، ج: ۲۵۲۸۔

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں نہ صرف حاکم ایک تھے۔ بلکہ صاحب اختیار بھی تھے مگر اختلاف مطالع کو پس پشت نہ ڈالا گیا۔ اس قول کی تائید مندرجہ ذیل قول بھی کرتا ہے۔ ابن البناء تحریر کرتے ہیں۔

((ان اهل نجد اخبروا رسول الله ﷺ ان رویتہ تقدمت على اهل المدینه بيوم فقال لهم لاهل كل بلد رویتہ))¹۔

ترجمہ: اہل نجد حضور (حضرت محمد خاتم النبیین) ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے رسول اللہ (حضرت محمد خاتم النبیین) ﷺ کو خبر دی کہ ان کی رویت مدینہ والوں کی رویت سے ایک دن پہلے ہوتی ہے تو رسول اللہ (حضرت محمد خاتم النبیین) ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا کہ ہر شہر میں اپنی رویت ہے۔ امام زبیلی فرماتے ہیں۔

"الاشبه ان يعتبر لان كل قوم مخاطبون بما عنهم و انفصال الهلال ان شعاع الشمس يختلف

باختلاف الاقطار كما ان دخول الوقت وخروجه يختلف باختلاف الاقطار"²۔

ترجمہ: اور زیادہ درست بات یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے کیونکہ ہر جماعت اس کی مخاطب ہوتی ہے۔ جو اس کو درپیش ہو۔ اور چاند کا سورج کی شعاعوں سے جدا ہونا مطالع کے اختلاف سے مختلف ہوتا رہتا ہے۔ جیسا کہ نمازوں کا ابتدائی وقت اور انتہائی وقت مختلف ہوتا رہتا ہے۔ تو اسی طرح چاند کے طلوع میں بھی اختلاف واقع ہوتا رہتا ہے۔ اسلئے وہ شہر جو کہ ایک ہی ملک میں آتے ہیں ایسا کم ہی واقع ہوتا ہے کہ ان کا مطالع مختلف ہو جائے جیسے یعنی حاکم کی رعیت میں جس میں مختلف علاقے جیسے چین کا ایک شہر ہوٹان کا مطالع اور ہاربین کا مطالع میں نہایت کم فرق ہے حالانکہ ان کے درمیان 2154 کلومیٹر کا فاصلہ ہے اور سفر کے اندازاً وقت 21 گھنٹے اور ۲۴ منٹ ہے۔ اسلئے مندرجہ بالا تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ بغیر بصری رویت کے قمری نظام الاوقات کو متعین کرنا ایک نامناسب امر ہے۔

جو حضرات اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کرتے وہ موجودہ دور میں ہونے والی ترقی اور فلکیاتی معلومات کو نظر انداز کئے ہوئے ہیں۔ حالانکہ اوقات نماز اوقات سحر و افطار وغیرہ میں جو ٹائم ٹیبل تیار کئے گئے ہیں موجودہ ترقی یافتہ وسائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہی تیار کئے گئے ہیں ان میں وہ اس قول کو دلیل کیوں نہیں بناتے کہ اختلاف مطالع غیر معتبر ہے؟ اس وقت دنیا میں رویت ہلال کے ۱۳ ماڈل متعارف ہو چکے ہیں

¹۔ محمد بن عبد الوہاب، العذب الزلال فی مباحث رویتہ الہلال، 1/28۔

²۔ عثمان بن علی، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق - 1/321

ماڈل کا نام	نمبر شمار	ماڈل کا نام	نمبر شمار
الیاس ماڈل B	7	پہلا ماڈل بابل کے زمانے کا ہے جسے ”زیرو ماڈل“ کہا جاتا ہے۔	1
الیاس ماڈل C	8	دوسرا ماڈل ابن طارق ماڈل ہے۔	2
ماڈل RGO67	9	Fothringham ماڈل	3
ماڈل SAAO	10	Monder ماڈل	4
شوکت ماڈل	11	انڈین سٹاس ماڈل	5
(97-98ء) سیلپ ماڈل	12	Broin ماڈل	6
ملائیشیا کے مسلمان A الیاس ماڈل (پروفیسر)	13		

باب سوم

رؤیت ہلال اور جدید سائنسی نظام سے استفادہ

فصل اول: جدید سائنسی نظام کی شرعی اور قانونی حیثیت

فصل دوم: جدید سائنسی نظام کے بارے میں فقہاء کی آراء

فصل سوم: رؤیت ہلال اور جدید سائنسی نظام کے بارے میں علماء کی آراء

فصل چہارم: جدید سائنسی نظام سے رؤیت ہلال میں استفادہ کی صورتیں

فصل اول: جدید سائنسی نظام کی شرعی و قانونی حیثیت

قرآن مجید میں چھ ہزار چھ سو چھتیس آیات ہیں، جن میں ایک ہزار سے زیادہ سائنس کے متعلق ہیں، (یعنی ان میں سائنسی معلومات موجود ہیں)۔ زمانہ نبوت میں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہری لباس بشریت میں انسانیت کی تربیت مع رحمت فرما رہے تھے تب وہ زمانہ کریم آقا حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی برکت اور خداوند رحیم کی لامحدود عطاؤں کا ایک ایسا پر وقار اور حسین دور تھا، جس کی مثال کہیں بھی نہیں ملتی اور سب سے بالاتر آقا دو جہاں حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد عالی شان ہے کہ سب زمانوں سے بہتر (زمانہ) میرا زمانہ ہے پھر جو اس سے ملا ہو... الی آخرہ¹ اس زمانہ میں ہمیں نہ صرف صحابہ کرام علیہم الرضوان کی بے مثال قوت و بہادری کے واقعات ملتے ہیں، بلکہ ان کے بے مثال قوی حافظہ کی بھی مثالیں ملتی ہیں۔ وہ ایسی قوم تھی جن کو بوجہ محبت رسول ﷺ مع صحبت رسول ﷺ کی بدولت قرآنی آیات اس طرح حفظ تھیں کہ قرآن اس وقت (مصحف) کتابی شکل میں نہ ہوتے ہوئے بھی حفاظ صحابہ کرام کی کثیر جماعت کے قلوب میں محفوظ تھا۔ جن کی کمی جب کبار صحابہ علیہم الرضوان کو جنگ یمامہ کے سانحہ میں محسوس ہوئی تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے اسرار پر خلیفۃ الرسول، حضرت عبد اللہ بن عثمان المعروف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قرآن کو کتابی شکل میں محفوظ کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ زمانہ کی ضرورت اور جدت نے کبار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نہ صرف ایک منفرد بلکہ ترقی کی طرف بڑھتا قدم اٹھانے پر اکسایا بلکہ جدت کی طرف رواں دواں رہنے کا ایک ایسا سلسلہ بھی متعارف فرمایا جس سے نسل انسانیت بھی تادم آخر مستفید ہوتی رہے گی۔ قرآن پاک کو حافظے سے کتابی شکل میں محفوظ کرنے کا یہ عمل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جدت پسندی پر ایک قوی دلیل ہے۔ جو کہ اس وقت کے تقاضوں کے عین مطابق تھی۔

وہ زمانہ اپنے ساتھ ایسے کئی عجیب اور نایاب انداز لئے ہوئے ہے کہ فقط ایک باب میں سب کو بیان کرنا ممکنات کی حدوں کو پھلانگنا محسوس ہوتا ہے مگر اختصار کے پیمانے کی معیت میں زمانہ نبوت اور اس سے متصل ایسے واقعات کو ہم ایک دقیق نظر سے دیکھنے کی جسارت کرتے ہیں چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر خطبہ دیتے وقت یا ساریہ الجبل کے الفاظ بول کر دشمن کے متعلق اطلاع دینا اور بروقت امداد فراہم کر کے مرد مجاہد سمیت دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دادرسی کرنا² حضرت علی کرم اللہ

1- ابن بطلان، شرح صحیح بخاری (بولا: القاہرہ 2005ء)، 5/91

2- سیوطی، جلال الدین رحمہ اللہ تعالیٰ، تاریخ الخلفاء، الخلفاء الراشدون، (دار الکتب نعیمیہ 2005ء)، عمر الفاروق، فصل فی کراماتہ.

وجہ الکریم کی قلیل لمحات میں مکمل قرآن کی تلاوت^۱ صحابہ کی قوت بصارت حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ کا باوجود اپنے طویل عمری کے جسمانی طور پر کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صحت مند اور توانا ہونا کثیر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نہ صرف قرآن مجید بلکہ دیگر مروجہ علوم خصوصاً اپنے زمانے کی شعر و شاعری میں قوت حافظہ کی بلند پروازوں پر گامزن ہونا ایک صحابی کا ایک نومولود کے پاؤں کو ایک بار دیکھنے کے بعد اس کی جوانی اور اپنے بڑھاپے میں دوبارہ ملاقات پر فقط اس کے پاؤں دیکھتے ہی اس کو پہچان لینا اور سب سے آخر پر سب سے نایاب اور حیران کن نکتہ کہ تادم آخر صحابہ کا اپنے کریم و شفیق آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث کا اس دقیق فکری سے یاد رکھنا کہ نہ تو الفاظ بدلے اور نہ ہی ان کے معنی و مفہوم میں کسی قسم کوئی تبدیلی آئی۔ خداوند کریم نے نہ صرف صحابہ کرام کو ان تمام نعمتوں سے نوازا تھا بلکہ سب سے بڑا کرم کہ کما حقہ محبت رسول ﷺ کی روشنی میں صحبت رسول ﷺ کی برکات کی بدولت زمانے کی تبدیلی نے ان کے اندر بھی فکر مع الاجتہاد کی ایک ایسی روح پیدا کر دی تھی جس نے نہ صرف ان کریم نفوس کو دین اسلام کی وسعت کے اظہار کا موقع عنایت فرمایا بلکہ نسل انسانیت کیلئے ایک ایسا لازوال سرمایہ جو ہر دور کے محققین کیلئے اظہر من الشمس ہدایت بن کر ہر دور کیلئے رہنمائی کا ذریعہ بھی بنایا۔ قرآن کو (مصحف) کتابی شکل دینا، اس میں سپارے مع وقوف و رموز کی وضاحت کرنا، چند آیات کے بعد ان میں رکوع کی نشاندہی کرنا، فرامین رسول مکرم کو یکجا کرنا، قرأت و تجوید کے سینہ با سینہ علم کو ۴۴۲ سال گزرنے پر بھی تروتازہ رکھنا ایسے امور میں سے ہے جن کی بدولت آج بھی اہل علم و معرفت اور متلاشیان حق اپنی قلبی تشنگی کی آبیاری کرتے ہیں۔ یہ تمام امور اس بات کی روشن دلیل ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر ہر دور کے علماء حق نے زمانے کے تقاضوں کو کبھی بھی پس پشت نہیں ڈالا بلکہ جدت زمانہ بذات خود ان کریم نفوس کی رحمتوں اور برکتوں اور احسانات تلے دب کر رہ گئی۔ جس کی ایک ادنیٰ سی مثال اسماء الرجال کا علم ہے۔ ہر زمانے کے وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے اصول دین کو بدلے بغیر دین کے فائدے اور اس میں مزید نکھار اور اس کی حقانیت کو مزید واضح کرنے کیلئے ان موجودہ وسائل کو بروئے کار لانے کیلئے ہر ممکنہ کوشش کرنا نہ صرف امت کیلئے آسانی کا باعث ہے بلکہ یہ ایک ایسا دروازہ کھول دیتا ہے جس سے غیر مسلم بھی متاثر ہو کر دین اسلام کی حقانیت کو دل و جان سے ماننے کی غرض سے دین اسلام کے دامن میں آجاتے ہیں۔ اسی نظریہ کے پیش نظر قمری نظام الاوقات کو ٹیلی سکوپ جیوسٹیشنری سیٹلائٹ ہبل ٹیلی سکوپ اور اس جیسی دوسری ریڈار اور ترقی یافتہ ٹیکنالوجی کے استعمال کے ذریعے متعین کرنا نہ صرف نسل انسانیت کیلئے آسان اور قابل فہم آلہ مہیا کرنے کے مترادف ہے بلکہ ایک جامع اور مانع اسلوب سے بصری رویت کی

۱۔ جامی، مولانا عبد الرحمن، شواہد النبوة، (دار الفکر نعیمیہ 2000ء)، رکن سادس در بیان شواہد ودلائلی... الخ، ص ۲۱۲

حقانیت کی تصدیق بھی کرتا ہے۔ جو کہ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کے فرمان عالی شان کی تکمیل کا باعث بن کر حصول ثواب کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔

عصر حاضر میں جہاں اور چیزوں میں نئی تحقیقات اور حیرت انگیز انکشافات کئے گئے ہیں وہیں فلکیاتی علوم و فنون کو بھی بام عروج پر پہنچا دیا گیا ہے اور اس میں بھی حیرت انگیز تحقیقات اور انکشافات سامنے لائے گئے ہیں۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ایسے چارٹ اور نقشے تیار کر لئے گئے ہیں کہ جن کے ذریعے پوری دنیا کے مختلف بڑے بڑے شہروں اور مشہور علاقوں میں متعدد سالوں (بعض جگہ 23 سالوں) تک ہر نئے چاند کی تاریخ اور امکانی وقت دریافت کرنا آسان ہو گیا ہے۔ اسی قسم کی ایک اور کوشش ایک نامور مسلمان سائنسدان (جن کا نام ڈاکٹر محمد الیاس ہے جو کہ ملائیشیا یونیورسٹی کے پروفیسر بھی رہے ہیں) نے ایک عالمی نقشہ متعارف کروایا ہے جس کی بدولت آئندہ اکتیس (31) سال تک نئے چاند کی تاریخ اور وقت معلوم کیا جاسکتا ہے¹۔ ان مباحث کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ چاند کی پہلی تاریخ کا فیصلہ روایت پر معلق کرنے کی بجائے اگر جدید فلکیاتی تحقیقات سے ان مسائل کو حل کیا جائے تو کیا شرعی نقطہ نظر سے ان کی کوئی گنجائش ہوگی؟

یہ بات یاد رہے کہ یہ دور حاضر کا ہی مسئلہ نہیں بلکہ قدیم فقہاء کے درمیان بھی زیر بحث رہا ہے۔ اور اکثر فقہاء نے اس پر کئی تحریریں بھی لکھی ہیں۔ علامہ ابن تیمیہ نے اس بات کا ذکر کیا ہے جو ان کے فتاویٰ میں شامل ہے اس کے علاوہ علامہ سبکی شافعی نے اس پر رسالہ لکھا ہے جس کا ذکر علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔ فی زمانہ جہاں اکثریت دور نبوی کی طرح قوی بصارت سے محروم ہے اور فلکی نظام اس علیل بصارت کو پورا کرتے ہوئے حکم شرعی کو بدرجہ اولیٰ پورا کرتی ہے۔

¹ - تعمیر حیات لکھنؤ، شمارہ 10، مارچ 1996ء

فصل دوم: جدید سائنسی نظام کے بارے میں فقہاء کی آراء

جدید سائنسی فلکی نظام کے حوالے سے فقہاء کی دو قسم کی آراء ہیں۔ بعض فقہائے کرام اس (جدید) نظام کے رویت ہلال میں استعمال کو درست اور جائز قرار دیتے ہیں اور بعض اس (جدید) نظام کو جائز قرار نہیں دیتے۔ سب سے پہلے وہ فقہائے کرام جو عدم جواز کے قائل ہیں ان کے حوالے سے گفتگو ہوگی۔ بعد ازاں فصل ثالث میں عصر حاضر کے مذہبی سکالرز کی آراء کو وضاحت سے بیان کیا جائے گا۔ اس فصل میں ان فقہاء کرام کے اقوال کو ذکر کیا جائے گا جو جدید سائنسی فلکی نظام کو تسلیم نہیں کرتے۔ ان میں چند موجودہ دور کے علماء بھی شامل ہیں۔

قدیم فقہاء کا مذہب:

قدیم مصریوں نے اپنے روایتی انداز میں دیواروں میں منقش تاریخ سے زمانہ حاضر کے محققین کو یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان کے زمانہ میں ان قمری علوم کی مدد سے نئے چاند کا تعین کر کے متعدد بلکہ ہمیشہ نئے ماہ کا آغاز اسی نئے رویت ہلال کے نظام کی مدد سے کرتے تھے۔ اس کے علاوہ پتھر میں منقش چاند کی روز بروز بڑھوتری کے ثبوت بھی ملتے ہیں۔ جو کہ ان کی قدیم تہذیب میں بھی رویت ہلال کی اہمیت ظاہر کرتے ہیں۔ اور زمانہ کی جدت نے اس قمری علم میں نہ صرف اضافہ کیا ہے بلکہ حتیٰ امکان چاند کی درست رویت میں بھی بنی نوع انسان کی رہنمائی کی ہے۔ ہر دور میں یہ علم اہل مہارت کا ایک من بھاوت شیوارہا ہے۔ جس کے آثار ہر دور کے بڑے شہروں میں پائے جانے والے مراکز ازر وئے ثبوت ابھی تک ماہرین کامرکز توجہ بنے ہوئے ہیں۔ اور یہ علم ہر زمانہ کے ماہر ادیان کی زیر نظر بھی رہا ہے۔ اور قدیم فقہاء کے درمیان یہ مسئلہ سرفہرست ابحاث میں سے ایک ہے۔ اور ان کی آراء سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کہ حضرات مالکیہ، حنابلہ اور حنفیہ کے نزدیک حسابی طریقہ کار سے یا آلات رصدیہ کے ذریعے ثابت ہونے والے چاند پر عید اور رمضان کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا بلکہ خود اس کی طرح کے جدید طریقہ کار کے ذریعے چاند معلوم کرنے والے کو بھی اپنی اس تحقیق پر عمل کرتے ہوئے رمضان اور عید کرنا واجب ہے۔

بلکہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ

"اہل نجوم کے قول پر بالاجماع اعتماد نہیں کیا جاسکتا اور خود اہل نجوم کو بھی اپنے حساب پر عمل کرنا جائز نہیں"۔¹

کتاب الفقہ علی المذہب الاربعہ میں علامہ شامی کا مسلک نقل کیا ہے کہ

¹ - ابن عابدین، رد المحتار علی در المختار حاشیہ ابن عابدین، 2/387

"منجم کا قول خود اس کے حق میں اور اس کی تصدیق کرنے والے کے حق میں قابل اعتبار ہے"۔¹
مگر دیگر تصریحات کے دقیق مطالعہ سے یہ چیز ثابت ہے کہ دیگر علماء اس کو صحیح نہیں جانتے تھے۔ بلکہ جمہور کی طرح مسلک شافعی بھی حسابی طریقہ کار پر عمل کرنے اور اس پر اعتماد کرنے کے جواز کے خلاف ہے۔ ہاں شوافع میں سے بعض حضرات کا یہ مسلک ہے جس پر خود حضرات شوافع نے نکیر فرمائی ہے۔ چنانچہ علامہ شامی نے فرمایا کہ سبکی نے جو (اہل حساب پر اعتماد کو جائز کہا ہے) اس کا متاخرین شافعیہ نے رد کیا ہے جن میں ابن حجر اور رملی رحمۃ اللہ علیہما بھی ہیں۔ اور آخر میں ذکر کیا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کے تمام اصحاب سوائے چند نادار لوگوں کے اس پر متفق ہیں کہ اہل نجوم کے قول پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔²

علامہ حموی نے (حاشیہ اشباہ) میں شافعی مذہب کی کتاب التہذیب کے حوالہ سے لکھا ہے۔

"لا يجوز تقليد المنجم في حسابہ لا في الصوم و لا في الفطر"³۔

یعنی نجومی کی تقلید اس کے حساب میں جائز نہیں نہ روزہ میں نہ افطار میں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اہل حساب کے اقوال پر اعتماد کر کے روزہ رکھنا یا روزوں کو ختم کرنا شوافع کے نزدیک بھی جائز نہیں۔ پس ائمہ اربعہ اور ان کے اصحاب و اتباع کا یہی قول ہے۔

فلکیاتی حساب پر اعتماد اجماع کے خلاف ہے:

فلکیاتی حساب کے ذریعے رویت ہلال کے طریقہ کار پر اعتماد کرنا علماء کی تصریح کی روشنی میں خلاف اجماع

ہے۔ اہل حساب کے قول پر اعتماد کی مخالفت پر سوائے ان چند شاذ اقوال کے پوری امت کا اتفاق ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا ہے کہ

" ایک قوم اس طرف گئی ہے کہ اس میں اہل حساب کی طرف رجوع کیا جائے اور یہ روافض ہیں"۔

علامہ باجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ

"سلف صالح کا اجماع ان کے خلاف حجت ہے اور علامہ ابن بزیہ نے کہا ہے کہ یہ باطل مذہب ہے"⁴۔

حسب عادت علامہ ابن تیمیہ نے اس موقع پر طویل کلام کیا ہے، وہ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

¹۔ عبد الرحمن، الفقه علی المذہب الاربعہ، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ)، 1/551

²۔ ابن عابدین، رد المحتار علی در المختار حاشیہ ابن عابدین، 2/387

³۔ حموی، الحموی علی الاشباہ، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ 2004ء)، 2/66

⁴۔ عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح بخاری، 4/127

"بلاشبہ ہم دین اسلام میں سے اس بات کو بلاضطرار جانتے ہیں کہ روزہ، حج، عدت، ایلاء وغیرہ چاند سے متعلق احکام میں حساب دان کی اس خبر پر (کہ وہ چاند) نظر آئے گا یا نظر نہیں آئے گا) عمل کرنا جائز نہیں اور اس پر مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے۔ اور اس بارے میں نہ کوئی پرانا اختلاف معلوم ہے اور نہ ہی کوئی نیا اختلاف۔ ہاں بعض متاخرین فقہاء جو تیسری صدی کے بعد ہوئے ہیں انہوں نے یہ گمان کیا ہے کہ جب چاند مستور ہو جائے تو حساب جاننے والے کو اپنے حساب پر عمل کرنا جائز ہے یہ قول اگرچہ چاند کے مستور ہونے کے ساتھ مقید اور حساب دان کیلئے مختص ہے مگر شاذ ہے اور اس کے خلاف پہلے اجماع کا ذکر ہو چکا ہے" ¹۔

اہل حق میں سے جو حضرات فقہاء اور علماء اہل حساب پر اعتماد کے قائل ہیں وہ گنے چنے ہیں جن کا اختلاف اجماع کیلئے مضر نہیں۔ ان حضرات میں ایک محمد بن مقاتل کا نام آتا ہے جو اہل حساب کے اقوال پر اس وقت اعتماد کرتے تھے جب کہ ان کی ایک جماعت متفق ہوتی تھی مگر ان کا علامہ سرخسی نے رد کیا ہے۔ ²

دوسرے قاضی عبد الجبار ہیں اور ایک صاحب جمع العلوم ہیں ان سے بھی نقل کیا گیا ہے کہ اہل نجوم پر اعتماد کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ³

شوافع میں سے علامہ سبکی کا نام لیا جاتا ہے جو اہل بیت کے حساب پر اعتماد کے قائل تھے۔ اور اس سلسلہ میں انہوں نے رسالہ میں بھی لکھا ہے مگر محققین شوافع نے ان پر رد کیا ہے جیسا کہ اوپر گزرا اور ابن حجر نے بعض اور نام بھی اس سلسلہ میں ذکر کئے ہیں ابن سرتج شافعی، مطرف بن عبد اللہ تابعی اور ابن قتیبہ محدث مگر ان کا علماء نے رد کیا ہے اور ان کے اقوال کو اجماع کے خلاف قرار دیا ہے۔ ⁴

جمہور علماء کے دلائل

جمہور علماء کی پہلی دلیل یہ ہے کہ صوم و افطار کے بارے میں نبی کریم حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے ہمیں واضح طور پر حکم دیا ہے کہ

((إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَقْدُرُوا لَهُ ثَلَاثِينَ)) ⁵

¹۔ ابن تیمیہ، فتاویٰ ابن تیمیہ، 133/25

²۔ ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، الاشباه والنظائر لابن نجیم (لاہور: مکتبہ رحمانیہ 2009ء)، 64/2

³۔ ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار حاشیہ ابن عابدین، 387/2

⁴۔ عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح بخاری، 122/2

⁵۔ بخاری، الجامع الصحیح: 1/257،

مسلم، صحیح مسلم: 1/348،

ترجمہ: جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم چاند دیکھو تو روزہ چھوڑ لو پس اگر تم پر چاند پوشیدہ ہو جائے تو تیس دن کا حساب کر لو۔

یہ حدیث مختلف الفاظ سے مروی ہے مگر مضمون سب کا تقریباً ایک ہی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انیس تاریخ کو اگر چاند کی رویت ہو گئی تو روزہ و افطار (رمضان و عید) اسی کے مطابق کریں گے اور اگر چاند نظر نہ آیا تو تیس دن مکمل کر کے اگلے دن سے ماہ کا حساب ہو گا خواہ فلکیاتی حساب کی رو سے نیا چاند انیسویں کا ہو یا نہ ہو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

اس حدیث میں خاص طور پر یہ بات قابل غور ہے کہ رسول اللہ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے ۲۹ تاریخ کو چاند مستور رہ جانے کی صورت میں تیس دن مکمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور ہر کوئی یہ سمجھ سکتا ہے کہ مستور چیز معدوم نہیں ہوتی بلکہ فی الواقع موجود ہوتی ہے البتہ اس پر کسی چیز کے پردہ پڑ جانے کی وجہ سے نظروں سے مستور ہو جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ چاند افتق پر موجود ہوتے ہوئے بھی اگر تمہاری نظروں سے بوجہ گرد و غبار یا بوجہ بادل پوشیدہ رہ جائے تو تیس دن کا مہینہ قرار دیا جائے اور یوں سمجھا جائے کہ ۲۹ کو شرعاً چاند نہیں ہوا۔

اس کی مزید وضاحت اس طرح ہو سکتی ہے کہ جس کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے کہ کریم آقا حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

((لا تصوموا حتی ترؤہ ثم صوموا حتی ترؤہ فان حال دونہ غمامة فاتموا العدة ثلاثین... الخ))¹۔

ترجمہ: روزہ نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھو پھر (چاند دیکھنے کے بعد) روزہ رکھو جب تک کہ پھر چاند دیکھ لو پس اگر چاند پر بادل حائل ہو جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کر لو۔

اس روایت میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے (لفظ) غیابہ اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے (لفظ) غمامہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے (لفظ) سحب روایت کیا ہے۔ اور تینوں کا مطلب ایک ہے وہ یہ کہ چاند کے اور ہمارے درمیان بادل یا اور کسی چیز کا پردہ حائل ہو جائے اور چاند نظر نہ آئے تو تیس دن پورے کرو اس سے صاف معلوم ہوا کہ نئے

نسائی، سنن نسائی، 1/301

۱- ترمذی، جامع ترمذی، 1/148

نسائی، سنن النسائی: 32،

ابو داؤد، سنن ابی داؤد: 1/318

مہینہ کی آمد یا تو ۲۹ تاریخ کی رویت پر ہوگی اگر رویت نہ ہو تو تیس دن کی تکمیل کے بعد ہوگی۔ لہذا کسی حسابی طریقہ یا آلاتِ رصدیہ کی بنیاد پر مہینہ کی آمد تسلیم نہیں کی جائے گی۔

جمہور علماء کی دوسری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ:

((حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسِبُ الشَّهْرَ هَكَذَا وَهَكَذَا . يَعْنِي مَرَّةً تِسْعَةً وَعِشْرِينَ وَمَرَّةً ثَلَاثِينَ.))¹

ترجمہ: یعنی ہم امی امت ہیں نہ لکھتے ہیں نہ حساب کرتے ہیں۔ مہینہ کبھی اس طرح ہوتا ہے اور کبھی اس طرح (یہاں حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے انگلیوں سے اشارہ فرمایا) راوی فرماتے ہیں کہ آپ کی مراد یہ تھی کہ مہینہ کبھی انیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا۔

اس حدیث کا بھی یہی مفہوم ہے کہ ماہ کے آغاز و انجام کا مدار ان حسابات پر نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس کی مزید تشریح فرماتے ہیں۔

حدیث کا ظاہر سیاق اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ (چاند کا) حکم حساب پر معلق نہیں اور اس کی وضاحت رسول اللہ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کا یہ ارشاد کرتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا (اگر تم پر چاند مستور ہو جائے تو تیس دن پورے کر لو) اس میں آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اہل حساب سے پوچھو۔² اور علامہ ابن تیمیہ اس حدیث کے متعلق یہ قول فرماتے ہیں کہ

اللہ کے رسول حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کا یہ قول و ارشاد خبر ہے جس میں نہی شامل و پوشیدہ ہے کیوں کہ آپ ﷺ نے خبر دی کہ وہ امت جو آپ کی اتباع کرنے والی ہے وہ امت وسط (اعتدال والی امت) ہے جو امی ہے نہ لکھتی ہے نہ حساب کرتی ہے۔ پس جو لکھتے ہیں اور حساب کرتے ہیں وہ اس (خاص) حکم میں اس امت میں سے نہ ہوں گے۔³

۱۔ بخاری، الجامع الصحیح، 1/256،

نسائی، سنن النسائی: 1/302،

مسلم، صحیح مسلم، 1/347،

۲۔ عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح بخاری، 4/207،

۳۔ احمد بن عبد الحلیم، فتاویٰ ابن تیمیہ (مکتبہ رحمانیہ)، 52/165،

مندرجہ بالا بحث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ رویت ہلال کا دار و مدار حساب پر نہیں ہے بلکہ حساب پر دار و مدار رکھنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ حساب میں نجومی یا حساب کرنے والے کا اپنا تجربہ تو ہو گا لیکن اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ نظام کو تبدیل کر کے اپنے علم سے مسخر نہیں کر سکتا اور اگر حساب پر اعتماد کرنا ہو تا تو حضور ﷺ اس سے منع نہ فرماتے کیونکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ ہے اس میں کسی ناقص طریقہ کار کی گنجائش نہیں جس کی وجہ سے احکام خداوندی کو ادا کرنے میں کسی قسم کی کوئی کمی پیشی پیدا ہو۔

چاند کو رویت پر معلق کرنے کی حکمت:

اب رہی یہ بات کہ شرع نے چاند کو رویت پر کیوں معلق کیا ہے؟ اور حساب پر اس کا مدار کیوں نہیں رکھا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ شرع کے اس حکم و قانون میں بڑی حکمت و مصلحت ہے۔ وہ یہ کہ رویت ایک عام چیز ہے جس میں ہر خاص و عام، جاہل و عالم، شہری و دیہاتی، طالب علم اور استاد، وزیر و مشیر، افسر و کارکن، بزرگ و کمسن برابر حصہ لے سکتے ہیں اور اپنی عبادت کو اس کے مطابق سرانجام دے سکتے ہیں۔ اس کے برخلاف حساب ہر کوئی نہیں جانتا اور نہ جان سکتا ہے۔ اگر اس پر چاند کا مدار رکھا جاتا تو عبادت متعلقہ کی ادائیگی معدود چند لوگوں کی رائے و فیصلہ پر موقوف رہتی جو کہ سخت حرج اور انتہائی پریشانی کا موجب بنتی اور اسلام کا مزاج یہ نہیں کہ عوام کو تنگی و پریشانی میں ڈالے بلکہ وہ سہولت و آسانی فراہم کرنا چاہتا ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ چاند کا حساب آج تک بھی منضبط نہیں اور اس کا کوئی اصول و قاعدہ دریافت نہیں ہو سکا۔ اور اہل حساب نے قدیم زمانہ سے اس کا اعتراف کیا ہے کہ رویت ہلال کس دن ہوگی۔ اس کا قطعی فیصلہ کرنے کیلئے کوئی اصول و ضوابط دریافت نہیں ہوئے جب کہ کوئی ضابطہ ابھی تک دریافت ہی نہیں ہوا تو اس بحث کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کہ حساب پر رویت ہلال کو معلق کیا جائے یا نہ کیا جائے۔

رویت ہلال کیلئے کوئی فلکیاتی حساب منضبط نہیں:

چنانچہ قدیم و جدید دونوں تحقیقات اس پر متفق ہیں کہ رویت ہلال کیلئے کوئی فلکیاتی قاعدہ و حساب منضبط نہیں ہو سکتا۔ علامہ ابن تیمیہ نے اس حوالے سے بہت تفصیل ذکر کی ہے۔ وہ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

"اعلم ان المحققين من اهل الحساب كلهم متفقون على انه لا يمكن ضبط الروية بحساب بحيث يحكم بانه يرى لا محالة او لا يرى البتة على وجه مطرد و انما قد يتفق ذلك اولا يمكن بعض اوقات فلهدا كان المعنون بهذا الفن من الامم: الروم والهند و الفرس و العرب

و غيرهم مثل بطليموس الذی هو مقدم هولاء و من بعضهم قبل الاسلام و بعده لم ينسبوا اليه في الروية حرفا واحدا¹۔

ترجمہ: جان لو کہ اہل حساب میں سے تمام کے تمام محققین اس بات پر متفق ہیں کہ رویت ہلال کو کسی حساب سے اس طرح منضبط کرنا ممکن نہیں کہ یہ حکم لگایا جاسکے کہ وہ یقیناً دکھائی دے گا یا دکھائی نہ دے گا بلکہ یہ رویت کبھی اتفاقاً ہو جاتی ہے اور بعض اوقات ممکن نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ روم ہندوستان فارس اور عرب وغیرہ کی اقوام میں سے جو لوگ اس فن (فلکیات) سے دلچسپی و اعتناء کرنے والے تھے جیسے بطليموس جو کہ ان لوگوں میں سے مقدم ہے اور جو ان کے بعض گزرے ہیں۔ خواہ اسلام سے قبل یا اسلام کے بعد ان کی طرف رویت کے بارے میں ایک حرف بھی منسوب نہیں کیا گیا۔

علامہ ابن تیمیہ نے تمام محققین اہل حساب سے یہ نقل فرمایا ہے کہ

"رویت ہلال کے بارے میں کوئی حساب اور ضابطہ منضبط کرنا خارج از امکان ہے"

اور چوتھی صدی ہجری کے نامور فلاسفر اور ماہر نجوم و فلکیات ابوریحان البیرونی نے اپنی کتاب "الآثار الباقية" میں تمام علماء فلکیات کا اجتماعی نظریہ یہ بتایا کہ:

"فضائی و فلکی حالات ایسے ہیں کہ جو کوئی غور کرے گا تو رویت ہلال کے ہونے یا نہ ہونے کا کوئی

قطع فیصلہ ہرگز نہ کر سکے گا"²۔

نیز مفتی محمد شفیع صاحب نے رویت ہلال میں لکھا ہے کہ "كشف الظنون" میں بحوالہ "شمس الدین محمد بن علی خواجہ" کا چالیس سال کا تجربہ یہی لکھا ہے کہ ان معاملات میں کوئی صحیح اور یقینی پیش گوئی نہیں کی جاسکتی جس پر اعتماد کیا جاسکے۔³

یہ بیانات اگرچہ بہت پرانے ہیں مگر صورت حال آج کے اس ترقی یافتہ دور میں بھی اس سے کچھ مختلف نہیں ہے بلکہ جدید فلکیاتی علوم کے ماہرین بھی اسی بات کا اعادہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

1۔ احمد بن عبد الحلیم، فتاویٰ ابن تیمیہ (دار الفکر العلمیہ 2004ء) 4/324

2۔ بیرونی، محمد بن احمد، الآثار الباقية عن القرون الخالية، (تہران: مرکز نشر میراث مکتوب، 1380) ش: ص 198

3۔ کاتب چلبی، كشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون (لاہور: مکتبہ الاسلامیہ 2004ء)،

مفتی محمد شفیع، رویت ہلال: 25

رؤیت ہلال پر موجودہ دور میں ایک پاکستانی مصنف کی تصنیف میں لکھا ہے کہ انہوں نے یونیورسٹی آف لندن آبزرویٹری اور رائل گرین ویج آبزرویٹری سے استفسار کیا تو اس کے جواب میں ان کو یونیورسٹی آف لندن آبزرویٹری کے شعبہ فرکس اور علوم فلکیات کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر نے جو اپنی ماہرانہ رائے اور فیصلہ دیا وہ یہ تھا کہ:

"آپ کے استفسار کے متعلق کہ آیا صد گاہی سائنسدان کوئی ایسا معیار قائم کرنے کے قابل ہو چکے ہیں۔ جس سے نیا چاند نمودار ہونے والی شام کی یقینی پیشین گوئی کی جاسکے؟ مجھے افسوس ہے کہ اس کا جواب نفی میں ہے۔ کچھ عرصہ قبل اس خاص مسئلے پر قضاة سعودی عرب کے اراکین کے ساتھ میرے طویل مذاکرات ہوئے اور یہ معلوم ہوا کہ اس سلسلہ میں پیش کی جانے والی کوئی بھی تجویز یقینی طور پر قرآن مجید کی ضروری شرائط سے تقریباً متصادم ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ درحقیقت رؤیت ہلال کے متعلق کوئی بھی مفروضہ قائم نہیں کیا جاسکتا... آخر میں لکھا ہے کہ... مجھے افسوس ہے کہ میرے خیال میں کوئی ایسا سائنسی طریقہ نہیں ہے جس سے کہ اس موقع پر اسلام کی ضروری شرائط پوری کی جاسکیں"¹

جناب ضیاء الدین صاحب نے آگے چل کر صد گاہ گرین ویج کی سائنس ریسرچ کونسل کے فلکیاتی معلوماتی قرطاس نمبر ۶ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ: ہر ماہ چاند کی پہلی مرتبہ نظر آنے والی تاریخوں کے متعلق پیش گوئی کرنا ممکن نہیں۔ کیونکہ ایسے قابل اعتماد اور مکمل طور پر مستند مشاہدات موجود نہیں ہوتے جنہیں ان شرائط کو متعین کرنے میں استعمال کیا جاسکے جو چاند کے اول بار نظر آنے کیلئے کافی ہوں۔

ان جدید ماہرین فلکیات کے بیانات کا حاصل بھی یہی نکلتا ہے کہ رؤیت ہلال کی یقینی پیشین گوئی کیلئے کوئی حساب و اصول اور سائنسی طریقہ نہیں ہے۔ تاریخی اور شرعی عدم تحقیق کی وجہ ان لوگوں کے خیالات کا بطلان ظاہر ہو گیا جو کہتے ہیں کہ اس دور ترقی میں فلکیاتی علوم کی ترقی سے یہ بات ممکن ہو گئی کہ رؤیت ہلال کو حساب کے ذریعے معلوم کر لیا جائے۔ ابھی ہم نے قدیم اہل حساب کے ساتھ ساتھ جدید ماہرین فلکیات کے بیانات ملاحظہ کئے جو سب کے سب اس پر متفق ہیں کہ رؤیت ہلال کیلئے کوئی حساب منضبط نہیں ہے اور نہ ممکن ہے۔

امکان رؤیت ہلال سے (بصری) رؤیت ہلال ثابت نہیں ہوتی:

غرض یہ کہ آج تک کسی ماہر فلکیات نے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا کہ فلاں مہینے کا چاند فلاں سال میں فلاں تاریخ کو نظر آئے گا البتہ ان لوگوں نے امکان رؤیت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور یہ بات ہر معمولی عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ رؤیت کے وقوع اور رؤیت کے امکان میں بڑا فرق ہے۔ ماہرین فلکیات صرف اتنا بتاتے ہیں کہ فلاں مہینہ

¹۔ جناب ضیاء الدین صاحب، رؤیت ہلال موجودہ دور میں، ص: 15

فلاں تاریخ و دن میں رویت ہلال کا امکان ہے۔ مگر وہ اس کا حتمی اور قطعی فیصلہ نہیں دیتے۔ اور نہ دے سکتے ہیں کہ فلاں تاریخ و دن میں رویت واقع ہو جائے گی۔ اسلام نے مدار صوم و افطار و قوع رویت کو قرار دیا ہے۔ نہ کہ محض امکان رویت کو۔ چنانچہ مندرجہ بالا سطروں میں اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے 29 تاریخ کو چاند مستور رہ جانے کی صورت میں حکم دیا ہے کہ تیس دن پورے کر لو۔ اس میں چاند کو معدوم نہیں مانا گیا ہے بلکہ مستور کہا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ نکلا کہ چاند اپنے افق پر موجود ہونے کے باوجود کسی عارض کی وجہ سے نظر نہ آئے تو بھی شرعی حکم یہ ہے کہ تیس دن پورے کرو۔

غور کیجئے کہ کیا اس صورت میں جبکہ چاند مستور ہے رویت کا امکان نہیں ہے؟ بلاشبہ ہے مگر نظر نہیں آ رہا ہے تو اللہ کے رسول حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے امکان رویت کے باوجود تیس دن پورے کرنے کا حکم دیا ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ محض رویت کا امکان ثبوت رویت کیلئے کافی نہیں۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے قبلہ کی تعیین کیلئے فلکیاتی تحقیقات کے معتبر ہونے نہ ہونے کی بحث کے ضمن

میں اس مسئلہ پر بھی کلام کیا ہے اور فرمایا:

"ماصرح به علماءنا من عدم الاعتماد علی قول اهل النجوم فی دخول رمضان لان ذلك مبني علی ان وجوب الصوم معلق برؤية الهلال لحديث صوموا لرؤية و توليد الهلال ليس مبني علی الرؤية بل علی قواعد فلکیة وهي و ان كانت صحيحة فی نفسها لكن اذا كانت ولادته فی ليلة كذا فقد يرى فيها الهلال و قد لا يرى و الشارع علق الوجوب علی الروية لا علی الولادة"¹۔

یعنی ہمارے علماء نے جو رمضان کی آمد کے بارے میں اہل نجوم کے قول پر اعتماد نہ ہونے کی تصریح کی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ روزے کا وجوب رویت ہلال پر معلق ہے اس حدیث کی رو سے ((صُومُوا لِرُؤْيَيْهِ)) کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو۔ اور چاند کی ولادت رویت پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ فلکیاتی قواعد پر مبنی ہے۔ اور یہ قواعد اپنی جگہ اگرچہ صحیح ہیں لیکن اگر کسی رات میں چاند کی ولادت ہو تو کبھی وہ نظر آتا ہے اور کبھی نظر نہیں آتا۔ شارع حضرت محمد خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روزے کے وجوب کو رویت پر معلق کیا ہے نہ کہ چاند کی ولادت پر۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ تولید ہلال الگ چیز ہے اور رویت ہلال الگ چیز ہے۔ تولید ہلال جس کو نیو مون (New Moon) کہا جاتا ہے اس سے صرف رویت کا امکان پایا جاتا ہے۔ نہ کہ

¹۔ ابن عابدین، رد المحتار علی در المختار، 1/431

رؤیت کا وقوع۔ اور شریعت نے محض تولید ہلال یا امکان رؤیت پر مدار کار نہیں رکھا بلکہ وقوع رؤیت پر مدار رکھا ہے۔

رؤیت پر اثر انداز ہونے والے عوامل:

وجہ یہ ہے کہ امکان رؤیت کے باوجود بعض عوامل کی بنیاد پر رؤیت واقع نہیں ہوتی۔ علماء فلکیات نے مسلسل تجربے اور مشاہدے کی بنا پر بیان کیا ہے کہ چاند جب 29 دن 12 گھنٹے 44 منٹ اور 3 سیکنڈ میں اپنی گردش پوری کر کے سورج سے جا ملتا ہے تو اس وقت اس کا دیکھائی دینا ممکن نہیں۔ بلکہ اس کے بعد بھی تقریباً 19 یا 20 گھنٹے تک اس کا نظر آنا خارج از امکان ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس کے نظر آنے کے امکان شروع ہوتے ہیں۔ اور عام طور پر 21 یا 22 گھنٹوں کے بعد ہی وہ قابل رؤیت ہوتا ہے۔ مگر اس وقت یہ محض امکان ہے۔ ہو سکتا ہے کہ نظر آئے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نظر نہ آئے۔ کیونکہ رؤیت پر بعض عوامل اثر انداز ہوتے ہیں۔ مثلاً مطمح کی کیفیت، فضاء میں گرد و غبار، مقام مشاہدہ کا محل وقوع، اسی طرح گرمی و سردی، فضا کی نمی، فضا کی خشکی یہ سب باتیں رؤیت پر اثر انداز ہوتی ہیں لہذا محض امکان رؤیت پر مدار نہیں رکھا گیا بلکہ رؤیت حقیقی و واقعی پر مدار رکھا گیا ہے۔

خلاصہ:

خلاصہ یہ ہے کہ فلکیاتی علوم کی بنیاد پر رؤیت کا مسئلہ حل نہیں کیا جاسکتا۔ جیسا کہ متقدمین فقہاء کرام کی آراء ہیں اور بعض موجودہ دور کے حضرات نے بھی ان ہی اقوال اور دلائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسی قسم کے دلائل ذکر کئے ہیں اور کہتے ہیں کہ جن حضرات نے فلکیاتی علوم کی ترقی کی طرف نظر کر کے یہ سمجھا ہے کہ اس مسئلہ کو ان علوم سے حل کیا جاسکتا ہے یہ ان کی غلطی ہے۔ اور خود اس فن کے ماہرین نے اقرار کیا ہے کہ اب تک کوئی قابل وثوق ایسا طریقہ ایجاد نہیں ہوا ہے کہ جس سے شرعی رؤیت کی شرائط پوری ہو سکیں۔ فلکیاتی تحقیقات نے اب تک صرف مخصوص تاریخوں میں رؤیت ہلال کے امکان کو ظاہر کر دیا ہے مگر چونکہ صرف امکان سے شرعی رؤیت کا تحقق نہیں ہوتا جس پر احکام کا مدار ہے اس پر احکام صوم و افطار کا مدار نہیں کیا جاسکتا۔

فصل سوم: رویت ہلال اور جدید سائنسی نظام، علماء کی آراء

مذکورہ بالا فصل میں جو دلائل اور آراء بیان کی گئی ہیں وہ ان فقہاء اور علماء کے ہیں جن کے ادوار میں ابھی تک سائنس نے اس قدر ترقی نہیں کی تھی یا پھر ترقی تو کی لیکن اس کے استعمال کو صحیح طور پر سمجھنے اور استعمال کرنے سے قاصر تھے۔ یا پھر انہوں نے اپنے تجربات اور مشاہدات کی رو میں ان فلکیاتی نظام کو مناسب نہ سمجھا اور اس نظام کی درستی متقدمین فقہاء کو مطمئن نہ کر سکی کیونکہ اس حساب و کتاب میں ذرا سا بھی نقص نہ صرف عبادات مخصوصہ (عید الفطر و عید الفصحی، عدت، رمضان وغیرہ) کی تعیین میں فرق ڈال سکتا ہے۔ یا پھر وہ اصحاب علم و فلکیات مطلوبہ اسلامی طریقہ رویت کی تمام حاجات کو پورا کرنے سے قاصر تھے کیونکہ زمین کے ایک وقت میں صرف ایک ہی حصے کی رویت کا مسئلہ کسی دوسرے حصے کی رویت پر صادق آتا ہے کہ نہیں یہ امر بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تھا اور زمین کے کس حصے کی رویت دوسرے کون سے حصے پر صادق آسکتی ہے اور کون سے حصے پر صادق نہیں آسکتی۔ ذرائع آمد و رفت اور ذرائع ابلاغ کی سستی اور دیری ان چند ایک مسائل میں سے ہے جن کی بنا پر عین اسی وقت کسی مستند شخص کی طرف رجوع کرنا یا کسی مرکزی اسلامی ریاست کی طرف سے مطلوبہ رویت کی تصدیق نہیں کی جاسکتی تھی۔

کریم آقا حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد گرامی "صَوْمُوا لِرُؤْيَيْهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَيْهِ" ¹ عہد رسالت سے لے کر آج تک ہر ایک زمانے کیلئے رویت ہلال کا ایک ناقابل تسخیر امر ہے جو کہ ایک طرف تو زمانہ قدیم کہ ان لوگوں کی رہنمائی بھی کرتا تھا جو کہ زمانہ جدید کی سہولیات سے بے بہرہ تھے۔ اور ساتھ ہی ساتھ زمانہ جدید کے وہ لوگ جو کہ محض سائنسی مواد کی موجودگی میں کسی غلط فہمی کا شکار بن کر اصول و ارکان دین کی تعیین میں مانعات رویت ہلال (مطلع کا ابر آلود ہونا، محل وقوع کا رویت کیلئے نامناسب ہونا، امکانات رویت کے فقدان، مشاہد کے تجربہ کا ادنیٰ ہونا یا ناقص البصر ہونا، مبصراتی آلات کے فقدان) کو پس پشت ڈال کر نئے اسلامی مہینے کا آغاز کر بیٹھے ہیں ان کی بھی رہنمائی فرمان رسول مقبول ﷺ کرتا ہے۔ تاکہ ہر خاص و عام عبادات کی چاشنی حاصل کرنے کیلئے صورت عبادت کی تکمیل کرتے ہوئے طالب رحمت خداوندی بن سکے۔ سائنس کی ترقی دور حاضر میں ایک مسلم حقیقت ہے۔ جس کو ہم میں سے ہر کوئی نہ صرف جانتا ہے بلکہ 2020ء میں ہمارے معاشرے کے تقریباً 3.6 بلین افراد معاشرتی ذرائع ابلاغ کو استعمال کرتے ہیں اور یہ تعداد 2025ء میں 4.41 بلین ہونے کا امکان ہے۔ جس کی

بدولت نہ صرف اکثر و بیشتر افراد ہزاروں میلوں دور پڑی دیگر معلومات کو اپنی نگاہوں کے سامنے لاسکیں گے بلکہ دوسرے ممالک کے رویت ہلال کے متعلقات (امکانات رویت ہلال کا سائنسی و فلکیاتی طریقہ، رویت ہلال کا مرکزی و ذیلی اور انفرادی طریقہ رویت، معیار رویت جدید سائنسی و فلکیاتی مواد کی پیروی سے رویت ہلال کا تعین اعلان رویت ہلال کا متعلقہ علاقہ میں طریقہ کار آبادی کا وہ تناسب جو کہ اس رویت کی پیروی کرتا ہے ان تمام سے بالاتر ان امور کی مستند اور جید علماء کی نظر میں مختلف آراء وغیرہ) کو بھی باآسانی جان سکتا ہے۔ جو دور منجمین (اصحاب نجوم) حضرات کا یا حساب کرنے والوں کا تھا تو اس وقت کے فقہاء اور علماء نے تحقیق اور غور فکر کے بعد ان کے متعلق اپنے نظریات کا اظہار کیا جو گذشتہ سطور میں ذکر کیا گیا اب جدید دور کے علماء کا موقف بیان کیا جا رہا ہے۔

علماء ازہر کا موقف:

29 مئی 2018ء کو ڈاکٹر شوقی ابراہیم علامہ مفتی اعظم دیار مصر نے دارالافتاء المصریہ کے فیس بک پیج

پر ایک وضاحتی بیان جاری کیا:

"لم یحدث عبر ما یزید عن اربعین عاما تتبعت دار الافتاء المصریہ ہلالہا ہذہ الطریقة

فی رصد الاہلہ ما وقع اختلاف او خطا؛ فلم یقل احد ان الہلال موجود فی حین ان الحساب

ینفی وجود الہلال ولم یکذب احد رؤیة الہلال فی الوقت الذی اکد الحساب فی رؤیة"

ترجمہ: دارالافتاء مصریہ چالیس سال سے رویت ہلال کے معاملے میں علوم فلکیہ کا اتباع کر رہا

ہے۔ لیکن ان چالیس سالوں میں نہ کوئی اختلاف واقع ہوا ہے اور نہ کوئی غلطی وجود میں آئی۔ چنانچہ اس پوری

مدت میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ حساب فلکی کی نفی کے باوجود کسی شخص نے وجود ہلال کا دعویٰ کیا ہو اور نہ کبھی

ایسا ہوا کہ حساب فلکی نے رویت کی پیشین گوئی کی ہو اور چاند نہ دیکھا گیا ہو۔

ڈاکٹر علی جمعہ سابق مفتی اعظم دیار مصریہ نے اپنے فتویٰ نمبر: 2345 بتاریخ 10 ستمبر 2011ء میں

حساب فلکی کے متعلق سے لکھا ہے۔

"الحساب الفلکی احد وسائل اثبات ظهور الہلال و یوجد الادلة من القرآن و السنة

المطہرة و المعقول علی اخذہ و اعتبارہ و ان معارضة للرویة البصریہ الصحیحہ غیر ممکن؛ فان

الحساب الفلکی قطعی ولما كانت الرؤیة البصریة مظنة الخطا: فانہا ان خالفت الحساب الفلکی

فلا یعتد بہا؛ لان القطعی مقدم علی الظنی"¹

ترجمہ: حساب فلکیات بھی رویت ہلال کے اثبات کا ایک وسیلہ ہے۔ حساب فلکی کو بروئے کار لانے

اور قابل اعتبار سمجھنے پر کتاب و سنت اور قیاس سے دلیلیں موجود ہیں۔ جمہور علماء بھی اس کو معتبر سمجھتے

¹۔ ڈاکٹر علی جمعہ سابق مفتی اعظم دیار مصریہ نے اپنے فتویٰ نمبر: 2345 بتاریخ 10 ستمبر 2011ء

ہیں۔ حساب فلکی کا درست یعنی مشاہدے سے اختلاف ناممکن ہے۔ کیوں کہ حساب فلکی قطعی ہے۔ جبکہ رویت بصری میں خطا کا امکان ہے۔ لہذا رویت جب حساب فلکی کے خلاف ہو تو رویت پر اعتماد نہیں کریں گے کیوں کہ قطعی ظنی پر مقدم ہوتا ہے۔

عصر حاضر کے علماء کی آرا:

1. ڈاکٹر اسحاق ظفر صاحب:

رویت ہلال کیلئے بصری رویت کی جہاں تک اہمیت اور ضرورت ہے وہ کسی بحیثیت مسلمان کسی سے عیاں نہیں۔ سائنسی معلومات (چاند کی پیدائش، وقوع اور تھید و لائٹ) سے اس کی تصدیق ایسا امر ہے کہ جس کی وجہ سے بصری رویت میں گراں قدر مدد مل سکتی ہے اور دور حاضر میں جہاں ایک نقطہ کی انتہاء تک پیمائش کرنا ممکن ہے ان جدید معلومات سے استفادہ کیا جانا چاہیے تاکہ امور دینیہ میں وسعت کو یقینی اور پائیدار بنایا جاسکے۔

2. مفتی منیب الرحمن صاحب:

عصر حاضر میں جہاں یہ سوال کرنے والا کوئی نہیں کہ آج امریکہ میں چاند پہلے نظر کیوں آیا اور جاپان میں چاند کے نکلنے میں از روئے امریکہ تاخیر کیوں ہے، سائنس نے یہ امر کافی حد تک قابل فہم کر دیا ہے۔ چاند کا طلوع اور غروب کے اوقات ہر علاقے میں یکساں نہیں اسلئے ہر علاقے کیلئے سائنس بھی اپنے اعداد و شمار طلوع قمر اور غروب قمر کے علیحدہ علیحدہ بیان کرتا ہے۔ اسلاف کی سنت رویت ہلال کو دائمی رکھنے میں یہ سائنسی حساب ایک معاون کی حیثیت رکھتا ہے اور بصری رویت کلیدی نشست پر فائز ہے۔

3. مفتی طارق امین صاحب:

ڈنمارک ایسے خطے میں واقع ہے کہ جس میں بصری رویت ہلال کی مناسب جگہوں اور مناسب مطلع کی کمیابی ہے اور بروقت بصری رویت ہلال ناممکن سی ہے اور ساتھ ہی ساتھ سائنسی نقطہ نظر سے سعودی عرب اور ڈنمارک کی رویتی پٹی بھی ایک ہے۔ اسلئے وہاں نہ صرف اسلامی ماہ کے آغاز کیلئے سعودی عرب کی تقلید کی جاتی ہے بلکہ سائنسی اعداد و شمار کی موجودگی میں بھی عید الفطر و عید الاضحیٰ سعودی عرب کے ساتھ ہی منائی جاتی ہے۔

4. محمد شعیب زرگت صاحب:

محمد شعیب زرگت کے مطابق انگلینڈ میں مقامی رویت کا ایک مرتب نظام ہونے کے ساتھ حتمی فیصلہ نافذ کرنے سے پہلے مراکش، انڈونیشیا اور ملائیشیا کی رویت کے حسابات پر نظر دقیق کی جاتی ہے پھر حکم نافذ کیا جاتا ہے۔ بمطابق محمد شعیب زرگت انگلینڈ کا مطلع اکثر و بیشتر چاند کی واضح رویت میں ایک باڑ کا کام کرتا ہے اسلئے فلکی حسابات کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔

5. مولانا صابر نورانی:

زونل کمیٹی کے ممبران کا یہ طریقہ کار وائی رہا ہے کہ اپنی مقامی بصری رویت کے شواہد کو اکٹھا کر کے ان کی شرعی انداز میں تحقیق کی جاتی ہے پھر اس کو سائنسی نقطہ نگاہ سے اس کی درستگی اور اس کے جواز کو دیکھ کر ماہرین کی رائے لینے کے بعد حتمی فیصلہ کی شکل دی جاتی ہے اور پھر وہ فیصلہ پر بعد از نظر دقیق مرکزی کمیٹی کی طرف ارسال کیا جاتا ہے۔

ماہرین فلکیات کے تجربات سے اور عصر حاضر کے علماء اور سکالرز کے بیان سے واضح ہو گیا کہ اثبات ہلال کے مسئلے میں اس علم سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ گزشتہ نصف صدی میں عالم اسلام میں کن ممالک نے کس حد تک اس علم پر اعتماد کیا ہے اس کی اجمالی تصویر ذیل میں ملاحظہ کیجئے۔

مسلم ممالک کا تعامل:

رویت ہلال کے سلسلے میں حساب فلکی کے اعتبار و عدم اعتبار کے حوالے سے عالم اسلام خاص طور سے عرب ممالک کے علمائے شریعت کا جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو انہیں بنیادی اعتبار سے تین حصوں میں منقسم پاتے ہیں۔

1۔ پہلا گروہ قدیم روش پر قائم ہے صرف رویت عینی کو ہی تسلیم کرتا ہے اور حساب فلکی کا بالکل ہی اعتبار نہیں کرتا۔ اس گروہ کا سرخیل سعودی عرب ہے، قطر، کویت، عرب امارات، بحرین، یمن، شام اور اردن کا اپنا قاضی اور رویت ہلال کمیٹی ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ سب لوگ سعودی عرب کی پیروی کرتے ہیں۔ ہندوستان پاکستان اور بنگلہ دیش میں بھی اسی قدیم طریقہ پر عمل کیا جاتا ہے۔

2۔ دوسرا گروہ حساب فلکی کو رویت شرعیہ صحیحہ کیلئے اساس و مقدمہ کے طور پر تسلیم کرتا ہے۔ یعنی اگر حساب فلکی نے رویت کا انکار کیا ہے تو اسی کو تسلیم کریں گے۔ اس درمیان بالفرض کچھ لوگوں نے دعویٰ کیا کہ ہم نے چاند دیکھا ہے تو ان لوگوں کے دعوے کو تسلیم نہیں کریں گے۔ کیونکہ حساب فلکی قطعی ہے اور ان کی رویت رونما ہونے والی ہے۔ جب کہ کبھی سعودیہ میں روزہ فضا کروایا گیا یا زیادہ رکھوایا گیا لیکن مصر میں ایسا کوئی حادثہ پیش نہیں آیا۔

3۔ تیسرے گروہ نے حساب فلکی کو رویت عینی کی جگہ بالکل تسلیم کر لیا ہے۔ اور لیبیا، تیونس، الجزائر، ترکی، ملیشیا، برونائی، انڈونیشیا وغیرہ ممالک اسی موقف کے اعتبار سے رویت ہلال کا اعلان کرتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ان ممالک کے ماہرین نے علم فلکی کو تسلیم کرنے میں الگ الگ نظریہ کا اعتبار کیا ہے۔ جس کی قدرے تفصیل ذیل میں پیش ہے۔

(الف) تیونس نے مؤقف اختیار کیا ہے کہ قمری مہینے کی 29 تاریخ کو غروب آفتاب کے بعد اگر نیا چاند ایک منٹ کیلئے بھی ٹھہر گیا تو اگلے دن نیا مہینہ ہوگا۔

(ب) ترکی اور الجزائر نے 1978ء کے استنبول میں منعقد اسلامی کانفرنس کے فیصلے کو اختیار کیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نیا چاند افق سے 5 ڈگری اوپر ہو اور چاند کی دوری طول میں سورج سے 7 ڈگری ہو یعنی قمری مہینہ کی 29 تاریخ کو غروب آفتاب کے بعد کم سے کم 20 منٹ رکا رہے تبھی اگلا دن نئے مہینے کا دن مانا جائے گا۔

(ج) ملائیشیا، برونائی اور انڈونیشیا کے علماء نے نیا قمری مہینہ تسلیم کرنے کیلئے یہ شرط رکھی ہے کہ غروب شمس کے وقت چاند کی عمر 8 گھنٹے ہونا ضروری ہے۔ افق سے چاند کی بلندی 2 آرک ڈگری (Arc Degrees) طول و عرض (Angular Dimension) 3 آرک ڈگری سے بڑا ہو۔

(د) لیبیا کے علماء نے نئے مہینہ کیلئے صرف چاند کی پیدائش کو ہی کافی مانا ہے ظہور ہلال کی شرط نہیں رکھی ہے۔ لیکن اس نظریہ کو جمہور علماء نے رد کیا ہے۔ کیونکہ شرع میں ہلال کا اعتبار ہے نہ کہ صرف تولد قمر کا ان تمام نظریات و آراء میں علمائے مصر کا مؤقف ہی زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس میں شک و شبہ کی گنجائش بہت ہی کم ہے۔ علماء اسلام کے مذکورہ نظریات اور مسلم ممالک کے تعاملات سے یہ بھی واضح ہو جاتی ہے کہ حساب فلکی معتمد ہو چکا ہے۔ علمائے ہند کو بھی اس جانب خاص طور توجہ دینی چاہئے کیونکہ اس کی مدد سے رمضان و عید کے موقع پر ظہور پذیر ہونے والے اختلاف و انتشار اور افراتفری پر بڑی حد تک کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔¹

واللہ اعلم بالصواب۔

فصل چہارم: جدید سائنسی فلکی نظام سے رویت ہلال میں استفادہ کی صورتیں

زمانہ جدید اب اپنی گود میں نہ صرف دنیا کے کسی خطے میں موجود جغرافیائی فلکیاتی و دیگر سائنسی اور مردجہ اعتبارات سے معلوماتی حد تک آگاہ کرتا ہے بلکہ وقت، موسم، سیاسی، اقتصادی، معاشی، معاشرتی، مذہبی، ملکی اور بین الاقوامی معاملات کو حتی الامکان سمجھنے کی صلاحیت بھی عنایت کرتا ہے۔ اور یہ فقط دور حاضر کی ٹیکنالوجی کی بدولت ہے جس کی وجہ سے دنیا اب ایک گلوبل ویلج بن چکی ہے۔ ان ذرائع ابلاغ و نشریات میں انٹرنیٹ کا وسیع استعمال بذریعہ موبائلز لیپ ٹاپ ٹیبلیٹ و دیگر آلات جدیدہ کی ہر خاص و عام کی پہنچ میں ہونا معلومات کے سمندر کو ہمہ وقت اپنی جیب میں رکھنے کے مترادف ہے۔ کوزے میں دریا کو بند کرنا دور حاضر میں محض ایک محاورہ نہیں رہ گیا بلکہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ کوئی بھی شخص چاہے امیر ہو یا غریب ان پڑھ ہو یا تعلیم یافتہ مثبت طرز زندگی کا مالک ہو یا منفی انداز حیات کا گرویدہ ہو ہر ایک کو معلومات کی ہمہ وقت نہ صرف ضرورت ہے بلکہ ایک ناقابل تردید حد تک جزو زندگی بن چکی ہے۔

اسی مروجہ ذرائع ابلاغ و نشریات کی بدولت اب اختلاف مطالع میں موجود پائے جانے والے عناصر جیسے چاند کی باریک بین حد تک صحیح اور درست خلا میں موجودگی کی جگہ اور امکانات رویت جیسے مسائل جیسے بادلوں کی موجودگی و عدم موجودگی کا علم ہوا میں نمی کا تناسب فضا میں صنعتی ذرائع آمد و رفت اور روشنی کی آلودگی زمین میں قابل رویت علاقوں کی پہچان محکمہ فلکیات سائنس اور ٹیکنالوجی علمائے دین کی رائے پیشہ ورانہ امداد کا بروقت حصول صرف چند کلکس کی دوری پر موجود ہے۔ جیسے پاکستان میں پاکستان میٹرو لوجیکل ڈیپارٹمنٹ محکمہ موسمیات سے موسم کی قبل از وقت ممکنہ حد تک پیش گوئیاں ہوا کا رخ اور رفتار جانچنے کے اسباب دھند و اے علاقے اور مقدار انٹرنیٹ پر ہمہ وقت موجود رہتے ہیں۔

Theodolite ایوڈ اور عمودی سطحوں میں نامزد نظر آنے والے مقامات کے مابین زاویوں کی پیمائش کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ روایتی استعمال زمین کے سروے کے لئے ہوتا رہا ہے لیکن وہ عمارت اور بنیادی ڈھانچے کی تعمیر اور کچھ خصوصی ایپلی کیشنز جیسے موسمیات اور راکٹ لانچنگ کے لئے بھی بڑے پیمانے پر استعمال ہوتے ہیں۔ یہ ایک حرکت پذیر دور بین پر مشتمل ہے لہذا یہ افقی اور عمودی محوروں کے گرد گھوم سکتا ہے اور کوئی ریڈ آؤٹ فراہم کرتا ہے۔ یہ دور بین کی واقفیت کی نشاندہی کرتا ہے اور دور بین کے ذریعے نظر آنے والے پہلے نکتہ کو اسی تھیوڈولائٹ پوزیشن سے دوسرے نکات کے بعد دیکھنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ان زاویوں کو مائیکرو ڈیگری (Microradians) یا سیکنڈ آرک (Seconds of arc) کی درستی کے ساتھ ماپا جاسکتا ہے۔ جدید

تھیوڈولائٹ اس جگہ تیار ہوا ہے جس کو کل اسٹیشن کہا جاتا ہے جہاں زاویوں اور فاصلوں کو الیکٹرانک طریقے سے ماپا جاتا ہے اور وہ براہ راست کمپیوٹر میموری پر پڑھتے ہیں۔

جدید الیکٹرانک تھیوڈولائٹس میں عمودی اور افقی دائروں کا پڑھنا عام طور پر روٹری انکوڈر کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ یہ سگنل تیار کرتے ہیں جو دوربین کی اونچائی اور ایزر میتھ کی نشاندہی کرتے ہیں جو مائیکرو پروسیسر کو ریڈنگ دی جاتی ہے۔ دوربین کے فوکل پلین میں سی سی ڈی سینسر شامل کر دیئے گئے ہیں جس سے خود کار نشانے اور بقایا ہدف کی خود کار پیمائش دونوں کی گنجائش ہوگی۔ یہ سب پروسیسر کے ایمبیڈڈ سافٹ ویئر میں لاگو ہوتا ہے۔

بہت سارے جدید تھیوڈولائٹس انٹیگریٹڈ الیکٹرو آپٹیکل فاصلے کی پیمائش کرنے والے آلات سے آراستہ ہیں عام طور پر انفراریڈ کی بنیاد پر آلہ سے طے شدہ قطبی کو آرڈینیٹ کے باوجود مکمل سہ رخ ویکٹر کے ایک قدم میں پیمائش کی اجازت دیتے ہیں جس کے بعد وہ پہلے سے موجود کو آرڈینیٹ میں تبدیل ہو سکتے ہیں۔ کنٹرول پوائنٹس کی کافی تعداد کے ذریعہ علاقے میں نظام اس تکنیک کو ریسیکشن سلوشن یا فری اسٹیشن پوزیشن سرونگ کہا جاتا ہے اور سروے کرنے میں وسیع پیمانے پر استعمال ہوتا ہے۔

رویت ہلال کو سائنسی نقطہ نگاہ سے اگر دیکھا جائے تو دور حاضر کی ٹیکنالوجی ہمیں نہ صرف مقررہ وقت دیتی ہے بلکہ مندرجہ ذیل آپشنز بھی مہیا کرتی ہے۔

۱۔ براہ راست آسانی سے تنگی آنکھ سے دیکھنا۔

۲۔ براہ راست تنگی آنکھ سے صرف صاف موسم میں چاند کا دیکھائی دینا۔

۳۔ کسی آپٹیکل ایڈ کی حسب الو قوع مدد کیساتھ ہلال کو ڈھونڈنے کی کوشش کرنا۔

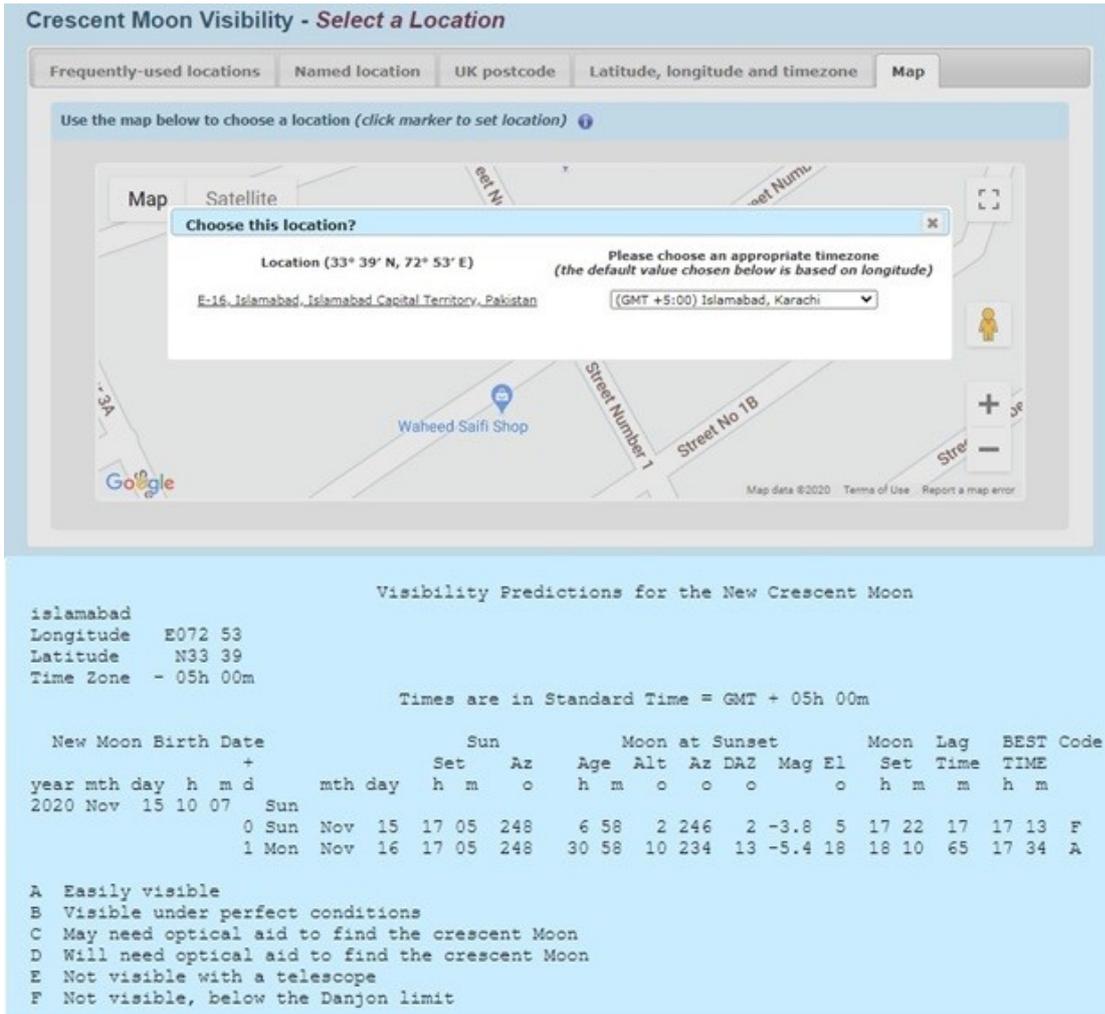
۴۔ کسی آپٹیکل ایڈ کی حتی الامکان مدد کیساتھ ہلال کو ڈھونڈنے کی کوشش کرنا۔

اگر چاند کی موجودہ مقام کا سائنسی اعتبار سے تعین ہو چکا ہو کہ وہ اس وقت نظر نہیں آئے گا تو مندرجہ ذیل آپشنز بھی مہیا کرتا ہے۔

۵۔ دوربین کے ساتھ بھی دیکھا جاسکتا۔

۶۔ بالکل نہیں دیکھا جاسکتا ڈینجن حد سے بھی نیچے ہے۔^۱

۱۔ ڈینجن اسکیل ایک پانچ نکاتی بیانا ہے جو پورے چاند گرہن کے دوران چاند کی ظاہری شکل اور روشنی کو ماپنے کے لئے مفید ہے۔ اس کی تجویز آندرے لوئس ڈینجن نے 1921 میں کی تھی، جب یہ اشارہ کرتے ہوئے کہ چاند گرہن کی چمک شمسی چکر سے متعلق



1Fig 6. Crescent visibility of a selected area through Internet

جس کی وضاحت مندرجہ بالا تصاویر 1Fig سے با آسانی کی جاسکتی ہے۔ جس میں اسلام آباد کا ایک مقام منتخب کیا گیا ہے۔¹ اس میں ایک مقام کو پین کر کر پہلے اس کی لوکیشن دی جاتی ہے پھر اس لوکیشن کے پیرامیٹر متعین کر کے ان کے ساتھ ان کا متعین ٹائم زون دیا جاتا ہے تاکہ حتی الامکان باریکی یا پین پوائنٹ کی درستگی کے ساتھ رویت ہو سکے۔² پھر بعد میں اس کا نتیجہ وہ سائٹ فراہم کر دیتی ہے۔

¹.astro.ukho.gov.uk/surfbn/placefinder_beta.cgi?program=Moon_Viz&ticket=0a5a00a05fabe843 15-11-2020

².astro.ukho.gov.uk/surfbn/placefinder_beta.cgi?program=Moon_Viz&ticket=0a5a00a05fabe843 15-11-2020

جس کو ایک عام آدمی بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔¹ کہ 15 نومبر کو ہلال دیکھا نہیں جاسکتا۔ جو کہ چاند کی عمر غروب آفتاب کے وقت ۶ گھنٹے ۵۸ منٹ اور سورج کی غروب ہونے وقت عمر ۷ گھنٹے اور ۵ منٹ کی وجہ سے ہے کیونکہ جب چاند کی عمر سورج کی عمر سے کم ہوگی تو چاند کا نظر آنا محال ہے۔ جو کہ کوڈ ایف سے دیکھا جاسکتا ہے۔ مگر 16 نومبر 2020ء بروز پیر کو چاند کی عمر غروب آفتاب کے وقت 30 گھنٹے 58 منٹ ہے اور اس وقت سورج کی عمر 17 گھنٹے 5 منٹ ہے۔ اسلئے کیونکہ چاند کی عمر زیادہ ہے تو چاند کا دیکھا جانا ممکن ہے۔ اس کو کوڈ اے سے واضح کر دیا گیا ہے۔ مگر تحقیق سے پتا چلا کہ پاکستان میں اس مقررہ حصے میں رویت ہلال 17 نومبر کو ہوئی کیونکہ 16 نومبر کو کسی مانع رویت کی موجودگی حائل ہو گئی تھی۔ جس کو مندرجہ بالا تصویر 1Fig سے دیکھا جاسکتا ہے۔ (وارنگ: یہ سائٹ ایک ڈیوائز پر فقط ایک مرتبہ ہی رویت ہلال کی معلومات فراہم کرتی ہے)۔

اس کے علاوہ ہمارے وطن میں بھی پاکستان میٹرو لوجیکل ڈیپارٹمنٹ (Pakistan Metrological Department) کے کلائمیٹ ڈیٹا پراسیسنگ سنٹر (Climate data processing center) کے وزارت مذہبی امور میں ریسرچ اینڈ ریفرنس ونگ کے ڈائریکٹر جنرل بھی ہر نئے چاند کی رویت کیا کرتے ہیں جس کی وضاحت مندرجہ ذیل تصویر سے بخوبی ہو جائے گی۔

¹ Astro.ukho.gov.uk/surfbfn/runsurf_beta.cgi 15-11-2020

اس کے علاوہ اگر گلوبلی ہلال کی پوزیشن کا پتا لگانا ہو تو وہ بھی مل سکتی ہے جیسا کہ 15 نومبر 2020ء میں ہلال کی پوزیشن مندرجہ ذیل تصویر Fig 7 مدد کر سکتی ہے جس میں نہ صرف نئے ماہ کی تمام تر وضاحت کی گئی ہے بلکہ ساتھ ہی ساتھ مختلف شہروں کی رویت ہلال کی قبل از وقت ریڈنگ بھی دی جا چکی ہیں۔



Tel : + (92-21) 99261412
Fax : + (92-21) 99261405

No. CI-11(16)/2020-21/456-469
Government of Pakistan
Cabinet Secretariat (Aviation Division)
Pakistan Meteorological Department
Climate Data Processing Centre
Meteorological Complex
Block # 5, Gulistan-E-Jauhar
University Road, Karachi-75290
e-mail: info.cdpc@pmd.gov.pk

Karachi, the 31st August, 2020.

The Director-General,
Research and Reference Wing,
Ministry of Religious Affairs,
Government of Pakistan,
ISLAMABAD.

Subject: **CO-ORDINATES & CHANCE FOR SIGHTING OF THE NEW MOON OF SAFAR 1442 AH ON 18-09-2020.**

The new moon of **Safar, 1442 AH** will be born on crossing conjunction point at **16-00 PST on 17-09-2020**. Astronomical parameters of new moon and average cloud amounts at Pilot Balloon Observatories of Pakistan Meteorological Department are attached herewith.

According to astronomical parameters, there is **Good Chance** of sighting the new moon of **Safar, 1442 AH** on the evening of **18-09-2020** i.e. on 29th of Muharram, 1442 AH.

According to climate record, the weather is expected to be Fair/partly cloudy in most parts of the country.



(NADEEM FAISAL)
Director, CDPC

Encl. :- (02)

Copy to :

1. Director-General, Met. Services, Islamabad.
2. Chief Meteorologist, Karachi/ FFD Lahore / R&D Islamabad.
3. Director, R.M.C Karachi/Lahore/Peshawar/Gilgit/Quetta. With request to kindly instruct the observatories under your control to make all effort in moon sighting as conveyed by Chief Meteorologist, Karachi vide his Memo. No. CM(K)-1(4)/2018/1210-1214 dated 14-04-2020
4. Director, RMC, Karachi with request to kindly depute technical staff along with the Theodolite for the said event.
5. Deputy Director. NMCC. Karachi.

Fig 7.Co-ordinated & chance for sighting of the new moon of Safar 1440 AH on 18-09-

Government of Pakistan
Cabinet Secretariat (Aviation Division)
Pakistan Meteorological Department
Climate Data Processing Centre

CO-ORDINATES OF NEW MOON OF SAFAR 1442 A.H. FALLING ON 18-09-2020.

S NO & STATION	TIME OF SUNSET	TIME OF E.C.T.L	TIME OF MOONSET	AGE OF NEW MOON AT ECTL	POSITION OF THE NEW MOON AT THE TIME OF				DURATION OF NEW MOON AFTER		CLOUD CLIMATOLOGY AT 5.00 P.M
					SUNSET		E.C.T.L		SUNSET	E.C.T.L	TOTAL CLOUDS
					ALT.	AZIM.	ALT.	AZIM.			
					Hrs-Mts	Dg-Mt	Dg-Mt	Dg-Mt	Dg-Mt	Mts.	Mts.
1. BAHAWALNAGAR	18-11	18-35	19-07	26-33	10-42	263-01	05-43	265-54	56	32	1.7
2. CHITRAL	18-21	18-47	19-16	26-47	09-07	262-25	04-04	266-04	55	29	3.0
3. D.I.KHAN	18-21	18-45	19-17	26-45	10-23	262-39	05-29	265-41	56	32	1.1
4. DROSH	18-21	18-47	19-16	26-47	09-11	262-27	04-08	266-04	55	29	3.3
5. GILGIT	18-11	18-37	19-09	26-37	09-03	262-30	04-01	266-09	58	32	4.3
6. ISLAMABAD	18-13	18-38	19-09	26-38	09-58	262-28	04-58	265-48	56	31	2.6
7. JHELUM	18-10	18-35	19-05	26-35	10-09	262-33	05-07	265-49	55	30	2.4
8. KOHAT	18-20	18-45	19-16	26-25	09-56	262-28	04-56	265-47	56	31	2.7
9. KHANPUR	18-20	18-44	19-17	26-44	11-11	263-03	06-07	265-49	57	33	0.9
10. LAHORE	18-07	18-31	19-03	26-31	10-25	262-46	05-30	265-48	56	32	2.5
11. MINHAS	18-16	18-41	19-12	26-41	09-54	262-26	04-55	265-46	56	31	2.4
12. MM ALAM	18-18	18-43	19-14	26-43	10-22	262-28	05-19	265-42	56	31	2.0
13. MURID	18-18	18-43	19-14	26-43	09-37	262-59	04-34	266-12	56	31	-
14. MUZAFFARABAD	18-13	18-38	19-07	26-38	09-33	262-33	04-36	265-56	54	29	3.0
15. MULTAN	18-18	18-42	19-14	26-42	10-46	262-52	05-47	265-47	56	32	1.3
16. OKARA	18-10	18-35	19-07	26-35	10-39	262-49	05-30	265-54	57	32	-
17. PARACHINAR	18-29	18-54	19-23	26-54	09-12	262-51	04-14	266-11	54	29	4.5
18. PESHAWAR	18-19	18-44	19-14	26-44	09-57	262-20	04-59	265-42	55	30	3.1
19. RISALPUR	18-17	18-43	19-13	26-43	10-01	262-17	04-51	265-47	56	30	2.5
20. RAFIQUI	18-15	18-39	19-10	26-39	10-40	262-47	05-43	265-45	55	31	1.5
21. SARGODHA	18-14	18-38	19-10	26-38	10-19	262-40	05-26	265-43	56	32	1.8
22. SIALKOT	18-07	18-31	19-02	26-31	10-08	262-42	05-16	265-48	55	31	2.2
23. SKARDU	18-06	18-32	19-03	26-32	09-02	262-43	03-57	266-19	57	31	4.7

Fig 8. Co-ordinates of new moon of Safar 1442 A.H. Falling on 18-09-2020

Government of Pakistan
Cabinet Secretariat (Aviation Division)
Pakistan Meteorological Department
Climate Data Processing Centre

CO-ORDINATES OF NEW MOON OF SAFAR 1442 A.H., FALLING ON 18-09-2020.

S.NO. & STATION	TIME OF SUNSET	TIME OF E.C.T.L	TIME OF MOONSET	AGE OF NEW MOON AT ECTL	POSITION OF THE NEW MOON AT THE TIME OF				DURATION OF NEW MOON AFTER		CLLOUD CLIMATOLOGY AT 5.00 P.M
					SUNSET		E.C.T.L		SUNSET	E.C.T.L	TOTAL CLOUDS
					ALT.	AZIM	ALT.	AZIM			
	Hrs-Mts	Hrs-Mts	Hrs-Mts	Hrs-Mts	Dg-Mt	Dg-Mt	Dg-Mt	Dg-Mt	Mts	Mts	Okta
1. BARKHAN	18-27	18-51	19-24	26-51	10-24	263-08	05-24	266-00	57	33	2.5
2. CHHOR	18-23	18-46	19-20	26-46	11-42	263-38	06-42	266-01	57	34	2.5
3. DALBANDIN	18-48	19-12	19-45	27-12	10-41	263-08	05-39	265-55	57	33	0.6
4. HYDERABAD	18-28	18-51	19-27	26-51	11-51	263-35	06-51	265-57	59	36	1.3
5. JACOBABAD	18-29	18-53	19-26	26-53	11-15	263-04	06-10	265-48	57	33	0.6
6. JIWANI	18-55	19-18	19-54	27-18	11-56	263-29	06-55	265-50	59	36	1.3
7. KALAT	18-41	19-05	19-38	27-05	10-16	263-23	05-14	266-10	57	33	1.0
8. KHUZDAR	18-40	19-03	19-37	27-03	10-34	263-32	05-41	266-06	57	34	1.6
9. KARACHI	18-34	18-57	19-32	26-57	11-45	263-44	06-43	266-03	58	35	3.3
10. NAWABSHAH	18-29	18-52	19-27	26-52	11-35	263-28	06-37	265-55	58	35	1.2
11. NOKKUNDI	18-54	19-18	19-52	27-18	10-52	263-01	05-49	265-48	58	34	0.3
12. PASNI	18-48	19-11	19-46	27-11	11-55	263-28	06-55	265-50	58	35	0.5
13. PUNJGUR	18-49	19-12	19-46	27-12	10-58	263-30	06-02	266-00	57	34	0.7
14. QUETTA	18-40	19-04	19-37	27-06	10-04	263-11	05-06	266-04	57	33	1.1
15. ZHOB	18-29	18-53	19-25	26-53	10-01	262-58	05-06	265-58	56	32	1.6

- E.C.T.L=End of civil twilight
- ALT=Altitude, AZIM=Azimuth
- Hrs=Hours, Mts=Minutes, Dg=Degree

Fig 9.Co-ordinates of new moon of Safar 1442 A.H. Falling on 18-09-2020

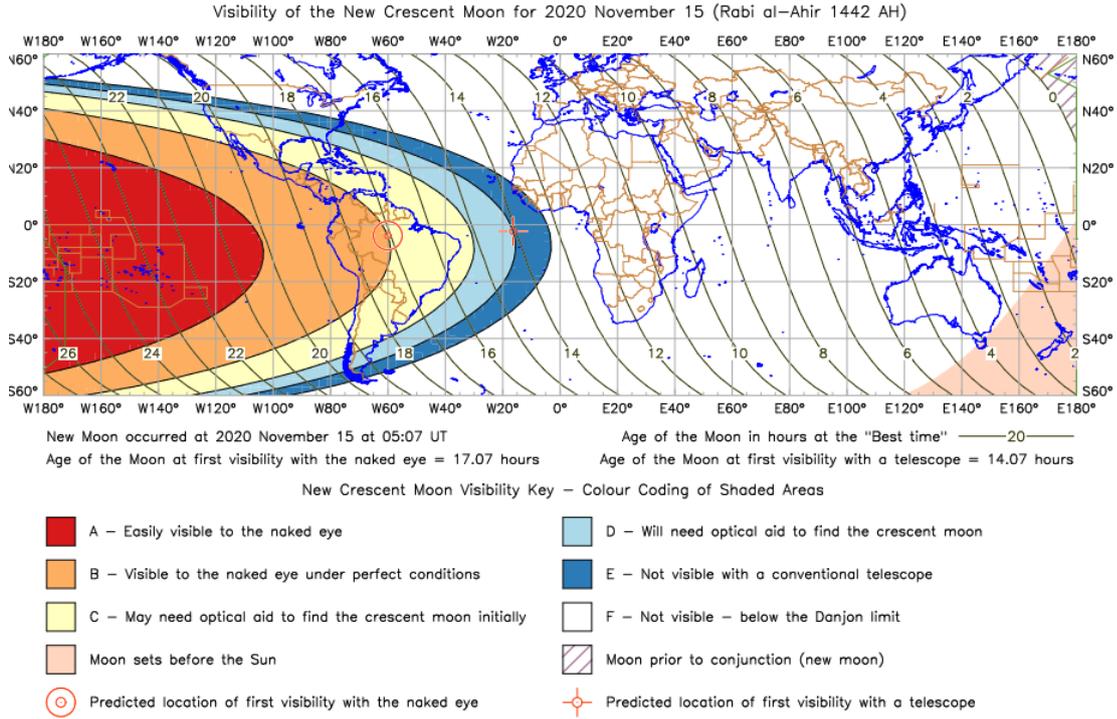


Fig 10. Global Lunar visibility map 15-11-2020

مندرجہ بالا تصویر Fig 10 جس کے مطابق پاکستان میں چاند نظر نہیں آسکتا۔ مگر 16 نومبر 2020ء میں اس کو دیکھنے کا امکان موجود ہے۔ جو کہ مندرجہ ذیل تصویر Fig 11 سے دیکھا جاسکتا ہے۔

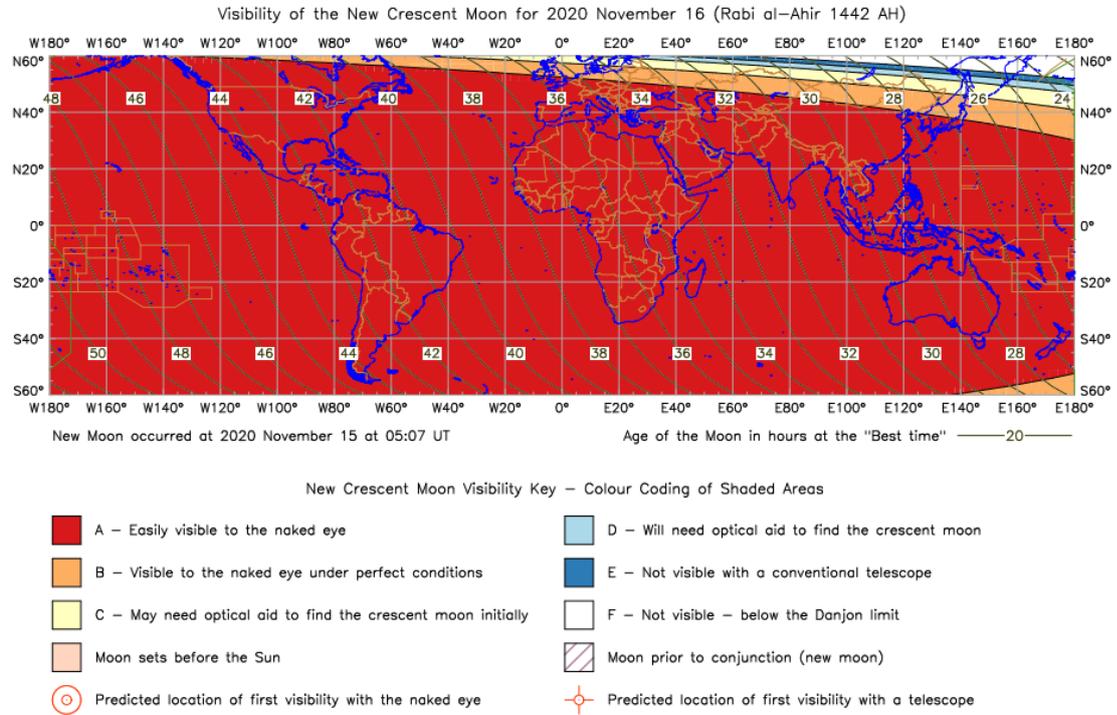


Fig 11. Global lunar visibility map 16-11-2020

اور 17 نومبر میں دنیا کے اکثر حصوں میں ننگی آنکھ سے چاند دیکھا جاسکتا ہے۔ اور 17 نومبر کو ہی چاند کی پہلی تاریخ پیش نظر اخبار میں دیکھائی گئی جو کہ ان ریڈنگز سے افادیت کی ایک قوی دلیل ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سائنسی اور فلکیاتی اطلاعات کے بعد بھی بصری رویت کی اہمیت قمری نظام الاوقات میں اساس کی سی حیثیت رکھتی ہے۔ جیسا کہ مندرجہ تصویر Fig 12 سے ثابت ہے۔

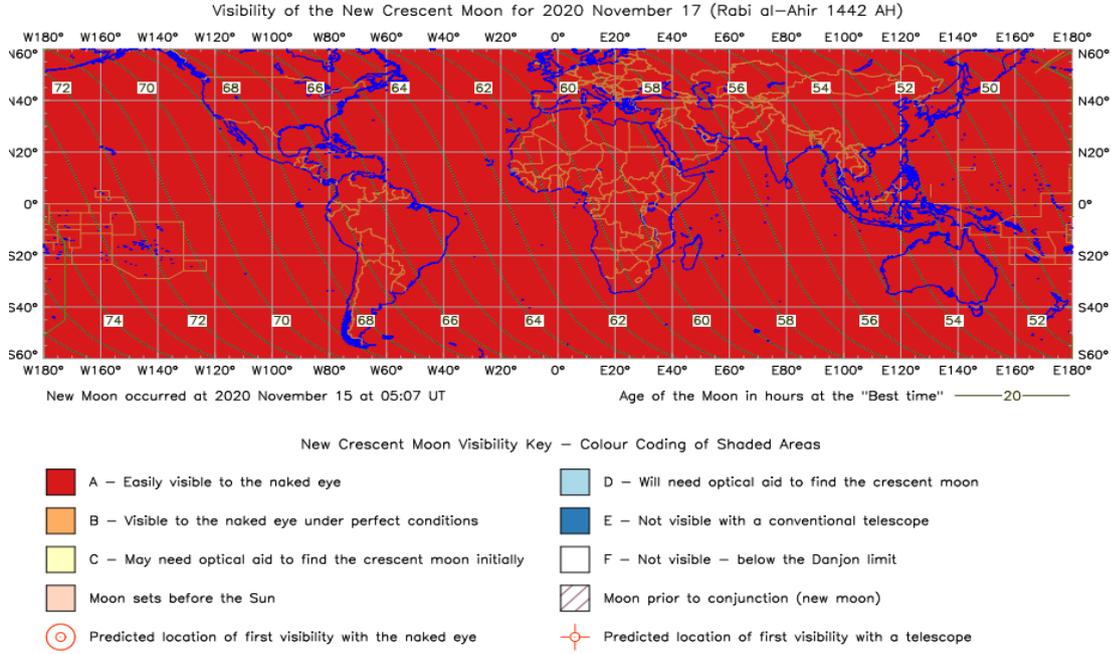


Fig 12. Global lunar visibility map 17-11-2020

اسکے علاوہ ایک اور موسمیاتی ذریعے سے بادلوں کا صحیح پتہ لگانے کیلئے ہم موسم کا سیٹلائٹ نقطہ نگاہ سے استفادہ بھی کر سکتے ہیں جس سے نہ صرف بادلوں کی پوزیشن عین رویت کے مقام پر سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ مندرجہ ذیل تصویر کی زیریں سطح پر بادلوں کی پہچانہ پر رنگوں سے وضاحت کی گئی ہے۔ جتنے زیادہ بادل اتنا ہی مطلع زیادہ سفید اور جتنے کم بادل اتنا ہی مطلع زیادہ سیاہ نظر آتا ہے۔ اس سے ایک اور چیز بھی ظاہر ہوتی ہے کہ رویت ہلال میں باوجود امکانات رویت کے مطلع کی ابر آلودگی ایک ایسا امر ہے کہ جس سے نہ صرف رویت مشکل بلکہ ناممکن ہو جاتی ہے۔ اس مندرجہ ذیل تصویر میں اسلام آباد کا مطلع 9:30 بجے رات کے وقت مطلع صاف نظر آ رہا ہے۔ جو کہ چاند کی موجودگی میں رویت کیلئے ایک مناسب مطلع ہے¹۔

¹ - <https://www.accuweather.com/en/pk/karachi/261158/satellite/261158> 15-12-2020

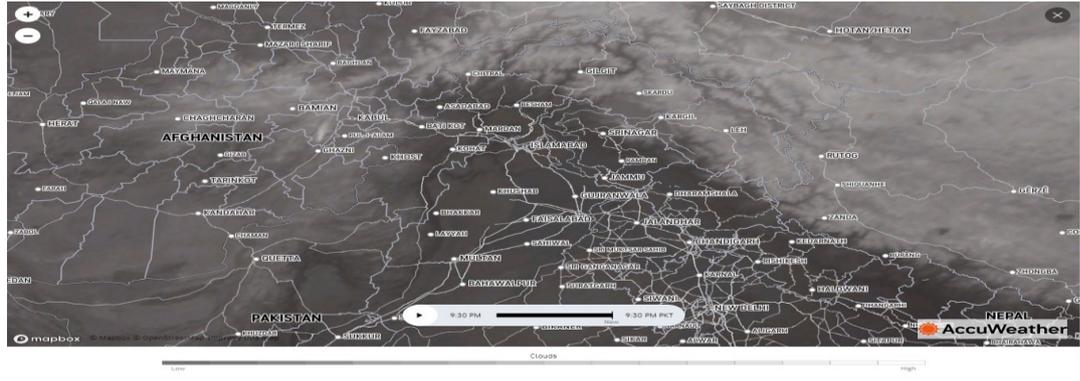


Fig 13. Real view of Earth from space, providing a detailed view of clouds, Islamabad

اسکے علاوہ اب اس موجودہ دور میں ہم چاند کی پوزیشن بھی بغیر کسی زیادہ دقت کے معلوم کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ مندرجہ بالا تصویر Fig 14 میں ظاہر ہے کہ موجودہ وقت کے مطابق نہ صرف چاند کی متعلقہ حالت بلکہ اس کے دیگر حالتوں کا ازروئے وقت ریکارڈ بھی موجود ہے مندرجہ ذیل ریڈنگ رات 10 بج کر 17 منٹ پر لی گئی ہے۔ جس میں چاند اب محض 7.7 فیصد باقی رہ گیا ہے۔ اور نیا چاند 13 جنوری 2021 کو دیکھنے کے امکان موجود ہیں اور تیسرے کو اٹرنے چاند فرسٹ کو اٹر اور فل مون کی تاریخات بالترتیب 6 جنوری دن 2 بج کر 37 منٹ 13 جنوری صبح 10 بجے 21 جنوری رات 2 بج کر 01 منٹ اور 29 جنوری کو رات 12 بج کر 16 منٹ دی گئی ہے¹۔

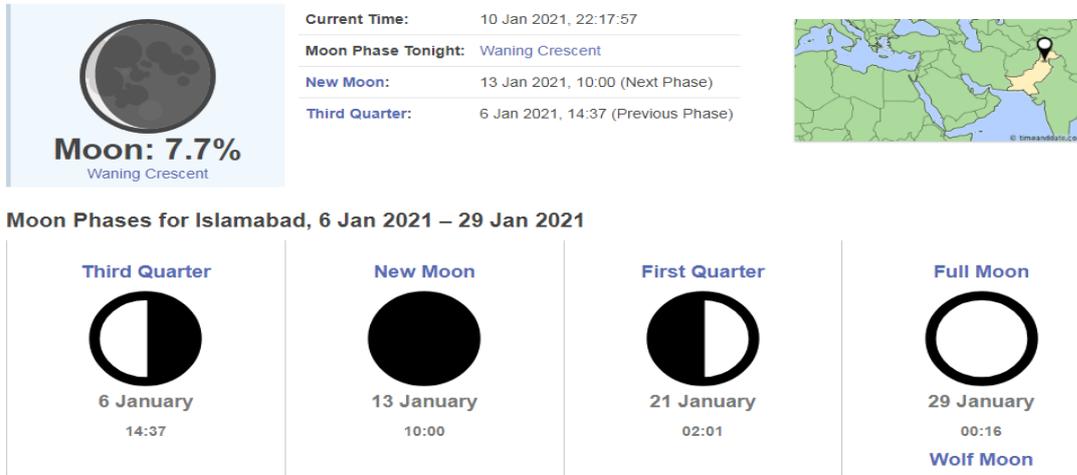


Fig 14 . Different moon phases from 06-01-2021 to 29-01-2021 in Islamabad

اسکے علاوہ انٹرنیٹ ہمیں چاند کی مختلف بدلتی حالتوں کی بھی رپورٹ فراہم کرتا ہے۔ یعنی اس دن چاند کی کونسی حالت ہوگی۔ جس کی وضاحت Fig 14 کر رہی ہے۔ یہ رپورٹس مہینوں کے اعتبار سے دنوں کے اعتبار سے اور گھنٹوں کے

¹ - <https://www.timeanddate.com/moon/phases/pakistan/islamabad> 10-01-2021

اعتبار سے بھی دستیاب ہیں۔ جس کی وضاحت Fig 15 کر رہی ہے۔

Moon Phases for Islamabad, Pakistan in 2021

Showing moon phases for: 2021

Lunation	New Moon		First Quarter		Full Moon		Third Quarter		Duration
1212							6 Jan	14:37	29d 12h 44m
1213	13 Jan	10:00	21 Jan	02:01	29 Jan	00:16	4 Feb	22:37	29d 14h 06m
1214	12 Feb	00:05	19 Feb	23:47	27 Feb	13:17	6 Mar	06:30	29d 15h 15m
1215	13 Mar	15:21	21 Mar	19:40	28 Mar	23:48	4 Apr	15:02	29d 16h 10m
1216	12 Apr	07:30	20 Apr	11:58	27 Apr	08:31	4 May	00:50	29d 16h 29m
1217	11 May	23:59	20 May	00:12	26 May	16:13	2 Jun	12:24	29d 15h 53m
1218	10 Jun	15:52	18 Jun	08:54	24 Jun	23:39	2 Jul	02:10	29d 14h 24m
1219	10 Jul	06:16	17 Jul	15:10	24 Jul	07:36	31 Jul	18:15	29d 12h 34m
1220	8 Aug	18:50	15 Aug	20:19	22 Aug	17:01	30 Aug	12:13	29d 11h 02m
1221	7 Sep	05:51	14 Sep	01:39	21 Sep	04:54	29 Sep	06:57	29d 10h 14m
1222	6 Oct	16:05	13 Oct	08:25	20 Oct	19:56	29 Oct	01:05	29d 10h 09m
1223	5 Nov	02:14	11 Nov	17:45	19 Nov	13:57	27 Nov	17:27	29d 10h 28m
1224	4 Dec	12:43	11 Dec	06:35	19 Dec	09:35	27 Dec	07:23	29d 10h 51m

* All times are local time for Islamabad. They take into account refraction. Dates are based on the Gregorian calendar. Current lunation cycle is highlighted yellow. Special events are highlighted blue. Hover over events for more details.

Fig 15. Different moon phases for year 2021 in Islamabad

¹ اسکے علاوہ موجودہ سال میں چاند کی بدلتی حالتیں بھی مندرجہ ذیل Fig 16 میں ہیں

2021 Moon Phases Calendar

Jan	6:☉, 13:☿, 21:☾, 29:☽
Feb	4:☉, 12:☿, 19:☾, 27:☽
Mar	6:☉, 13:☿, 21:☾, 28:☽
Apr	4:☉, 12:☿, 20:☾, 27:☽
May	4:☉, 11:☿, 20:☾, 26:☽
Jun	2:☉, 10:☿, 18:☾, 24:☽
Jul	2:☉, 10:☿, 17:☾, 24:☽, 31:☽
Aug	8:☿, 15:☾, 22:☽, 30:☽
Sep	7:☿, 14:☾, 21:☽, 29:☽
Oct	6:☿, 13:☾, 20:☽, 29:☽
Nov	5:☿, 11:☾, 19:☽, 27:☽
Dec	4:☿, 11:☾, 19:☽, 27:☽

Fig 16. Moon phases calendar 2021 for Islamabad

¹ - <https://www.timeanddate.com/moon/phases/pakistan/islamabad> 10-01-2021

² - <https://www.timeanddate.com/moon/phases/pakistan/islamabad> 10-01-2021

اسکے علاوہ چاند کی موجودہ سمت اور زاویہ جس کی روشنی میں ہم تھیڈولائٹ کی مدد سے چاند کی رویت کر سکتے ہیں۔

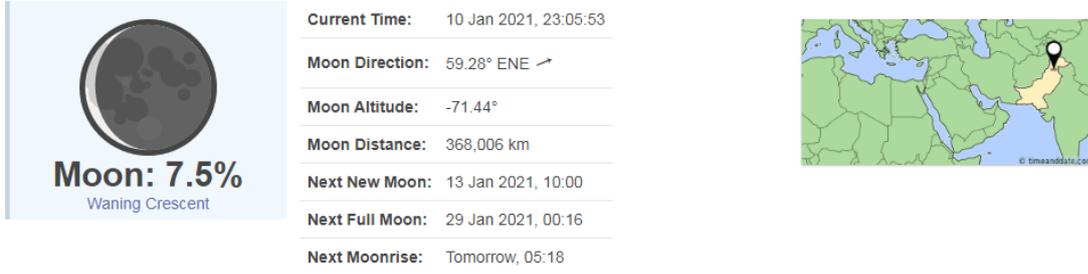


Fig 17.Co-ordinates for viewing through theodolite

مندرجہ بالا تصویر Fig 17 میں چاند کی سمت 59.28 ڈگری East North east دیکھائی گئی ہے۔ اور چاند کی بلندی منفی 71.44 ڈگری دیکھائی گئی ہے۔ اسکے علاوہ طلوع قمر غروب قمر اور چاند کی دیگر بدلتی حالتوں کا کیلنڈر بھی یہاں بخوبی دستیاب ہے¹

¹ - <https://www.timeanddate.com/moon/phases/pakistan/islamabad> 10-01-2021

باب چہارم

منتخب مسلم ممالک میں رویت ہلال کا طریقہ کار اور تقابلی جائزہ

فصل اول: پاکستان میں رویت ہلال کے اصول و ضوابط

فصل دوم: سعودی عرب اور تقویم ام القریٰ

فصل سوم: انڈونیشیا اور نظریہ وجود ہلال

فصل چہارم: مراکش میں رویت ہلال کا طریقہ کار

فصل پنجم: منتخب مسلم ممالک میں رویت ہلال کے طریقہ کار کا تقابلی جائزہ

فصل اول: پاکستان میں رویت ہلال کے اصول و ضوابط

جغرافیائی حدود اور مطالع کی اہمیت

مقامات اور وہاں موجود لوگوں اور ان کے ماحول کے درمیان تعلقات کا مطالعہ جغرافیہ کہلاتا ہے۔ مسئلہ رویت ہلال کیونکہ صرف اسلامی ممالک کیلئے ایک مذہبی اہمیت کا حامل امر ہے اسلئے ان چاروں مسلم ممالک کا انتخاب ان کے مذہبی یکسانیت کی بنیاد پر اور سرکاری و نیم سرکاری سطح پر مسئلہ رویت ہلال کا ایک علیحدہ اور معتبر تشخص ہونے کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ صفحہ نمبر ۱۰۵ میں موجود نقشہ سے ایک اور چیز بھی واضح ہوتی ہے کہ کسی بھی علاقے کی جغرافیائی حدود کس طرح بلا واسطہ اس ملک کی رویت میں اثر انداز ہو رہی ہے جو ملک زیادہ مغرب کی طرف میں ہیں ان میں رویت کے امکانات بنسبت مشرق والے علاقوں اولاً موجود ہیں۔ اس لئے جو علاقہ زیادہ مغرب کے قریب ہے اس میں رویت جلدی ہوگی اور Vice Versa اسلئے امریکہ اور اس سے ملحقہ علاقوں میں تو رویت جلدی ہوگی کیونکہ ان کا مطالع ایک ہے پھر خلیج اور عرب ممالک میں کیونکہ ان کا مطالع امریکہ اور سکیٹڈ نیوین ممالک سے مختلف ہے اور ایشیاء اور جاپان میں رویت سب سے آخر میں ہوگی۔ جزوی طور پر دنیا کے ہر ایک ملک اور شہر کا مطالع اپنی جگہ ایک علیحدہ تشخص رکھتا ہے جیسا کہ رقبے کے اعتبار سے بڑے ممالک میں مثلاً چین میں مطالع میں اختلاف اس حد تک ہے کہ چین کے انتہائی مشرق میں اس وقت بھی رویت ممکن نہیں ہوتی حالانکہ چین کے انتہائی مغرب میں ننگی آنکھ سے ہلال دیکھا جا چکا ہوتا ہے۔ جس طرح سورج کی شعاعیں مشرق سے مغرب کی طرف بتدریجاً پھیلتی ہیں بالکل اس کے برعکس چاند کی رویت بھی مغرب سے شروع ہو کر مشرق کی طرف بتدریجاً بڑھتی ہے۔ اسلئے جو علاقے زیادہ مغرب کی طرف واقع ہیں وہ بوقت طلوع قمر چاند کی رویت ننگی آنکھ سے بھی کر پاتے ہیں جبکہ اسی وقت ان سے کچھ سو کلومیٹر کے علاقے میں بغیر کسی بصری امداد کے ہلال دیکھنا ممکن ہوتا ہے اور اس سے بعید علاقوں کیلئے تو بصری امداد کیساتھ بھی دیکھ پانا ممکن ٹھہرتا ہے۔ جغرافیائی طور پر ان ممالک کا مطالع نہ صرف ان کیلئے بلکہ ان کے گرد و نواح میں موجود ایک مقررہ حد تک کچھ علاقوں کیلئے بھی رویت میں مفید ہے۔ ان چاروں ممالک کے طریقہ رویت کا مطالعہ کر کے ایک عقل سلیم دنیا کے کسی بھی خطے میں رویت ہلال کرنے کے بنیادی اوامر پر مکمل گرفت حاصل کر لینے کے بعد بوقت ضرورت ممکنہ ذرائع و وسائل کی موجودگی میں (بعد از تربیت کاملہ) نئے اسلامی ماہ کا تعین کر سکتا ہے۔ تاہم پاکستان، انڈونیشیاء، سعودی عرب اور مراکش یہ وہ اسلامی ممالک ہیں کہ جن کا محل وقوع نہ صرف ان کے اپنے لئے بلکہ اپنے گرد و نواح میں موجود پڑوس ممالک کیلئے ایک حد تک بھی از روئے رویت ہلال مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ اور یہ امریکہ اور افریقہ کو چھوڑ کر دنیا کا اکثر حصہ کی از روئے رویت ہلال نمائندگی کرتے ہیں۔ اس لئے ان کا ذکر یہاں کیا گیا ہے۔

پاکستان کا محل وقوع اور رقبہ:

پاکستان کا باعتبار لغت معنی اور مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ پاکستان پاک لوگوں کی سر زمین ہے۔ پاک کا معنی اردو اور فارسی لغت میں خالص اور صاف کے ہیں۔ اور ستان کا معنی زمین یا وطن کا ہے۔ اور لفظ پاکستان کا مادہ تاریخ کے اوراق میں پہلی بار ایک کتاب "اب یا کبھی نہیں" (مصنف: چودھری رحمت علی) میں جس کو دوسری گول میز کانفرس کے موقع پر شائع کیا گیا تھا اس کتاب میں پاکستان کے الفاظ پہلی بار استعمال کئے گئے۔

پاکستان ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو معرض وجود میں آیا۔ اس کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان تجویز کیا گیا۔ یہ ایک خود مختار اسلامی مملکت ہے۔ جنوبی ایشیاء کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ اس کے جنوب میں ایک ہزار چھیالیس (1046) کلومیٹر طویل ساحلی پٹی بحیرہ عرب سے جا ملتی ہے۔ اس کے مشرق میں بھارت شمال میں چین جبکہ مغرب میں افغانستان اور ایران جیسی ملکیتیں واقع ہیں۔ پاکستان دنیا کا ایک اہم طاقتور ملک ہے۔ یہ اسلامی دنیا کی واحد اور جنوبی ایشیاء کی دوسری اہم طاقت ہے۔

پاکستان سرحدوں کے اعتبار سے تقریباً ایک ہزار چھیالیس (1046) کلومیٹر سمندری ساحل کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اور 6774 کلومیٹر زمینی سرحد ہے۔ زمینی سرحدوں میں سے افغانستان کے ساتھ دو ہزار چار سو تیس (2430) کلومیٹر اور چین کے ساتھ پانچ سو تیس (523) کلومیٹر بھارت کے ساتھ دو ہزار نو سو بارہ (2912) کلومیٹر اور ایران کے ساتھ نو سو نو (909) کلومیٹر ملا ہوا ہے۔¹

پاکستان کا رقبہ آٹھ لاکھ اسی ہزار نو سو تیرہ (881913) مربع کلومیٹر ہے۔ جو کہ تین لاکھ چالیس ہزار پانچ سو نو (340509) مربع میل بنتا ہے۔ اس طرح پاکستان رقبے کے اعتبار سے دنیا کا تینتیسواں بڑا ملک ہے۔²

آبادی:

حالیہ اندازے کے مطابق آبادی کے اعتبار سے پاکستان دنیا کا پانچواں بڑا ملک ہے۔ اور پاکستان کی 96.7 فیصد آبادی مسلمان ہے۔ جن میں سے بیس فیصد اہل تشیع ہیں اور ستر فیصد اہل سنت ہیں۔ اور تقریباً تین فیصد دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں۔ پاکستان کی قومی زبان اردو ہے۔ جبکہ زیادہ تر دفتری کام انگریزی زبان میں ہوتا ہے۔ پاکستان کی آبادی 2011 کی مردم شماری کے مطابق اٹھارہ کروڑ تہتر لاکھ تینتالیس ہزار

¹ Pakistan country profile, Johannesburg summit of united nation, agenda 21, country profiles series 2002

². General Knowledge about Pakistan

(187343000) تھی۔ اور 2018 کے مطابق پاکستان کی آبادی تقریباً اکیس کروڑ بائیس لاکھ (212200000) ہے۔

پاکستان میں رویت ہلال کمیٹی کی تشکیل:

جب رمضان المبارک کے روزے 2 ہجری میں فرض ہوئے تو ابتدائے اسلام میں چونکہ ایک تو رسول اللہ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی ذات مبارکہ بظاہر موجود تھی۔ دوسرا مسلمان بھی کم تعداد میں تھے۔ تو رسول اللہ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ خود رویت ہلال کے معاملے کو حل فرماتے تھے۔ کبھی خود دیکھ لیتے اور کبھی رویت کی صحیح شہادت ملنے پر اعلان رمضان المبارک وغیرہ فرماتے۔ بعد ازاں خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی اسی طرح کرتے۔ خصوصاً حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا اہتمام فرماتے کیونکہ ہجری تاریخ کے بانی آپ رضی اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کے ظاہری وصال مبارک کے بعد جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے بہت سے دور دراز کے علاقے بھی فتح کر لئے تو پھر ہر علاقے میں الگ الگ رویت کا اہتمام کیا گیا۔ جیسا کہ حدیث کریب وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شام میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رویت کی اور مدینہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رویت کی۔ پھر اسی طرح ائمہ کرام اور فقہائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی اسی طریقہ عمل پیرا رہے۔ کہ ہر علاقے والے اپنی رویت خود کرتے اور ثبوت کے بعد روزے رکھتے اور عیدیں مناتے۔

اسی طرح برصغیر میں فرنگی حکومت کے دوران روزہ عیدین اور دیگر معاملات کا مسئلہ مقامی سطح پر موجود تھا اور علمائے کرام اور مشائخ عظام اسکو حل کرتے تھے۔ خصوصاً رمضان المبارک اور عیدین کے مسئلے کا تعلق چونکہ رویت ہلال کے ساتھ ہے۔ اس لئے جس مقام پر رویت ہلال مکمل طور پر ثابت ہو جاتی یا معتبر شہادتیں مل جاتیں تو وہاں پر موجود علمائے کرام تحقیق کے بعد روزہ اور عیدین کا اعلان فرماتے۔ اور جس مقام پر چاند نظر نہ آتا یا معتبر شہادتیں نہ ملتیں۔ وہاں پر رمضان المبارک اور عیدین وغیرہ کا اعلان نہ فرماتے۔

اب رہا پاکستان میں مسئلہ رویت ہلال۔ تو قیام پاکستان کے کافی عرصہ بعد تک رمضان المبارک اور عیدین کا مسئلہ مقامی طور پر حل کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ فیلڈ مارشل صدر ایوب خان جن کا مدت منصب 27 اکتوبر 1958ء تا 25 مارچ 1969ء تھا۔ ان کے دور حکومت میں سن 1967ء میں علمائے کرام کو اعتماد میں لیے بغیر رمضان المبارک اور عید الفطر اپنے سرکاری اعلان کے مطابق کروانے کی کوشش کی گئی لیکن ان کی یہ کوشش ناکام رہی۔ آخر کار غور فکر کرنے کے بعد علمائے کرام کے اصرار اور مشورہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے 1972ء میں رویت ہلال کمیٹی

تشکیل دی۔ اور رویت ہلال کا معاملہ مکمل طور پر علماء کے سپرد کر دیا۔ جس پر ملک بھر کے تمام جید علمائے کرام نے اعتماد کا اظہار فرمایا۔

علمائے کرام نے فقہی اصول ضوابط کو سامنے رکھتے ہوئے اس کمیٹی کو "قاضی شرعی" کی حیثیت سے تسلیم کیا اور اس کا فیصلہ پورے ملک کے لئے واجب العمل قرار دیا۔ جب رویت ہلال کمیٹی قائم ہوئی۔ تو اس وقت کل ممبران کی تعداد نو تھی۔ جن میں سے ایک چیئر مین اور آٹھ دیگر ممبران تھے۔ جب کمیٹی تشکیل دی گئی تھی تو اس وقت یہ فیصلہ بھی کیا گیا تھا کہ وزیر مذہبی امور اس کمیٹی کے کنوینٹرز ہوں گے اور اس کمیٹی کے چیئر مین یا تو بریلوی مکتبہ فکر سے ہوں گے یا پھر دیوبندی مکتبہ فکر سے ہوں گے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ پاکستان میں اکثریت انہی دو مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی ہے۔ باقی مکاتب فکر مثلاً فقہ جعفریہ اور اہل حدیث وغیرہ سے ایک ایک فرد اس کمیٹی کا رکن ہو گا ان کے علاوہ ماہرین فلکیات، محکمہ موسمیات اور سپار کو بھی اس کمیٹی کے ساتھ مکمل تعاون کریں گے۔ رویت ہلال کمیٹی کے ممبران ملک کے مختلف علاقوں سے لئے گئے تاکہ رویت ہلال کا فیصلہ پاکستان کی تمام جغرافیائی حدود کو پیش نظر رکھتے ہوئے کیا جائے تاکہ تمام مسلمانان پاکستان اس پر عمل کر سکیں۔

پاکستان میں رویت ہلال کمیٹی دو قسموں پر مشتمل ہے۔

۱۔ مرکزی رویت ہلال کمیٹی

۲۔ زونل رویت ہلال کمیٹی

مرکزی رویت ہلال کمیٹی:

یہ کمیٹی ایک چیئر مین اور چند دیگر ممبران پر مشتمل ہے۔ مرکزی رویت ہلال کمیٹی کا ہیڈ آفس کراچی میں موجود ہے۔ اس کے ممبران پورے ملک میں ہیں۔ ان ممبران سے ملنے والی شہادت اور اطلاع پر چیئر مین مرکزی کمیٹی اپنا فیصلہ سناتا ہے۔ ممبران میں علماء اور مفتیان عظام کے علاوہ محکمہ موسمیات سپار کو اور پاکستان نیوی کے افراد بھی شامل ہوتے ہیں۔ رویت ہلال کے لئے کمیٹی کا اجلاس محکمہ موسمیات کی تحقیق کے مطابق طے کردہ مقام پر منعقد کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ محکمہ اس بات پر مطلع کرتا ہے کہ کس مقام پر رویت کے امکانات ہیں۔

مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے سابقہ ممبران تقریباً 19 ہیں۔ جو کہ درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	ممبران کمیٹی	نمبر شمار	ممبران کمیٹی
1	مفتی محمد منیب الرحمن سابق چیئر مین مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان	10	مولانا محبوب علی سہتو
2	مولانا حافظ عبید اللہ پنھوار	11	غلام مرتضیٰ ڈپٹی چیف منیجر سپارکو
3	مولانا حافظ عبدالملک بروہی	12	مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
4	آغا گوہر علی	13	حافظ محمد یوسف
5	مولانا عبدالنجیر آزاد	14	مفتی محمد عارف سعیدی
6	مولانا عبدالعزیز عشر	15	مولانا احمد زادہ سید عبدالہمین شاہ بخاری
7	مولانا فقیر محمد	16	علامہ پیر سید شاہد علی شاہ جیلانی
8	مفتی محمد ابراہیم قادری	17	منظور احمد لٹینٹ کمانڈر پاکستان نیوی
9	مولانا محمد ظفر سعیدی	18	مولانا سلیم ظفر
		19	پروفیسر ڈاکٹر شاہد قریشی

1

مذکورہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان 30 دسمبر 2020ء تک قائم رہی۔ وفاقی دارالحکومت کی میں 30 دسمبر 2020ء بروز بدھ نئی مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان کی تشکیل ہوئی۔ جس میں چیئر مین سمیت انیس (19) ممبران ہیں۔ جن میں محکمہ فلکیات سائنس اینڈ ٹیکنالوجی سپارکو اور وزارت مذہبی امور کا ایک ایک نمائندہ بھی شامل ہے۔ ممبران درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	ممبران کمیٹی	نمبر شمار	ممبران کمیٹی
1	علامہ عبدالنجیب آزاد، چیئرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان	10	پروفیسر حبیب اللہ چشتی
2	مفتی فضل جمیل	11	ڈاکٹر راغب نعیمی
3	حافظ عبدالغفور	12	مفتی ضمیر ساجد
4	یوسف کشمیری	13	مولانا فضل رحیم
5	مفتی اقبال چشتی	14	علامہ حسین اکبر
6	ڈاکٹر علی اصغر	15	ڈاکٹر یاسین ظفر
7	فیصل احمد	16	سپارکوکا ایک نمائندہ
8	سید علی فراز نقوی	17	محکمہ موسمیات کا ایک نمائندہ
9	قاری میر اللہ	18	وزارت سائنس و ٹیکنالوجی کا ایک نمائندہ
		19	وزارت مذہبی امور کا ایک نمائندہ

مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے فیصلے کی حیثیت:

پاکستان میں رویت ہلال کمیٹی کو پورے پاکستان کے لئے تشکیل دیا گیا تھا۔ اور اسمیں ملک بھر سے ممبران منتخب کئے گئے تھے۔ اس لئے کمیٹی کا فیصلہ پاکستان کی تمام جغرافیائی حدود میں موجود تمام مسلمانوں پر واجب العمل ہوگا۔

۱۔ مفتی محمود صاحب کا موقف۔

"رویت ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت یہ ہے کہ کمیٹی کا فیصلہ روزہ رکھنے اور افطار کرنے کے حوالے

سے اپنی حدود و ولایت میں قابل قبول اور نافذ العمل ہوتا ہے"۔¹

۲۔ مفتی محمد شفیع صاحب کا موقف۔

"جب صدر مملکت کی طرف سے اعلان ہو تو وہ پورے ملک کے لئے معتبر ہو سکتا ہے"۔²

۱۔ مفتی محمود، فتاویٰ مفتی محمود، (لاہور: مشتاق پریس، طبع نومبر ۲۰۰۲ء)، 3/436۔

۲۔ مفتی محمد شفیع، رویت ہلال، (ادارہ رضیۃ الابرار بھٹکل 2017ء) ص ۷۷۔

۳۔ علامہ نظام الدین شامزئی کا موقف۔

"سرکاری رویت ہلال کمیٹی پورے پاکستان کے لئے ہے۔ اس لئے اس کا فیصلہ پورے پاکستان میں رہنے والوں کے لئے واجب التعمیل ہوگا"¹۔

۴۔ (مفتی جامعۃ الرشید کراچی) کا موقف۔

"رویت ہلال کمیٹی کو شرعی قاضی کی حیثیت حاصل ہے اور مسلمانوں پر ان کے اعلان کے مطابق روزہ اور عید کرنا لازم ہے اس کے متوازی کمیٹی بنا کر انتشار و افتراق پھیلانا اسلام کی اجتماعی روح کے بالکل منافی ہے اس لئے اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ بلکہ عوام اور خواص پر رویت ہلال کمیٹی کے فیصلے کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔ اور اس سے روگردانی کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں"²۔

۵۔ مفتی نظام الدین شامزئی کا موقف

"سرکاری رویت ہلال کمیٹی پورے ملک پاکستان کیلئے ہے اس لئے اس کا فیصلہ بھی پورے پاکستان والوں کیلئے واجب العمل ہوگا۔ صوبہ سرحد وغیرہ کے لوگوں کا اس کے خلاف فیصلہ کرنا بالکل ہی صحیح نہیں مزید یہ کہ ایسی کونسی سخت ضرورت پیش آگئی ہے جس کی وجہ سے سرحد کے لوگ رویت ہلال کمیٹی کے اعلان سے مخالفت کرنے پر اصرار ہیں"³۔

۶۔ علامہ محمد امین المعروف بہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں۔

"ویجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجار و هذا ظاهر فی اختصاص تولیة القضاء بالسلطان و نحوه كالخليفة"⁴۔

"عادل اور جائز (یعنی ظالم) بادشاہ کی طرف سے عہدہ قضاء قبول کرنا جائز ہے اور یہ اس حوالے سے ظاہر ہے کہ قاضی مقرر کرنا بادشاہ یا خلیفہ کے وقت کے ساتھ خاص ہے"۔

۷۔ مفتی عبدالرؤف سکردھوی لکھتے ہیں۔

¹۔ مفتی محمد سردار، رویت ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت، (ٹل ہنگو خیبر پختونخواہ: ناشر دار الافتاء، دارالعلوم 2004ء) صفحہ 57

²۔ ایضاً

³۔ ایضاً

⁴۔ ابن عابدین، رد المحتار علی در المختار حاشیہ ابن عابدین، 2/342۔

"ایک مرکزی مجاز کمیٹی کے ہوتے ہوئے اس کے فیصلے کی علی الاطلاق ہر سال مخالفت کرنا اور اپنے طور پر عید و رمضان منانا جس سے دنوں میں تفرقہ و انتشار پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ہر سال دو دو تین تین عیدیں منائی جاتی ہیں بالکل ناجائز ہیں" ¹۔

۸۔ مفتی عبدالمنعم (نائب مفتی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک) لکھتے ہیں۔

"چونکہ کمیٹی پاکستان کی طرف سے پورے ملک میں صوم و عید کا اعلان عام کرنے کیلئے تشکیل دی گئی ہے لہذا اس کمیٹی کو شرعی قاضی کا مقام حاصل ہے اور اس کمیٹی کا فیصلہ جب تک معتمد مفتیان حضرات کے فتوؤں کی روشنی میں واضح طور پر شریعت مقدسہ کے ساتھ متصادم نہ ہو اس کی پیروی کرنا اس کے زیر ولایت تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ اور اس کا خلاف کرنا از روئے شرع ناجائز و حرام ہے" ²۔

۹۔ محمد امین المعروف بہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں

"لو صام رائی ہلال رمضان و اکمل العدة لم یفطر الا مع الامام لقول علیہ السلام صومکم یوم تصومون و فطرکم یوم تفترون... والناس لم یفطروا فی مثل هذا الیوم فوجب ان لا یفطر" ³۔

"اگر رمضان کا چاند دیکھنے والے نے روزہ رکھا اور تعداد (30 دن) پورے کی تو افطار نہ کرے مگر حاکم کے ساتھ نبی کریم (حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ) کے اس قول کی وجہ سے کہ آپ کا روزہ اس دن ہے جس دن تم روزہ رکھو اور آپ کا افطار اس دن ہے جس دن تم افطار کرو... چونکہ عام لوگ اس دن افطار نہیں کرتے پس لازم ہے کہ افطار نہ کیا جائے"۔

۱۰۔ الشیخ امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف بہ ابن الہمام مذکورہ حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

"ان الصوم المفروض یوم یصوم الناس و الفطر المفروض یوم یفطر الناس اعنی بقید العموم" ⁴۔

"بے شک فرض روزہ وہ ہے جس دن عام لوگ روزہ رکھیں اور فرض افطار وہ ہے جس دن عام لوگ افطار کریں یعنی عمومیت کے شرط کے ساتھ"۔

۱۔ مفتی محمد سردار، روایت ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت، صفحہ 57،

۲۔ مفتی عبدالمنعم، اعدل الاقوال فی مسئلہ الہلال، (ٹل، گنگو خیر پختونخواہ: دارالعلوم 2004ء) صفحہ 94

۳۔ ابن عابدین، رد المحتار علی در المختار، 2/384۔

۴۔ ابن ہمام، محمد بن عبد الواحد، فتح القدر شرح الہدایہ: کتاب الصوم، (بولاق مصر: مطبعہ الکبریٰ الامیریہ 2003ء)، 2/59

پاکستان میں یقیناً معمول کے مطابق روزہ اور افطار وہ ہوتا ہے جو مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے اعلان کے مطابق ہوتا ہے۔

پورے پاکستان میں حکومت کے اعلان کے مطابق عید اور رمضان کیا جاتا ہے صوبہ سرحد میں چند اضلاع کے علاوہ، جبکہ ظاہری حدیث مبارکہ کا اصل مصداق بھی حکومتی اعلان ہی ہے۔ جو کہ نہ صرف پاکستان میں کافی انتشار اور ایک مکمل نظام کی خلاف ورزی ہے بلکہ ساتھ ہی ساتھ ایک جامع طور پر بے راہ روی کا باعث بھی بنتا ہے جو مکمل طور پر دین سے ناآشنائی کا مظاہرہ ہے۔ اور اختلاف مطالع کے متعلق بھی مکمل طور پر اس جدید دور میں واضح ہو چکا ہے۔

۱۱۔ اسی بناء پر علامہ سرفراز خان صفدر تحریر کرتے ہیں۔

"مرکزی رویت ہلال کمیٹی کا فیصلہ اور اعلان ملک بھر میں ہر شہر کیلئے نافذ العمل اور قابل قبول

ہے۔ لہذا آپ کو مرکزی رویت ہلال کمیٹی کی اطاعت کرنا لازمی ہے اس کے خلاف کرنا بالکل جائز نہیں" ۱۔

مذکورہ تمام علمائے کرام کے اقوال سے یہ بات مکمل طور پر واضح ہو گئی کہ رویت ہلال کمیٹی کو قاضی شرعی حیثیت حاصل ہے۔ تو شریعت میں جو حیثیت اور مقام قاضی کو حاصل وہی مقام رویت ہلال کمیٹی کو حاصل ہے رویت ہلال کے حوالے سے۔ معلوم ہو اور رویت کے متعلق جو احکام کمیٹی کی طرف سے صادر ہوں گے ان پر عمل کرنا لازم ہو گا جس طرح قاضی کے حکم پر عمل کرنا لازمی اور ضروری ہے۔

مرکزی رویت ہلال کمیٹی کا طریقہ کار:

حکومت پاکستان نے ملک بھر کے ہر بڑے شہر میں ایک زونل رویت ہلال کمیٹی قائم کی ہے اور ایک مرکزی رویت ہلال کمیٹی قائم کی ہے۔ مرکزی رویت ہلال کمیٹی قمری ۲۹ تاریخ کو سال کے بارہ مہینوں میں رویت کا اہتمام کرتی ہے اور اسی تاریخ کو ذیلی کمیٹیوں کے ساتھ ایک اجلاس منعقد کیا جاتا ہے جس میں چاند کی رویت یا عدم رویت کے بارے میں مرکزی رویت ہلال کمیٹی کو آگاہ کیا جاتا ہے۔ جس شہر میں چاند کا ثبوت شرعی ہو جائے تو اس شہر کی رویت ہلال کمیٹی چاند کی رویت کی تحقیق کر کے فیصلہ کرتی ہے۔ پھر اپنے فیصلے سے مرکزی رویت ہلال کمیٹی کو بھی مطلع کرتی ہے۔ کیونکہ زونل کمیٹیاں جو کہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے ماتحت ہوتی ہیں۔ یہ قمری مہینے کی ۲۹ تاریخ کو شام کے وقت اپنے کام کا آغاز کرتی ہیں۔ مرکزی رویت ہلال کمیٹی ذیلی کمیٹیوں کی طرف سے موصول ہونے والی شہادتوں کی مزید جانچ پڑتال کرتی ہے۔

۱۔ مفتی محمد سردار، رویت ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت، ص 50

اس کام میں محکمہ موسمیات و ماہرین فلکیات اور بحریہ کے فوجی افسر جو کہ ساحل سمندر پر موجود ہوتے ہیں اس لئے کہ ان کے نظام الاوقات کا تعلق بھی چاند سے ہوتا ہے اس لئے وہ اس کام میں مرکزی رویت ہلال کمیٹی کی مدد کرتے ہیں۔

مرکزی رویت ہلال کمیٹی محکمہ موسمیات اور ماہرین فلکیات کی معلومات کے مطابق انہی شہروں میں چاند دیکھنے کا انتخاب کرتی ہے جہاں چاند دیکھنے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے رویت ہلال کیلئے ملک پاکستان کے ہر شہر کی بجائے چند شہروں کا انتخاب کرتی ہے جہاں سے چاند نظر آنے کا امکان زیادہ ہو۔

محکمہ موسمیات موسم کے ابر آلود ہونے یا صاف و شفاف ہونے کی آگاہی فراہم کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے روزہ اور عید اعتدال پر مبنی ہوتا ہے۔ یعنی کبھی ۳۰ دن کے بعد اور کبھی ۲۹ دن کے بعد۔ دوسرا یہ کہ حکومت جب رویت ہلال کا اعلان کرتی ہے تو آنے والے دن وہی چاند کی رویت عامہ ہوتی ہے لیکن غیر سرکاری کمیٹیوں کی شہادتیں قبول کرنے پر عموماً رمضان اور شعبان ۲۹ دن کے ہوتے ہیں۔ اور بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ شہادتیں قبول کرنے کے بعد جب اگلے دن چاند کی تلاش کی جاتی ہے یا تو چاند نظر ہی نہیں آتا یا پھر بہت معمولی سا نظر آتا ہے۔ جس کی وجہ سے اگلے دن کا چاند مشکوک ہوتا ہے۔ چاند دیکھنے میں بعض اوقات یہ اشتباہ ہو جاتا ہے دیکھنے والا کسی ستارہ یا کوئی ہلکی سی کوئی چیز دیکھتا ہے اور اسے ہلال گمان کر بیٹھتا ہے۔ ایک جلیل القدر صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو عہد صحابہ میں اس طرح کا واقعہ درپیش ہوا اور انہوں نے اسے ہلال گمان کیا۔ اس واقعہ کو محمد بن عبدالرزاق تحریر فرماتے ہیں۔

((حکى انس ابن مالک انه حضر مع جماعة فيهم اياس ابن معاوية فاخبر انه راه و لم يره احد من الجماعة ففتطن اياس بذكائه و نظر الى عين انس فوجد عليها شعرة بيضاء و قد نزلت من حاجبيه فرفعها اياس بيده قال ارانى هلال قال لا انظره))¹

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حکایت بیان کی گئی ہے کہ وہ ایک جماعت میں حاضر ہوئے جس میں ایسا بن معاویہ بھی تھے تو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس جماعت والوں کو خبر دی کہ انہوں نے چاند دیکھا اور جماعت کے لوگوں میں سے کسی کو بھی نظر نہ آیا ایسا بن معاویہ اپنی ذہانت سے معاملہ بھانپ گئے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کی طرف دیکھا تو انہیں ایک باریک سفید بال نظر آیا۔ جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی پلکوں پر لٹک رہا تھا۔ ایسا بن

¹۔ محمد ابن الرزاق، العذب الزلال فی مباحث الہلال (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2003ء) 1/325

معاویہ نے اس بال کو اپنے ہاتھ سے ہٹایا اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے ہلال دکھاؤ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اب مجھے نظر نہیں آرہا ہے۔

چاند کے مدار کے راستے کا تعین ماہرین فلکیات مرکزی رویت ہلال کمیٹی کو بتاتے ہیں۔ جس سے مہینے بھر کے چاند کی رویت اور اس کا مقام معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ چاند سورج کے بائیں جانب ہو گا کہ دائیں۔ یہ کتنا موٹا ہو گا مزید یہ کہ اس کا رخ کس طرف ہو گا۔ اور اس کی رفتار کیا ہو گی۔ آیا کہ یہ سورج سے جلدی غروب ہو گا یا پہلے غروب ہو گا۔

یہ تمام معاملات یعنی کمیٹی کا اجلاس ماہرین فلکیات محکمہ موسمیات اور سپار کو وغیرہ کا جگہ کا تعین اور موسم کی معلومات فراہم کرنا رویت ہلال کے ابتدائیہ میں سے ہیں اب رویت کا طریقہ تحریر کیا جائے گا۔ جو کہ درج ذیل ہے۔ مفتی خالد اعجاز لکھتے ہیں۔

"مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے ماتحت تمام صوبوں میں اپنی اپنی ایک زونل کمیٹی اور تمام اضلاع میں اپنی ایک ضلعی کمیٹی کا اجلاس ہر قمری مہینے کی انیس (۲۹) تاریخ کو سورج کے غروب ہونے سے شروع ہو جاتا ہے۔ ضلعی کمیٹی میں ضلع کا ڈپٹی کمشنر یا اس کے نمائندے کا شرکت کرنا ضروری ہے۔ ہر کمیٹی کے ارکان خود تو چاند کا مشاہدہ کرتے ہی ہیں اور ساتھ ساتھ اپنے گرد و نواح میں سے لوگوں کی طرف سے آنے والی چاند کی شہادتوں کا بھی انتظار کرتے ہیں۔ جب کوئی شخص بذریعہ فون چاند کی رویت کی شہادت دیتا ہے تو کمیٹی اس شخص کو اپنے سامنے حاضر ہونے کی ہدایات جاری کرتی ہے اگر وہ شخص کمیٹی کے روبرو حاضر ہو کر شہادت نہیں دیتا تو اس کی شہادت کو قابل قبول نہیں سمجھا جاتا بلکہ اس کی شہادت کو مسترد کر دیا جاتا ہے۔ اور اگر وہ شخص کمیٹی کے سامنے حاضر ہو کر شہادت دیتا ہے تو جب وہ شخص کمیٹی کے روبرو ہوتا ہے تو کمیٹی کے ارکان مکمل ذمہ داری سے اس شخص کی جانچ پڑتال کرتے ہیں کہ کردار اور دیانت میں کیسا ہے؟ عدل کرنے میں کیسا ہے؟ آیا شہادت کی اہلیت رکھتا ہے یا نہیں؟ پھر اس سے چاند کی کیفیت کے متعلق پوچھا جاتا ہے۔ جب یہ طریقہ کار مکمل ہوتا ہے۔ تو ضلعی کمیٹی اس کی اطلاع زونل کمیٹی تک پہنچاتی ہے۔ پھر زونل کمیٹی اس کی اطلاع مرکزی کمیٹی تک پہنچاتی ہے" ¹۔

پھر اس طرح دوسرے کی گواہی کے متعلق بھی یہی انداز اور طریقہ کار اپنایا جاتا ہے۔ اور اطلاع مرکزی کمیٹی کو دی جاتی ہے۔ میٹروولوجیکل مشاہد کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ چاند کی میٹروولوجیکل آبرو میٹری (Metrological observatory) میں مشاہدہ کرے اور رویت کا وقت آلٹی ٹیوڈ (Altitude) اور

¹۔ مفتی خالد اعجاز، رویت ہلال مسئلہ اور حل، (ٹل ہنگو خیبر پختونخواہ: دارالعلوم 2004ء) ص 180

ایز میتھ (Azimuth) بھی ریکارڈ کرے۔ نئے چاند کا آٹمی ٹیوڈ اور ایز میتھ کو ریکارڈ کرنے کیلئے میٹرو لوجیکل آزر ویٹری میں ایک آلے کا استعمال کیا جاتا ہے جس کو تھیوڈولائٹ (Theodolite) کہتے ہیں۔ یہ ایک انتہائی دقیقہ نظر مبصراتی ٹیلی سکوپ ہے۔ اس کے ذریعے ایز میتھ اور ایلویشن (Elevation) کسی نقطہ کی حاصل کی جاتی ہے جس کا مقصد اوپر کی ہوا کی سمت اور رفتار مختلف اونچائیوں میں معلوم کرنا ہے۔

سید شبیر احمد کا کاخیل کہتے ہیں۔

حدیث میں روایت سے مراد روایت بصری ہے اور ہلال کا دارو مد شہادتوں کے اوپر ہی ہے حساب پر نہیں۔ البتہ روایت ہلال کو سہل کرنے اور حتی الامکان غلطی سے بچنے کیلئے حساب فلکی سے بھی استفادہ کیا جاتا ہے۔ حساب فلکی سے درج ذیل طریقوں سے مدد لی جاسکتی ہے۔

1۔ حساب فلکی کے ذریعے سے چاند کے نظر آنے کی جگہ سے آگاہ کر دیا جائے اور پھر عین اسی جگہ دور بین اور ٹیلی سکوپ وغیرہ کو فوکس کر دیا جائے اور اس مدد سے چاند کو دیکھنے کی کوشش کی جائے۔

علاوہ ازیں محکمہ موسمیات کے ماہرین بھی روایت ہلال کے حوالے سے مختلف مقامات پر چاند دیکھنے کیلئے بیٹھے ہوتے ہیں۔ محکمہ موسمیات سپار کو اور فلکیات کے ماہرین مرکز روایت ہلال کمیٹی کے ممبران کو اولین روایت ہلال کے امکان و عدم امکان کے بارے میں معلومات فراہم کرتے رہتے ہیں۔ جس کی بنا پر کمیٹی کے ممبران کو شہادتوں کی جانچ پڑتال کرنے میں مزید آسانی میسر آتی ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر چاند نظر آنے کے امکانات ہوں تو پھر شہادت قبول کرتے ہیں اور اگر چاند نظر آنے کے امکانات نہ ہوں تو شہادت کو قبول نہیں کرتے اس کے علاوہ اگر چاند سورج سے پہلے غروب ہو چکا ہو تو اس صورت میں بھی وہ شہادت کو قبول نہیں کرتے کیونکہ اس وقت بھی روایت کے امکانات نہیں ہوتے اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ شریعت میں روایت بصری مراد ہے جو اس صورت میں ناممکن ہے لہذا قبول نہ کرنا ہی درست ہے۔

اس کے برعکس غیر سرکاری کمیٹیاں روایت ہلال کیلئے مکمل ذمہ داری کے ساتھ اس قسم کا کوئی اہتمام نہیں کرتیں۔ رمضان اور شوال کے علاوہ کیونکہ ان دو مہینوں کا معاملہ دیگر تمام مہینوں سے زیادہ حساس ہوتا ہے۔ لہذا ان دو مہینوں کیلئے وہ ذرا احتیاط سے کام لیتی ہیں۔ الغرض غیر سرکاری کمیٹیوں کی طرف سے موصول ہونے والی شہادتوں کو قبول کرنا کسی بھی طرح غلط بیانی سے پاک نہیں ہو سکتا۔ اسی وجہ سے ان کی طرف سے آنے والی شہادتوں کی طرف خاص توجہ نہیں دی جاتی۔ بلکہ اپنے طریقہ کار کے مطابق روایت ہلال کی جاتی ہے۔

وہ ممالک جو نئے اسلامی ماہ کے آغاز کیلئے پاکستان کی طرح اپنے مقامی (دیسی) رویت ہلال کی پیروی کرتے ہیں:

درج ذیل Table 5 میں دیسی رویت ہلال کرنے والے ممالک کے نام ہیں۔

Table 5. Name of those Countries which have their own Local Moon sighting

ملک کا نام	نمبر شمار	ملک کا نام	نمبر شمار	ملک کا نام	نمبر شمار	ملک کا نام	نمبر شمار
سری لنکا	28	موظم بیک	19	گویانا	10	پاکستان	1
سوری نیم	29	نامیسیا	20	انڈیا	11	بنگلادیش	2
ترینی داد اور ٹوباگو	30	نیوزی لینڈ	21	ایران	12	بارباڈوس	3
یونائیٹڈ کنگڈم	31	نگر	22	عراق	13	برمودا	4
تنزانیہ	32	نائیجیریا	23	کینیا	14	برونی	5
ریاست ہائے امریکہ (بعض گروہ)	33	آسٹریلیا	24	میڈاگیسکر	15	چلی	6
یمن	34	پاناما	25	مالاوی	16	داجستان	7
زمبابوے	35	سینیگال	26	ماوریتینس	17	فنجی کے جزائر	8
زامبیا	36	ساؤتھ افریقہ	27	مراکش	18	گانا	9
کولمبیا (یہ چلی کی رویت کی پیروی کرتا ہے۔)	37						

فصل دوم: سعودی عرب اور تقویم ام القرای

مملکت سعودی عرب کی تاریخ:

سعودی عرب جس کا عربی نام "المملكة العربية السعودية" ہے۔ جزیرہ نما عرب میں سب سے بڑا ملک ہے۔ اسکے دو مقامات کو حرمین شریفین کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے کیونکہ یہاں مسلمانوں کے دو مقدس مقامات مکہ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ موجود ہیں۔

مختلف اوقات میں فتوحات کے بعد 20 مئی 1927ء معاہدہ جدہ کے مطابق برطانیہ نے تمام مقبوضہ علاقوں پر "عبد العزیز بن سعود" کی حکومت کو تسلیم کیا۔ پھر 1932ء میں اس کا نام مملکت حجاز و نجد تبدیل کر کے مملکت سعودی عرب رکھا۔ 1986ء سے پہلے تک اسکے سربراہ کو "صاحب الجلاہ" کہتے تھے۔ بعد ازاں تبدیل کر کے "خادم الحرمين الشريفین" رکھ دیا گیا۔¹

محل وقوع رقبہ اور آبادی:

محل وقوع کے اعتبار سے مملکت سعودی عرب کے شمال مغرب میں اردن شمال میں عراق اور شمال مشرق میں کویت قطر اور بحرین اور مشرق میں متحدہ عرب امارات جنوب مشرق میں عمان جنوب میں یمن واقع ہے جبکہ اس کے شمال مشرق خلیج فارس اور اس کے مغرب میں بحیرہ قلزم واقع ہے۔

چونکہ سعودی عرب جزیرہ نما عرب کے 80 فیصد رقبے کو گھیرے ہوئے ہے اور اس کی سرحدیں بھی غیر متعین ہیں۔ اس وجہ سے اس کے رقبے کا درست احاطہ نہیں ملتا۔ سعودی عرب کی اپنی حکومت کے اندازے کے مطابق کل رقبہ 2217949 مربع کلو میٹر ہے جو کہ 856356 مربع میل بنتا ہے۔ اس کے علاوہ کئی اندازے اور بھی لگائے گئے ہیں۔ اس کا تقریباً تمام حصہ صحرائی اور نیم صحرائی علاقوں پر مشتمل ہے۔ صرف 2 فیصد رقبے پر کاشت ہوتی ہے۔

سعودی عرب آبادی کے اعتبار سے بہت کم آبادی والے ممالک میں شمار ہوتا ہے۔ 2005ء کی مردم شماری کے مطابق اس کی آبادی 26.4 ملین تھی۔ جن میں سے 5.6 ملین آبادی غیر ملکی ہے۔ اب کے اندازے کے مطابق تقریباً 34 813 871 لوگ سعودی عرب میں آباد ہیں۔

¹ Library of Congress federal Division, Country profile: Saudi Arabia Sep 2006 p: 10

وجه اختلاف مطالع:

پاکستان سے سعودی عرب کا ہوائی سفر 2505 کلو میٹر ہے جو کہ 1557 میل بنتے ہیں۔ اگر ہوائی جہاز جس کی رفتار 560 کلو میٹر فی گھنٹہ ہو تو آپ 2.78 گھنٹوں میں وہاں پہنچیں گے۔ پاکستان سعودی عرب سے وقت کے اعتبار سے دو گھنٹے آگے ہے۔ سعودی عرب کے مطالع پاکستان سے مختلف ہیں کیونکہ وہاں کے اوقات کار پاکستان سے مختلف ہیں۔

رؤیت ہلال کا طریقہ:

شریعت اسلامیہ میں واضح تعلیمات کی وجہ سے پوری امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ مہینہ کی 29 تاریخ کو چاند نظر آنے پر اگلے ماہ کی پہلی تاریخ تسلیم کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں اگر چاند نظر نہ آئے تو مہینہ 30 دن کا ہوتا ہے۔ اور کوئی بھی قمری مہینہ 31 دن کا نہیں ہوتا۔ سعودی حکومت نے موسم فلکیات کے اندازوں کے مطابق چاند کی 29 یا 30 تاریخ طے کر کے عرصہ دراز سے ایک کیلنڈر "تقویم ام القری" کے نام سے اپنے ملک میں رائج کر رکھا ہے۔ لیکن یہ کیلنڈر صرف دفتری کارروائی تک محدود رہتا ہے۔ سعودی عرب میں رؤیت ہلال کے معیار مندرجہ ذیل ہیں۔ سب سے پہلے سعودی عرب کا پرانا معیار جو کہ Fig 18 میں دیکھا جاسکتا ہے۔ پھر دوسرا معیار Fig 19 میں واضح ہے۔ اور اختتام میں سعودی عرب کا تاحال مروجہ معیار Fig 20 درج ذیل ہے۔

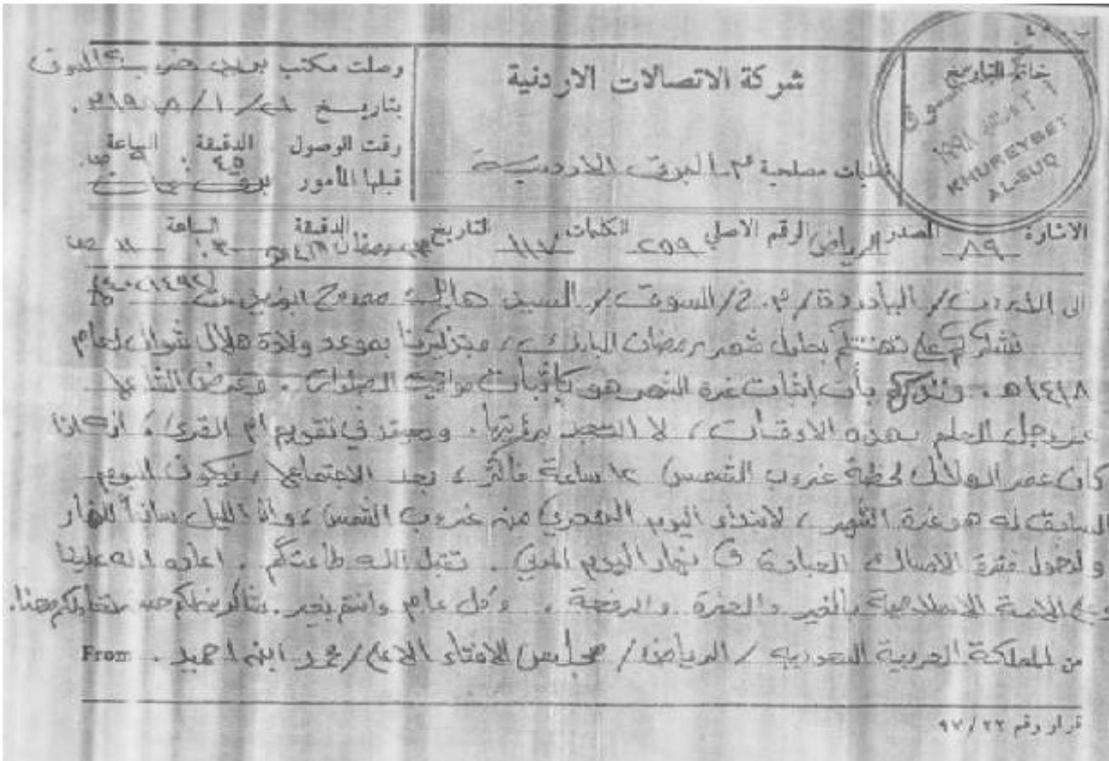


Fig 18. Saudi Arabia, Old Calendar Standard

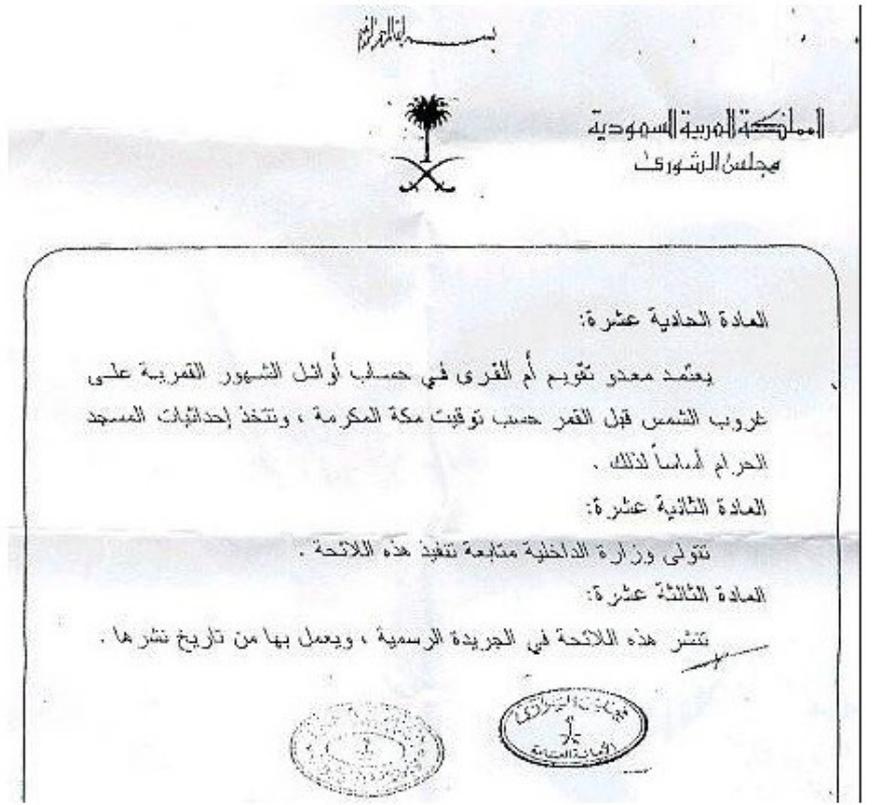


Fig 19.Saudi Arabia, s Second Calendar Standard

تقويم أم القرى

روابط علمية الاتصال بنا

الساعة الآن : 9:45:34 AM

الصفحة الرئيسية كلمة للمسؤولين نبذة أعضاء اللجنة التقويم أبحاث منشورة رصد الأهلة

كلمة المسؤولين

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين نبينا محمد وعلى آله وصحبه ومن تبعهم إلى يوم الدين.
بسم الله الرحمن الرحيم
(هو الذي جعل الشمس ضياءً والقمر نورا ووفره منازل لتعلموا عدد السنين والحساب ما خلق الله ذلك إلا بالحق يفصل الآيات لقوم يعلمون * إن في اختلاف الليل والنهار وما خلق الله في السموات والأرض آيات لقوم يتقون)) سورة يونس
لقد اهتمت المملكة العربية السعودية منذ تأسيسها على يد الملك عبد العزيز بن عبد الرحمن آل سعود، طيب الله ثراه، بإصدار تقويم إسلامي يعكس هوية الدولة وله امتداد لتاريخي والحضارة الإسلامية، ويرتبط بالشعائر الإسلامية والحرمين الشريفين.

ولقد صدر أول عدد من تقويم أم القرى في عام 1346هـ. من مطبعة الحكومة بمكة المكرمة وظل يطبع هناك حتى عام 1399هـ. حيث صدر الأمر بنقل طباعته إلى مصلحة مطابع الحكومة بالرياض.

وفي عام 1400 هـ. تشكلت لجنة الإشراف على تقويم أم القرى برئاسة رئيس مدينة الملك عبد العزيز للعلوم والتقنية وعضوية عدد من أصحاب الفضيلة العلماء وعدداً من أهل الاختصاص في علم الفلك.

هذا وتعد حسابات تقويم أم القرى وفق الشروط التي أقرتها مجلس الوزراء الموقر، وهي اعتماد موقع الكعبة المشرفة كمرجع في الحسابات وأن يكون الاقتران قبل مغيب الشمس بحيث يغرب القمر بعد غروب الشمس ، كشرط لبدأ الشهر القمري الجديد.

وتقويم أم القرى هو تقويم اصطلاحى مدني، ويعتمد في أليات دخول أوائل الأشهر للمواسم الدينية على الرؤية الشرعية.
والله من وراء القصد،،

رئيس مدينة الملك عبد العزيز للعلوم والتقنية
رئيس لجنة الإشراف على تقويم أم القرى

د. محمد بن إبراهيم السويل

مدينة الملك عبدالعزيز
للعلوم والتقنية KACST

Fig 20.Saudia Arabia, s Latest Calendar Standard

فلکیاتی نئے چاند کے لمحے سے پہلے ہی غروب ہونے کے بعد ہوتا ہے۔ ایسے واقعات واقعی رجب 1421 ہجری اور شعبان 1422 ہجری میں پیش آئے تھے جس کی وجہ سے احکام میں ترمیم کی ضرورت تھی۔

1423 ہجری (15 مارچ 2002) کے بعد سے تاحال ام القریٰ کیلنڈر کے قواعد یہ ہیں:

اگر قمری مہینے کی 29 تاریخ کو مندرجہ ذیل دو شرائط پوری ہو جاتی ہیں، تو اگلے دن نئے قمری مہینے کا پہلا دن ہے: جیو سینٹرک کنکشن غروب آفتاب سے پہلے ہوتا ہے۔

سورج کے بعد چاند غروب ہوتا ہے۔

دوسری صورت میں، موجودہ قمری مہینہ 30 دن تک جاری رہے گا۔

موجودہ قوانین کے تحت قمری مہینہ ہمیشہ فلکیاتی نئے چاند کے بعد اور مکہ میں افق کے اوپر قمری ہلال کے ساتھ شروع ہوتا ہے (اکثر ایسا ہی ہوتا ہے)۔ پھر بھی، زیادہ تر معاملات میں (تقریباً 75%) قمری مہینے کی پہلی شام کو چاند کا ہلال ننگی آنکھ سے نظر نہیں آئے گا جیسا کہ مکہ (یا سعودی عرب میں کسی اور جگہ) سے دیکھا گیا ہے۔¹

سعودی عرب میں رویت ہلال کے ثبوت کا حقیقی فیصلہ سپریم کورٹ کرتی ہے۔ جس کی روشنی میں روزے، عید الفطر، حج اور عید الاضحیٰ وغیرہ ادا کی جاتی ہیں۔ اس حوالے سے سعودی عرب میں کل 6 کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں۔ ہر کمیٹی میں امارت یعنی حکومت مجلس قضاء اعلیٰ یعنی علماء کرام اور موسم فلکیات کے نمائندے موجود ہوتے ہیں۔ یہ تمام نمائندے ہر ماہ کی 29 تاریخ کو ملک کے مختلف مقامات اور علاقوں میں خود چاند دیکھنے کے لئے اور ساتھ ساتھ شہادتیں وصول کرنے کے لیے بیٹھتے ہیں۔

مہینہ کے اختتام پر تمام اخباروں میں سپریم کورٹ کی طرف سے ایک اعلان بھی شائع ہوتا ہے۔ جس میں عوام سے 29 تاریخ کو اگلے مہینے کا چاند دیکھنے اور چاند نظر آنے صورت میں اطلاع دینے کی درخواست بھی کی جاتی ہے۔ ان چھ کمیٹیوں کا رابطہ سینٹرل کمیٹی سے رہتا ہے۔ یہ سنٹرل کمیٹی عرب ممالک کی دیگر رویت ہلال کمیٹیوں سے رابطہ میں رہتی ہے۔ چاند نظر آنے کی صورت میں شہادت کے قبول ہونے کے بعد سعودی عرب کی سپریم کورٹ چاند نظر آنے کا اعلان کرتی ہے۔ چونکہ سپریم کورٹ کا فیصلہ آخری اور حتمی فیصلہ ہوتا ہے۔ اس لیے سعودی عرب کی عوام میں ہندوستان اور پاکستان کے لوگوں کی طرح چاند دیکھنے کا جذبہ موجود نہیں ہے۔ سعودی عرب میں برصغیر کی طرح لوگ چاند دیکھنے کے لیے مکانوں یا بلند عمارتوں کی چھتوں پر نہیں چڑھتے ہیں بلکہ صرف اور صرف سپریم کورٹ کے فیصلہ کا انتظار کرتے ہیں۔ البتہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو خود چاند دیکھنے کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔

¹ <https://webspace.science.uu.nl/~gent0113/islam/ummalqura.htm> 20-01-2022

جن مقامات اور علاقوں میں محکمہ فلکیات کی جانب سے چاند نظر آنے کے امکانات زیادہ قوی ہوتے ہیں وہاں رویت ہلال کے لئے خصوصی ٹیم بھیج دی جاتی ہے جو وہاں پر چاند دیکھنے کی کوشش کرتی ہے۔ سعودی عرب کا رقبہ چونکہ ہندوستان جیسے بڑے ملک کی طرح بہت زیادہ ہے اور اکثر صورت حال اس طرح ہوتی ہے کہ موسم صاف رہتا ہے۔ اس لیے چاند نظر آنے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے ایک مقام پر بھی رویت ہلال کی شہادت مل جائے تو پورے ملک میں رویت ہلال کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ دیگر عرب ممالک میں بھی رویت ہلال کمیٹیاں موجود ہیں۔ ان کمیٹیوں کے رویت ہلال کے اجلاس بھی ۲۹ تاریخ کو منعقد ہوتے ہیں۔ یہ کمیٹیاں بھی اپنے اپنے طور پر رویت ہلال کے فیصلے کرتی ہیں۔ عمومی طور پر سعودی عرب کی رویت ہلال کے فیصلے کو تسلیم تو کیا جاتا ہے۔ البتہ کبھی کبھی بعض عرب ممالک کی رویت ہلال کمیٹی سعودی عرب کے فیصلہ سے اختلاف بھی کرتی ہیں۔ اسی طرح وہ ممالک جہاں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے یا ان کے پاس ایسی کمیٹیاں نہیں ہیں جو خود رویت ہلال کریں اور پھر اعلان کریں جس کے مطابق وہاں کے لوگ روزہ رکھیں۔ اس لیے وہاں ان ممالک میں سعودی عرب کے فیصلے کو تسلیم کیا جاتا ہے۔

البتہ برصغیر میں مسلمان اچھی خاصی تعداد میں موجود ہیں اور مدارس عربیہ کے بڑے نیٹ ورک کی وجہ سے یہاں کی رویت ہلال کمیٹیاں ایسی پوزیشن میں ہیں کہ چاند کے نظر آنے یا نظر نہ آنے پر اعلان کریں اور لوگ اس پر عمل بھی کریں۔ اس لیے برصغیر میں سعودی عرب کے فیصلے کو تسلیم نہ کر کے نبی اکرم حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات کے مطابق خود چاند دیکھنے اور اُس کے مطابق عبادات کو بجالانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ بات مسلم شدہ امور میں سے ہے کہ چاند کے طلوع ہونے کی جگہ یعنی مطلع مختلف ہوتا ہے اس وجہ سے برصغیر اور خلیجی ممالک میں عمومی طور پر چاند کی تاریخ میں ایک دن کا فرق رہتا ہے کبھی کبھی یہ فرق دو دن کا بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن ایسا بہت ہی کم ہوتا ہے کہ پوری دنیا میں چاند کی رویت ایک ہی دن کی شام کو ہوئی ہو اور پوری دنیا میں ایک ہی قمری تاریخ ہو۔¹

مثال کے طور پر سعودی عرب میں کیلنڈر کے مطابق آج بروز جمعہ ۲۶ مئی اور ۳۰ شعبان ہے لیکن حقیقت میں تاریخ ۲۹ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ۲۹ رجب کو کسی بھی جگہ رویت ہلال ثابت نہیں ہوئی۔ کیلنڈر میں رجب کا چاند ۲۹ تاریخ کا تسلیم کیا گیا ہے۔ اس وجہ سے احتیاط کے طور پر کل بروز جمعرات چاند دیکھنے کی کوشش تو کی گئی تھی لیکن سپریم کورٹ نے یہ اعلان نہیں کیا تھا کہ چاند نظر آیا ہے اور کل بروز جمعہ روزہ ہو گا۔ اور نہ ہی یہ اعلان کیا ہے کہ چاند

¹ Library of Congress federal Division, Country profile: Saudi Arabia Sep 2006 p: 10

نظر نہ آنے کی وجہ سے بروز ہفتہ یعنی ۲۷ مئی کو پہلا روزہ ہو گا۔ بلکہ یہ اعلان کیا گیا کہ بروز جمعہ ۲۶ مئی (جو حقیقی تاریخ کے اعتبار سے ۲۹ شعبان المعظم ہے) کو چاند دیکھنے کی کوشش کی جائے گی اور اسی کے مطابق اعلان بھی کیا جائے گا۔ جبکہ اس کے برعکس دیگر ممالک جن کے مطالع سعودی عرب سے مختلف ہیں وہاں پر تو ان تاریخوں میں یہ معاملات واقع نہیں ہوئے۔ کیونکہ جس وقت سعودی عرب میں شام کا وقت تھا اور کمیٹیاں رویت ہلال کے لیے بیٹھیں تھیں۔ ضروری نہیں کہ اس وقت دیگر تمام ممالک میں بھی مغرب کا وقت ہو جس میں رویت ہلال کی جاسکے۔ یہ ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ کہیں یہ تو طلوع آفتاب ہو رہی ہوگی اور کہیں یہ غروب آفتاب۔

جب سنٹرل کمیٹی رویت ہلال کر لیتی ہے تو اس کا ثبوت سپریم کورٹ کو ارسال کرتی ہے۔ بعد ازاں سپریم کورٹ اسکا اعلان کرتی ہے اور سعودی عرب کی سرکاری نیوز ایجنسی اسی خبر کو شائع کرتی ہے۔ بعض دفعہ ہوتا یوں ہے کہ بعض اخباروں اور ویب سائٹوں میں بھی خبر شائع ہو جاتی ہے لیکن یہ خبر غلط بھی شائع ہو سکتی ہے۔ اسی بنا پر سپریم کورٹ کے اور سرکاری نیوز ایجنسی کے علاوہ شائع ہونے والی خبروں کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا۔ بلکہ جو فیصلہ سپریم کورٹ کرتی ہے۔ اس کو ہی حتمی سمجھا جاتا ہے۔

وہ ممالک جو نئے اسلامی ماہ کے آغاز کیلئے سعودی عرب کی رویت ہلال کی پیروی کرتے ہیں:

سعودی عرب کی رویت ہلال کی پیروی کرنے والے درج ذیل ممالک Table 6 میں موجود ہیں۔

Table 6. Countries who fellow Saudi Arabia for starting new islamic month

ملک کا نام	نمبر شمار	ملک کا نام	نمبر شمار	ملک کا نام	نمبر شمار	ملک کا نام	نمبر شمار
سنگاپور	34	جورڈن	23	بورکینا	12	سعودی عرب	1
سوڈان	35	قزاقستان	24	فاصو	13	افغانستان	2
سویٹزرلینڈ	36	کویت	25	چینیا	14	البانیہ	3
شام	37	کرغیستان	26	ڈنمارک	15	الجیریا	4
تائیوان	38	لبنان	27	فن لینڈ	16	آینیا	5
تاتارستان	39	موریتانیا	28	جورجیا	17	آسٹریا	6
ٹوگو	40	فلسطین	29	ہنگری	18	آذربائیجان	7
ترکمانستان	41	فلپائن	30	آئس لینڈ	19	بحرین	8
متحدہ عرب امارات	42	قطر	31	عراق	20	بیلجیم	9
ازبکستان	43	رومانیا	32	اٹلی	21	بولیویا	10
سویڈن	44	روس	33	جاپان	22	بگاریا	11

فصل سوم: انڈونیشیا اور نظریہ وجود ہلال

محل وقوع رقبہ اور آبادی:

انڈونیشیا آبادی کے اعتبار سے دنیا کا سب سے بڑا اسلامی ملک ہے۔ محل وقوع کے اعتبار سے انڈونیشیا کے بہت سے جزائر پر مشتمل یہ ملک جنوب مشرقی ایشیا میں واقع ہے۔ انڈونیشیا 17504 جزائر پر مشتمل ہے۔ ان میں سے کچھ جزیرے کافی بڑے اور کچھ بہت چھوٹے ہیں۔ تمام جزیروں میں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔ ان زبانوں میں سے اکثر کا تعلق آسٹرونیشین زبانوں سے ہے۔ انڈونیشیا کے جزیروں میں بالی سوماترا جاوا بورنیو لمبک سمباکو موڈو ٹیمیر سمباوانیاس رنکا میسول باتانا اور دیگر جزائر شامل ہیں۔ ان میں سے بعض کی چوٹیاں 12000 فٹ تک ہیں۔ سب سے زیادہ بلندی والے پہاڑ (16000 فٹ سے زیادہ) مشرق میں ایرین جایا پر پائے جاتے ہیں۔

انڈونیشیا کی جزیرہ نما قوم آسٹریلیا کے بالکل شمال میں اور جنوب مشرقی ایشیائی سرزمین سے دور، بحر الکاہل اور بحر ہند کے درمیان واقع ہے۔ یہ خط استوا کے پار رکھا گیا ہے اور اسی وجہ سے جغرافیائی طور پر زمین کے شمالی اور جنوبی نصف کرہ کے ساتھ ساتھ مشرقی نصف کرہ دونوں میں واقع ہے۔ اس کی سرحدیں ملائیشیا، پاپوانیوگنی اور تیمور لیسٹی سے ملتی ہیں۔ یہ جنوب میں بحر ہند سے گھرا ہوا ہے۔ شمال میں بحر اوقیانوس (جنوبی بحیرہ چین) اور ایک درجن سے زیادہ علاقائی سمندر۔ انڈونیشیا کی سمندری سرحدیں ہندوستان، آسٹریلیا، پلاؤ، سنگاپور، فلپائن، ویت نام اور تھائی لینڈ کے ساتھ ملتی ہیں۔

1,904,569 مربع کلومیٹر کے رقبہ پر محیط، انڈونیشیا 17,504 جزائر پر مشتمل ہے اور یہ اب تک زمین پر سب سے بڑا اور سب سے زیادہ متنوع جزائر ہے۔ جاوا کے سب سے زیادہ آبادی والے جزیرے کے شمال مغربی ساحل پر واقع جکارتہ ہے۔ جو انڈونیشیا کا دارالحکومت اور سب سے بڑا شہر ہے۔ یہ انتظامی مرکز ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اہم صنعتی، مالیاتی، تجارتی اور کاروباری مرکز ہے۔

پاپوا صوبے میں واقع ہے اور سدیرمان پہاڑی سلسلے کے ایک حصے کے طور پر پنکاک جایا ہے۔ جو انڈونیشیا کا بلند ترین مقام ہے۔ 16,502 فٹ (5,030 میٹر) کی بلندی پر پنکاک جایا دنیا کی بلند ترین جزیرے کی چوٹی اور جنوب مغربی بحر الکاہل کا سب سے اونچا پہاڑ بھی ہے۔ سب سے کم نقطہ بحر ہند (0m) ہے۔ انڈونیشیا کی سابقہ سب سے اونچی چوٹی، ماؤنٹ تمبورا (8,930 فٹ، 2,722 میٹر)، ایک فعال سٹراٹو وکانو ہے جس کا 1815 کا پھٹنا ریکارڈ شدہ تاریخ میں اب تک کا سب سے بڑا پھٹنا تھا۔ جس میں تقریباً 71,000 افراد ہلاک ہوئے۔ اکیلے دھماکا تقریباً 1,200 میل (2,000 کلومیٹر) دور ساٹرا جزیرے تک مغرب میں سنگاگیا، اور بورنیو، سولاویسی، جاوا، اور مالوکو کے

جزیروں پر راکھ کے شعلے ریکارڈ کیے گئے۔ رنگ آف فائر کے جنوب مغربی بازو کے ساتھ واقع ہونے کی وجہ سے، انڈونیشیا کی سرحدوں کے اندر تقریباً 400 آتش فشاں ہیں، جن میں سے کم از کم 90 اب بھی کسی نہ کسی طرح فعال ہیں۔ سب سے زیادہ فعال آتش فشاں جاوا جزیرے پر ماؤنٹ کیلود (جو 1000 عیسوی سے اب تک 30 بار پھٹ چکا ہے) اور ماؤنٹ میراپی (جو 1000 عیسوی سے اب تک 80 بار پھٹا ہے) ہیں۔ متعدد ٹیکٹونک پلیٹوں کے درمیان اس کے محل وقوع کے لیے، بشمول دو براعظمی پلیٹیں: یوریشین پلیٹ (سنڈا شیلف) اور آسٹریلیین پلیٹ (سہول شیلف)، اور دو سمندری پلیٹیں: فلپائن سی پلیٹ اور پسیفک پلیٹ؛ انڈونیشیا میں قدرتی آفات عام ہیں۔

سب سے قابل ذکر قدرتی آفت 9.2 کا زلزلہ ہے جو بحر ہند میں آیا اور جس نے دسمبر 2004 کی سونامی کو جنم دیا اور انڈونیشیا کے جزیرے کے اندر بہت سے جزیروں کو تباہ کر دیا۔¹

17 اگست 1945 میں قائم ہونے والا انڈونیشیا ایک جمہوری ملک ہے۔ اس کا دار الحکومت جکارتا ہے۔ اور رقبہ 1904570 مربع کلومیٹر ہے۔ آبادی 2017 کی مردم شماری کے مطابق 26399179 ہے۔ سربراہ حکومت کو جو کو ویدو کہتے ہیں۔²

وجہ اختلاف مطالع:

انڈونیشیا پاکستان سے ہوائی سفر کے مطابق تقریباً ۳۶۳۱ میل دوری پر واقع ہے جو کہ کلومیٹر کے اعتبار سے تقریباً 5843 کلومیٹر بنتا ہے۔ اگر ہوائی جہاز پر جو کہ 560 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے پرواز کرتا ہو آپ سفر کریں تو تقریباً ساڑھے چھ گھنٹوں میں پاکستان سے انڈونیشیا پہنچ جائیں گے۔ وقت کے اعتبار سے انڈونیشیا پاکستان سے تقریباً دو گھنٹے آگے ہے۔ اسی وجہ سے اختلاف مطالع پائے جاتے ہیں۔

رؤیت ہلال کا طریقہ:

انڈونیشیا میں رؤیت ہلال کا کوئی ایک معیار مقرر نہیں کیا گیا جس کے ذریعے کیلنڈر وغیرہ بنایا جائے۔ وہاں ایک معیار استعمال کیا جاتا ہے جسے "وجود ہلال" کہتے ہیں یعنی بالکل سادہ مشاہداتی تجزیہ کی بنا پر موجود ہلال کی رؤیت کے لیے غروب آفتاب کے بعد صرف ایک منٹ کے لئے رؤیت ہلال کو معیار بنایا گیا ہے۔ اسلامی تنظیموں کے ذریعے دو قسم کی رائے اختیار کی جاتی ہیں ایک تو یہ کہ رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو یا عید کو واضح کرنے کے لئے رؤیت ہلال کی جاتی ہے چاہے فلکیاتی اعداد و شمار کی مدد سے ہو یا بغیر کسی مدد کے ہو۔ اس طریقہ کار کو "نہدہ"

¹ <https://www.worldatlas.com/maps/indonesia> 26-01-2022

² Library of Congress, Federal research division, indonesia, Dec 2004 p:7

العلماء NU" نے اختیار کیا ہے۔ دوسری یہ ہے کہ حساب یعنی فلکیاتی اعداد و شمار کے بغیر رویت ہلال کا انتظار کرنا۔ اس طریقہ کار کو "محمدیہ اور پرسیاؤن اسلام۔ اسلامک یونیٹی پیرس" نے اختیار کیا ہے۔ بعد ازاں گورنمنٹ وزارت مذہبی امور ان تمام طرح کی آراء پر غور کرنے کے بعد اپنا حتمی فیصلہ کرتی ہے۔ عمومی طور پر وہاں صرف ایک ہی فیصلہ ہوتا ہے۔ لیکن ایک مرتبہ عید الفطر کے موقع پر 1998ء اور ۱۴۱۸ ہجری میں گورنمنٹ کوئی متفقہ طور پر فیصلہ نہ کر سکی۔ عید الفطر منانے کا فیصلہ 30 جنوری 1998ء کا ہوا لیکن جو لوگ 29 جنوری کو عید منانا چاہتے تھے ان کو بھی درست تسلیم کیا گیا۔

عید الفطر کا حتمی فیصلہ نہ کر پانے کی وجہ 28 جنوری 1998ء کو فیصلہ لینے سے پہلے چار اصل وجوہات تھیں۔ پہلی یہ کہ نھدۃ العلماء کے مرکزی کمیٹی کے ممبران اعلیٰ نے کم انچائی والے چاند کی رپورٹ کو مسترد کر دیا تھا۔ دوسری یہ کہ نھدۃ العلماء کے ایسٹ جاوا علاقائی ایگزیکٹو کمیٹی نے رویت ہلال کی رپورٹوں کو قبول کر لیا تھا۔ تیسری یہ کہ محمدیہ اور پرسیاؤن اسلام۔ اسلامک یونیٹی۔ پیرس نے فیصلہ کیا کہ 29 جنوری کو عید منائی جائے گی۔ دونوں طریقوں سے یعنی رویت ہلال اور حساب فلکیت سے۔ (غروب قمر غروب آفتاب سے دیر سے ہوگی)۔ چوتھی یہ کہ پیرس نے یہ فیصلہ کیا کہ عید 30 جنوری کو منائی جائے گی۔ جو کہ حساب یعنی فلکیاتی اور انڈونیشیا کے امکانی معیار (رویت ہلال کا معیار) کے مطابق ہے۔ اس وقت جو مسئلہ رونما ہوا تھا وہ یہ تھا کہ وہاں اس وقت رویت ہلال کے لئے کوئی ایک معیار مقرر نہیں تھا بلکہ رویت ہلال اور فلکیاتی اعداد و شمار کے مابین تھی۔ جس کی وجہ سے کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔

تاہم جو معیار گورنمنٹ نے اپنایا تھا وہ اسلامک آرگنائزیشن کی میٹنگ (انڈونیشیا میں اور ایم اے بی آئی ایم ایس (MABIMS) بشمول برونی انڈونیشیا ملائیشیا اور سنگاپور) میں مقرر ہوا۔ اس معیار میں تین چیزوں کو لازمی قرار دیا گیا۔ ۱۔ چاند کی اونچائی 2 ڈگری سے زیادہ ہوگی۔ ۲۔ سورج چاند کا زاویاتی فاصلہ 3 ڈگری سے زیادہ ہوگا۔ ۳۔ چاند کی عمر آٹھ گھنٹے سے زیادہ ہوگی۔ مگر کچھ وجوہات کی بنا پر محمدیوں نے اس معیار کو ابھی تک نہیں اپنایا۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ یہاں کوئی سائنسی بنیاد نہ ہو بلکہ انہوں نے صرف اور صرف وجود الہلال کے طریقہ کار کو اپنایا ہے۔ جو کہ بذات خود ہی سائنسی نہیں ہے۔ یہ معیار بین الاقوامی معیاروں کے مطابق بھی نہیں ہے۔ (ڈنجن حد جو کہ تھیوریٹیکل سکینفر نے سپورٹ کی ہے 1991 میں الیاس نے 1988 میں اور خالد طیب نے 1989 میں)۔

فصل چہارم: مراکش میں رویت ہلال کا طریقہ

محل وقوع رقبہ اور آبادی:

مراکش کا عربی نام "المملکۃ الغربیہ" ہے جس کا معنی مغربی سلطنت ہے۔ تاریخی حوالے سے مورخین حضرات مراکش کو "المغرب الاقصیٰ" کہتے تھے۔ جس کی وجہ سے اس کو مغرب کہا جانے لگا۔ اردو کی طرح کئی دیگر زبانوں میں اسے مراکش کہا جاتا ہے جو کہ اصل میں اس کے سابقہ دارالحکومت شہر "مراکش" کا نام ہے۔

مراکش براعظم شمالی افریقہ کا ایک ملک ہے۔ یہ بحر اوقیانوس کے ساتھ ایک طویل ساحلی پٹی پر واقع ہے۔ بحر اوقیانوس کے ساتھ طویل ساحلی پٹی پر واقع اس کی سرحدیں آبنائے جبرالٹر پر جا کر بحیرہ روم سے ملتی ہیں۔ مراکش کے مشرق میں الجزائر شمال میں بحیرہ روم اور اسپین واقع ہے۔ جبکہ مغرب میں بحر اوقیانوس موجود ہے۔ اور جنوب کی سرحدوں میں تنازع ہے۔¹

مراکش کا کل رقبہ ایک لاکھ پچھتر ہزار چار سو دو (175402) مربع میل ہے۔ کلو میٹر کے حساب سے 446550 مربع کلو میٹر رقبہ میں پھیلا ہوا ہے۔ رقبہ کے اعتبار سے دنیا کا ۵۷واں بڑا ملک ہے۔ اس کا دارالحکومت سب سے بڑا شہر اور بڑی بندرگاہ "رباط" ہے۔ دیگر شہروں میں کاسابلانکا طنجہ محمدیہ مراکش فاس اگاڈیر اور ان کے علاوہ بڑے بڑے شہر شامل ہیں۔ مراکش میں کل اکٹھ (۶۱) صوبے ہیں۔ 2018ء کی مردم شماری کے مطابق مراکش کی آبادی تین کروڑ ساٹھ لاکھ ائیس ہزار ایک سو اٹھ تیس (36029138) ہے۔

مراکش کا زیادہ تر زمین کی تزیین کی ڈھلوانوں کے ساتھ پہاڑی ہے جو آہستہ آہستہ سطح مرتفع اور وادیوں میں تبدیل ہوتی ہے۔ حبیبیل تو بکل مراکش کا بلند ترین مقام ہے جو 13,664 فٹ (4,165 میٹر) پر ہے، اور اٹلس پہاڑوں کی سب سے اونچی چوٹی بھی ہے۔ ملک کا جنوب مشرقی علاقہ صحرائے صحارا سے ڈھکا ہوا ہے، جو دنیا کا تیسرا سب سے بڑا صحرا ہے جو 3,600,000 مربع میل (9,400,000 مربع کلو میٹر) سے زیادہ ہے۔ مراکش، اور صحارا کے اندر واقع بہت سے دوسرے ممالک کے لیے زمین کا انحطاط ایک بڑا مسئلہ ہے، کیونکہ مویشیوں کے زیادہ چرانے اور پودوں کی تباہی نے مٹی کو ختم کر دیا ہے۔ مراکش کے پانی کے اہم ذرائع میں دریائے مولویا شامل ہے، جس کا منبع اٹلس پہاڑوں میں واقع ہے، اور بحیرہ روم میں بہتا ہے۔ ملک کا سب سے نچلا نقطہ Sebkhah Tah ہے۔ 180 (-55 m) -ft Casablanca، مراکش کا دارالحکومت، Casablanca-Settat ریجن میں

¹ Library of Congress, Federal research division, Morocco may 2006 p:9

واقع ہے۔ مراکش شمالی افریقہ کا ایک ملک ہے۔ یہ زمین کے شمالی اور مغربی نصف کرہ کے علاقوں میں مغرب کے علاقے میں واقع ہے۔ اس کی سرحد جنوب میں مغربی صحارا کے دو ممالک اور مشرق میں الجزائر سے ملتی ہے۔ اس کے مغرب میں بحر اوقیانوس اور شمال میں بحیرہ روم کے ساحل ہیں۔¹

جدید مراکش کا علاقہ 8 ہزار سال قبل مسیح میں آباد ہوا۔ قدیم دور میں یہ ماہیگانیہ کہلاتا تھا۔ (ماہیگانیہ نام کا ملک بھی مراکش کے قریب ہی واقع ہے۔) شمالی افریقہ اور مراکش عظیم رومی سلطنت کا حصہ رہے ہیں اور رومی سلطنت میں مراکش کا علاقہ Mauretania Tingitana کہلاتا تھا۔ 5 ویں صدی میں رومی سلطنت کے زوال کے بعد وینڈلز، وزیگوٹھ اور بازنطینی یونانیوں نے اس سرزمین پر قبضہ کیا۔ اس دور میں بھی جدید مراکش کے پہاڑی علاقے آزاد رہے جن میں بربر نسل کے لوگ رہتے تھے۔

ظہور اسلام کے بعد 7 ویں صدی میں عرب انواج شمالی افریقہ کو فتح کرتے ہوئے مراکش پہنچیں۔ 670ء میں خلافت امویہ کا جرنیل عقبہ بن نافع شمالی افریقہ کی ساحلی پٹی میں فتوحات حاصل کرتے کرتے مراکش پہنچا اور 683ء تک جدید مراکش کا تقریباً تمام علاقہ فتح کر لیا۔

اس فتح کے بعد مراکش میں اسلامی ثقافت اپنے عروج پر پہنچی اور مقامی بربر آبادی کی اکثریت نے اسلام قبول کر لیا۔ ہوامیہ کے زوال کے بعد خلافت عباسیہ کا دور آیا جس میں مراکش مرکزی حکومت کی دسترس سے نکل گیا اور ادریس بن عبداللہ نے ادریسی سلطنت قائم کر دی۔ ادریسیوں نے فاس کو اپنا دارالحکومت قرار دیا اور مراکش کو تعلیم و ہنر کا مرکز بنا دیا۔

مراکش بربروں کی دو بادشاہتوں کے درمیان اپنے عروج پر پہنچ گیا جو ادریسیوں کے بعد قائم ہوئیں۔ پہلے مراہطین اور بعد ازاں موحدین کے دور میں مراکش تمام شمال مغربی افریقہ اور اندلس کے بیشتر حصے کا حکمران بن گیا۔ اسلامی اسپین میں اشبیلیہ اور غرناطہ جیسے شہر یورپ میں علم و ہنر، سائنس، ریاضی، علم فلکیات، جغرافیہ اور طب کے مراکز تھے۔

شاہ فرڈیننڈ اور ملکہ آنا ایلا کے ہاتھوں سقوط غرناطہ کے بعد اسپین میں مسلم اقتدار کا سورج غروب ہو گیا اور عیسائیوں نے مسلمانوں اور یہودیوں پر مظالم کے پہاڑ توڑ دیئے۔ عیسائیوں کے مظالم سے تنگ آکر اسپین کے

¹ <https://www.worldatlas.com/maps/morocco> 26-01-2022

مسلمان اور یہودی مراکش آگئے۔ عیسائیوں نے مسلم ثقافت کی ہر نشانی کو ختم کرنے کے لیے اندلس کا ہر کتب خانہ تباہ کر دیا جس کے باعث ہزاروں انمول کتابیں ضائع ہو گئیں۔¹

وجہ اختلاف مطالع:

مراکش پاکستان کے مغرب میں واقع ہے۔ پاکستان اور مراکش کے درمیان سب سے کم ہوائی سفر کے اعتبار سے فاصلہ ۴۴۳۱ میل ہے جو کہ 7131 کلومیٹر بنتے ہیں۔ اگر پاکستان سے مراکش کی طرف سفر ہوائی جہاز کے ذریعے کیا جائے جس کی رفتار ۵۶۰ میل فی گھنٹہ ہو تو وہ جہاز 7.91 گھنٹے میں وہاں پہنچے گا۔ جبکہ سعودی عرب کا سفر اسکے نصف سے بھی کم ہے۔ اس لیے وہاں کا مطالع پاکستان کے مطالع سے مختلف ہے۔

پاکستان کے آفاقی وقت اور مراکش کے آفاقی وقت میں 5.326 گھنٹوں کا فرق ہے۔ وہ اس طرح کہ پاکستان کا آفاقی وقت 4.8 کوآرڈینیٹ یونیورسل ٹائم (UTC) (ہے جبکہ مراکش کا آفاقی وقت 0.456 ہے۔ سعودی عرب اور پاکستان کے وقت میں دو گھنٹوں کا فرق ہے اور اختلاف مطالع بھی ہے تو مراکش کے مطالع بدرجہ اولیٰ مختلف ہوں گے۔

رویت ہلال کا طریقہ:

مراکش میں رویت ہلال کا طریقہ کار کافی حد تک مضبوط اور مستحکم ہے۔ مراکش میں ملک کو سولہ علاقوں (ازروئے طلب رویت ہلال کے) میں تقسیم کیا گیا ہے Table 7۔

Table 7: Names of Morocco regions

نمبر شمار	علاقہ	علاقہ کا صدر مقام	علاقہ میں شامل صوبے
1	الشایبہ وردیغہ	سلطات	بن سلیمان - خریبکہ
2	دکالہ عبده	آسفی	الجدیدہ
3	فاس بولہان	فاس	بولہان - مولائے یعقوب - سیفراو

¹ <https://ur.wikipedia.org/wiki/%D9%85%D8%B1%D8%A7%DA%A9%D8%B4> 01-06-2022

سیدی قاسم	القنيطرة	الغرب شمارة بنی حسین	4
عین شوک آئے حسنی - عین صبا ئے محمدی - بن مسک سیدی عثمان - کاسابدانگانفا - انقدادرب سلطان - مشاور کاسابدانکا - سیدی برنوسی زیناتا - محمدیہ - میدیونہ - نوآشور	کاسابدان کا	عظیم کاسابدانکا ﴿عربی م یہ - جہہ الدار البيضاء الكبرى﴾	5
عزازگ - سہارا - طانطان - طاطہ	کلبیم	کلبیم السہارہ	6
بوجدور	العیون	العیون بوجدور الساقیہ الحمراء	7
مراکش مدینہ - مراکش منارہ - سیدی یوسف بن علی - العاوز - کیکاؤا - الکیڈات اسراغنا - الصویرہ	مراکش	مراکش تانسيفت حاوز	8
الاسباعیہ - مکناس البنزہ - الحجاب - الراشیدیہ - افران - خنیفرہ	مکناس	مکناس تافیدالت	9
برکان - فگواگ - جرادہ - الناظور - وجدہ انغد - توریرت	وجدہ	الجہہ الشرقيہ	10
آوسمد - اودادہاب	الداخلہ	وادی الذهب لکویرہ	11
صالیہ - سکر تہارہ - الخیسات	رباط	الرباط سلازمورزعیر	12

13	سوس ماسة درعه	اگادیر	اگادیر آو طنانے - انزیغانے آیت میداول - شتوکه آیت باهه - ورمزازات - ترو دانت - تزیت - زکوره
14	تادله ازیدال	بنی ملال	ازلال
15	طنجه تطوان	تطوان	فہس انجرا - تنجیر اسیلہ - شفشاون - وزان - العرائش
16	تازة الحسیبہ تاوانات	الحسیبہ	تاوانات - تازة ¹

مشاہداتی مقامات جہاں سے آسانی رویت ہلال کی جاسکتی ہے۔ ان مقامات کا انتخاب ٹوپوگرافک جغرافیائی اور موسمیاتی حالات کی بنا پر کیا گیا ہے۔ جن میں دو سو اٹھتر 278 آبرویشنل پوائنٹس (مبصراتی جگہیں یا علاقے) مقرر کئے گئے ہیں۔ جہاں سے چاند کو نیکی آنکھ سے متعدد شاہد (Observer) دیکھ سکتے ہیں بلکہ دیکھتے بھی ہیں اور پھر شاہدوں کی اتنی کثیر تعداد ہو جاتی ہے جو کہ سینکڑوں کی تعداد کو پہنچتے ہیں۔

وزارت کے انتظامیہ ہیڈ کوارٹر میں مرکزی رویت ہلال کمیٹی موجود ہے۔ جو کہ رویت ہلال کے عمل کا نظم و نسق کرتی ہے اور حاصل ہونے والے نتائج کو تمام ذرائع (فون فیکس ای میل وغیرہ) کے ذریعے تمام علاقائی شاخوں سے وصول کرتی ہے۔ علاقائی شاخیں جو کہ اس مرکزی کمیٹی کے تحت کام کرتی ہیں مشاہدے کے نقاط سے اپنی انتظامیہ کے تحت رپورٹیں جمع کرتی ہیں جس پر تمام مشاہدہ کرنے والے ممبروں کے دستخط ہوتے ہیں۔ حتمی رپورٹ فیکس کے ذریعے وزارت کے انتظامیہ کے ہیڈ کوارٹر (وزارت اسلامی امور Ministry of Islamic Affair) میں مرکزی رویت ہلال کمیٹی کو ارسال کی جاتی ہے۔ رویت ہلال کی رپورٹ میں فلکیاتی اور موسمیاتی حالات کے ساتھ ساتھ نتائج کے بارے میں بھی تفصیلی معلومات شامل ہوتی ہیں۔ یعنی ان میں سے اکثر گواہ اس طرح کے ہونے

¹ <https://ur.wikipedia.org/wiki/%D9%85%D8%B1%D8%A7%DA%A9%D8%B4> 01-06-2022

چائیس جو ان آبزرویشنل پوائنٹس کے ممبران کو رویت ہلال کی اطلاع دیتے ہوں۔ ان 278 آبزرویشنل پوائنٹس میں ہر ممبر رویت ہلال کی رپورٹ تیار کرتا ہے اور اس کو دستخط کر کے اپنے علاقائی دفتر کی طرف ارسال کر دیتا ہے۔ ہر علاقائی شاخ میں دو نمائندے ہوتے ہیں جن کو ایڈجسٹنگنگ جج نے ہر مشاہدہ کمیٹی کے ممبر کے طور پر مقرر کیا ہے۔ ان کا کام رویت ہلال کے حوالے سے مشاہداتی نتائج مثبت ہوں یا منفی ان کو قانونی دستاویز کے طور پر مکمل کرنا ہوتا ہے اور ایڈجسٹنگنگ لیگل رپورٹ کو مکمل کرنا ہوتا ہے۔ جس کے بعد ان کے اور ایڈجسٹنگنگ جج کے دستخط ہوتے ہیں۔ بعد ازاں اس کو آگے منسٹری آف اسلامک افیئرز (وزارت اسلامی امور) کی طرف ارسال کیا جاتا ہے۔ پھر وہ حتمی فیصلہ کرتے ہیں۔ اور پھر منسٹری آف اسلامک افیئرز ہر ہجری مہینے کی اٹھائیس تاریخ کو رویت ہلال کا اعلان کرتی ہے اور اس کو نیشنل میڈیا اور سرکولرز میں تقسیم کر دیتی ہے۔ اور یہی رپورٹ برطانیہ میں وفاق العلماء اور بیٹلے مون سائٹنگ کمیٹی کو بھی ارسال کی جاتی ہے۔

مراکش میں رویت ہلال کا ایک انتہائی بہترین مربوط انتظام رویت ہلال سے تعلق رکھتا ہے۔ دیگر مسلم عوام مراکش میں رویت ہلال کی پریکٹس میں ہوتے ہیں اور وہ اپنے سابقہ ممبران کے تجربوں کے ذریعے رویت ہلال کا طریقہ سیکھتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ باقاعدہ طور پر رباط محمد ششم یونیورسٹی میں رویت ہلال کے کورسز بھی کروائے جاتے ہیں۔ امام اور خواتین سکالرز کی باقاعدہ تربیت ہوتی ہے اور یہی لوگ ان کورسز ذاتی مطالعہ اور تربیت کی روشنی میں رویت ہلال کی پریکٹس کرتے ہیں۔ اور یہی مرحلہ واردور مراکش میں اللہ کے فضل و کرم سے جاری رہتا ہے کہ کچھ مرکزی کمیٹی کے ممبر کچھ علاقائی کمیٹیوں کے ممبر اور کچھ یونیورسٹی میں اسکی تعلیم حاصل کر رہے ہوتے ہیں۔ بعد میں یہی لوگ ممبر بنتے ہیں۔

مذکورہ طریقہ کار تو مطلع صاف ہونے کی صورت میں ہے مگر جب مطلع ابر آلود ہو تو پھر بھی اسی مربوط نظام کو جاری رکھا جاتا ہے کہ دو سو اٹھتر 248 آبزرویشنل پوائنٹس سے ہر ممبر رپورٹ جمع کرواتا ہے اور اپنے ریجنل آفس کی طرف بھیجتا ہے۔ ہر رپورٹ کو دوبارہ دیکھا جاتا ہے اور پراسس کیا جاتا ہے۔ اور جب یہ رپورٹ منسٹری آف اسلامک افیئرز کے پاس پہنچتی ہے تو ہر رپورٹ کو دیکھا جاتا ہے اور غروب آفتاب سے نوے منٹ تک فیصلہ مؤخر رکھا جاتا ہے اگر اس دوران ایک بھی رپورٹ مثبت پہنچ جاتی ہے تو فیصلہ سنا دیا جاتا ہے اور پہلی مثبت رپورٹ پر باقی تمام رپورٹس کو بھی دوبارہ دیکھا جاتا ہے اور ان کو محفوظ کر لیا جاتا ہے۔

مراکش کا رویت ہلال کا انتظام اتنا مربوط اور قابل اعتماد ہے کہ مذکورہ بالا تحقیقات سے پہلے فلکیاتی حساب سے یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ آیا آج کی تاریخ میں کیا چاند 7.7 ڈگری پر ہے یا نہیں؟۔ کیونکہ سائنسی نقطہ نگاہ سے اگر چاند 6.8 ڈگری پر ہو تو اس کی رویت ممکن نہیں ہوتی اور چاند صرف اسی صورت میں دیکھا جاسکتا ہے جب وہ

7.7 ڈگری پر ہو۔ اور مراکش میں کبھی بھی چاند کے 7.7 ڈگری سے کم ہونے پر رویت ہلال کی رپورٹ آج تک جمع ہی نہیں ہوئی۔ بالفاظ دیگر جب کوئی فلکیاتی حساب اس طرح کی رویت کے ناممکن ہونے کی نشاندہی کرتا ہے تو دیکھنے کا کوئی دعویٰ بھی قبول نہیں کیا گیا۔ مثال کے طور پر اگر فلکیاتی حساب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ چاند سورج سے پہلے غروب ہوا ہے تو پھر رویت کا کوئی دعویٰ بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ تاہم یاد رکھیں کہ مراکش میں ماضی میں کبھی بھی ایسا ناممکن رویت کا دعویٰ نہیں ملتا۔ کیونکہ ان کے اصول و ضوابط ہی بہت مضبوط اور مستحکم ہیں۔ پھر اس سارے مربوط نظام کے بعد جب منسٹری آف اسلامک آفیسرز فیصلہ کر لیتی ہے تو جابک قانونی فیکس کے ذریعے عوام الناس کو اطلاع دی جاتی ہے اور کسی بھی قسم کے دیگر سوشل میڈیا سے یقین دہانی کو بروئے کار نہیں لایا جاتا۔

ہر ہجری مہینے کے 28 ویں دن وزارت اسلامی امور قومی میڈیا چینلز کے ذریعے نشر ہونے والا ایک ابتدائی اعلان جاری کرتی ہے۔ جس کا مقصد ارد گرد کی شاخوں (اسلامی امور اوقاف کے معتمدین وغیرہ) اور رائل مسلح افواج کی مدد کرنا ہے۔ مشاہدات میں حصہ لینے کے لئے جنوبی علاقہ کے ساتھ ساتھ عوام بھی اس میں شامل رہتی ہے۔ اعلامیہ میں انھیں مشاہدے کے انعقاد کی تاریخ اور وقت کی یاد دہانی کروائی جاتی ہے۔ اور ان سے حاصل ہونے والے نتائج وزارت اسلامی امور کو پیش کرنے کو کہا جاتا ہے۔

1986ء سے پہلے مراکش کے مسلمانوں سے ملنے والی رویت ہی انگلینڈ کے مسلمانوں کیلئے رویت ثابت ہوتی رہی ہے۔ کیونکہ انگلینڈ کی آب و ہوا اور وہاں پر بارش اور بادلوں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ چاند کو دیکھنے سے مانع ہوتا ہے۔

فصل پنجم: منتخب مسلم ممالک میں رویت ہلال کے طریقہ کار کا تقابلی جائزہ

مندرجہ بالا تفصیل رویت کا بغور مطالعہ اس بات پر گواہ ہے کہ پاکستان سعودی عرب اور مراکش میں رویت ہلال کا جو طریقہ رائج ہے۔ وہ رویت بصری (ہلال کو آنکھ سے دیکھنا) سے متعلق ہے۔ جو کہ کریم آقا حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کے فرمان عالی شان ((صُومُوا لِرُؤْيَيْهِ وَأَفْطُرُوا لِرُؤْيَيْهِ))¹ کے تقاضے پوری کرتا ہے۔ اور پاکستان اور مراکش اس سلسلے میں نہ صرف فقط رویت بصری پر اعتماد کرتے ہیں بلکہ وہ علوم فلکیات محکمہ موسمیات سائنس اور ٹیکنالوجی اور ساحل سمندر پر موجود مسلح بحری افواج (جن کی بیشتر سرگرمیوں کا دار و مدار چاند کی حرکات و سکنات پر ہوتا ہے) کے ماہرین سے قمری مہینہ کے اختتامی ایام (28 یا 29 قمری تاریخ کو) پر ایک مربوط اور باضابطہ نظام کے تحت ایک ہمہ وقت کوشش کی وجہ سے نئے ماہ کا آغاز یا 30 تاریخ کا اجراء کیا جاتا ہے۔ اب ہم ان ممالک کی مختصر خلاصہ بیان کرتے ہوئے ان کا جائزہ لیتے ہیں۔

مقرضین:

پاکستان میں نظام رویت کی پیروی نہ کرنے والے ضلع پشاور مردان والے علماء اور صوبہ خیبر پختونخواہ کے کچھ دیگر علماء جو ملکی رویت کے خلاف سعودی عرب کی رویت کی پیروی کرتے ہیں۔ جبکہ سعودی عرب میں تمام لوگ سپریم کورٹ آف سعودی عرب کی رویت کے اعلان کی پیروی کرتے ہیں۔ مراکش میں کوئی بھی مرکزی رویت کے خلاف نہیں جاتا۔ انڈونیشیا میں رویت کا کیونکہ باقاعدہ نظام موجود نہیں مگر وہاں موجود معیار کے مقرضین میں محمدیہ پرسیاٹون اسلام اور اسلامک یونیٹی پرسیاٹون پائے جاتے ہیں۔

ممالک جن کی اقتداء کی جاتی ہے:

پاکستان اپنی رویت باقاعدہ طور پر ایک مربوط نظام کے تحت خود کرتا ہے اور کسی دوسرے ملک کی پیروی نہیں کرتا۔ اسی طرح پاکستان کی رویت کی پیروی کوئی بھی دوسرا ملک نہیں کرتا۔ اسکے برعکس سعودی عرب کی رویت کی اقتداء 44 ممالک کرتے ہیں۔ مراکش کی رویت کی تقلید انگلینڈ 1987ء تک کرتا رہا تھا اور جزوی طور پر ابھی بھی اس کی پیروی کرتا ہے۔ جبکہ انڈونیشیا کی رویت کی پیروی کوئی نہیں کرتا۔

اراکین رویت ہلال:

۱۔ نسائی، سنن نسائی، باب اکمال الشعبان ثلاثین اذکان غیم ح: ۲۱۲۹، ۲۱۳۰

پاکستان میں ضلعی زونل اور مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے اراکین جن میں معتمد اور جید علماء قرآن و حدیث مفتیان عظام اور مشائخ اہل طریقت و شریعت شامل ہیں۔ ان کے علاوہ پاکستان نیوی کا ایک نمائندہ محکمہ موسمیات وزارت سائنس اور ٹیکنالوجی سپارکو سے ایک ایک نمائندہ اور ماہرین فلکیات بشمول عوامی نمائندے رویت ہلال میں مدد کرتے ہیں۔ جبکہ سعودی عرب میں حکومت مجلس قضاء اعلیٰ یعنی مفتیان عظام اور محکمہ فلکیات کے نمائندگان کرتے ہیں ان میں عوام شامل نہیں ہوتی۔ مراکش میں عوام کی کثیر تعداد جس میں دیگر محکموں کے علاوہ محکمہ اسلامی امور اوقاف کے معتمدین رائل مسلح افواج محکمہ فلکیات سائنس اور ٹیکنالوجی اور رویت ہلال (رابط یونیورسٹی) کے تعلیم یافتہ سابقہ ممبران رویت ہلال (وزارت امور اسلامیہ) سے تربیت یافتہ اور تجربہ کار افراد کا ساتھ ہوتا ہے۔ جبکہ انڈونیشیا میں ایک خاص محکمہ ہی رویت ہلال کی ساری کارروائی سرانجام دیتا ہے۔

رویت ہلال کرنے کا سرکاری انتظامی ڈھانچہ:

عوامی سطح سے ملکی سطح تک رویت ہلال کے انتظامی ڈھانچے کی صورت حال کا جائزہ لیتے ہیں۔

ضلعی تقسیم:

پاکستان میں ضلعی سطح پر زونل کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں اور ہر بڑے شہر میں بھی کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں۔ جبکہ سعودی عرب کی ضلعی سطح کی کمیٹیوں کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں۔ اور مراکش میں پورے ملک میں 278 آبرویشنل پوائنٹس مختص کر رکھے ہیں جہاں سے مشاہدہ کرنے والے رویت ہلال کا باآسانی مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ان مقامات پر دیگر علاقوں سے رویت ہلال کے امکانات زیادہ ہیں۔ جبکہ انڈونیشیا میں مرکز ہی رویت ہلال کی مکمل سرپرستی کرتا ہے۔

صوبائی تقسیم:

پاکستان میں ہر صوبے میں صوبائی سطح پر ایک ایک صوبائی کمیٹی ہے۔ سعودی عرب میں چھ علاقائی کمیٹیاں ہیں۔ جبکہ مراکش میں پورے ملک کو سولہ علاقوں میں ازروئے رویت ہلال تقسیم ہے۔ اور ان سولہ علاقوں میں اپنے اپنے ریجنل آفسر (علاقائی دفاتر) موجود ہیں۔

مرکزی تنظیم رویت:

پاکستان میں ہر قمری ماہ کی 28 تاریخ کو پاکستان میٹرو لوجیکل ڈیپارٹمنٹ کیمپ آفس کراچی میں اور بعض اوقات لاہور یا اسلام آباد میں مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان میٹنگ منعقد کرتی ہے سعودی عرب میں سنٹرل کمیٹی

رؤیت ہلال مراکش میں وزارت امور اسلامیہ مراکش اور انڈونیشیا میں وزارت مذہبی امور ملکی سطح پر رؤیت ہلال کی سب سے بڑی کمیٹیاں یا تنظیمیں ہیں جن کا اولین مقصد عوام کو ملکی سطح پر رؤیت ہلال سے آگاہ کرنا ہے۔

حتمی فیصلہ رؤیت ہلال:

پاکستان میں چیئرمین مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان رؤیت ہلال کا حتمی فیصلہ کرتا ہے۔ جبکہ سعودی عرب میں سپریم کورٹ رؤیت ہلال کا حتمی فیصلہ بھی کرتی ہے اور اس کا فیصلہ ماننا ہر ایک پر ضروری بھی ہے۔ جبکہ مراکش میں منسٹری آف اسلامک آفیزرز (وزارت امور اسلامیہ مراکش) رؤیت ہلال کا حتمی فیصلہ کرتی ہے۔ اور انڈونیشیا میں وزارت مذہبی امور حتمی فیصلہ کرتی ہے۔

سائنسی علوم سے استفادہ یا امکانات رؤیت ہلال:

پاکستان مراکش اور سعودی عرب ان تمام ممکنات پر نظر رکھتے ہوئے رؤیت ہلال کرتے ہیں جس کے ذریعے چاند کی ممکنہ اور بصری رؤیت بمطابق ارشاد رسول مکرم حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کے مطابق ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ مطلع کا صاف ہونا صنعتی ذرائع آمد و رفت اور روشنی کی آلودگی سے پاک ہونا رؤیت کیلئے جگہ اور محل وقوع کا از روئے رؤیت مناسب ہونا رؤیت کرنے والے کا اولاً بصری طور پر صحیح درست اور صحت یاب ہونا رؤیت ہلال کے سابقہ تجربہ کار باصلاحیت افراد سے حاصل شدہ تربیت کے ساتھ رؤیت ہلال کے متعلقہ تعلیم و تربیت تجربہ اور آلات رصدیہ کے حتی الامکان وسائل کے ساتھ رؤیت کرنا محکمہ فلکیات اور ساحل سمندر پر موجود بحری افواج سے رابطہ سے چاند کی (قابل رؤیت مقام پر) موجودگی کی درست اور صحیح اطلاع وغیرہ۔ اور ان امور کی عدم موجودگی ممنوعات رؤیت ہلال کا باعث بنتی ہے جس کی وجہ سے اس وقت میں ماہرین تحقیق اور جانچ پڑتال کے بعد کسی قسم کی شہادت کو جھوٹا قرار دے دیا جاتا ہے۔

ان تمام وسائل میں سے اگر کوئی رؤیت ہلال کے امکان میں کسی قسم کی کوئی کمی کا اظہار کرے یا بصری رؤیت کو اس وقت کیلئے ناممکن تصور کرے تو مرکز (پاکستان سعودی عرب مراکش میں) بھی رؤیت کی اس گواہی کو گواہ پر جرح کر کے متعلقہ مطلوبات (سوء الحفظ ہونا ناقص البصر ہونا وہم و گمان کا پایا جانا گواہ کا صادق اور عادل نہ ہونا شہادت کی عدم قابلیت کا پایا جانا جیسے عاقل نہ ہونا بالغ نہ ہونا مسلمان نہ ہونا نامناسب وقت یا نامناسب مقام پر رؤیت کا کرنا وغیرہ) کی موجودگی میں اس گواہ کو جھوٹا ثابت کر کے گواہی کو رد کر دیتا ہے۔ جبکہ انڈونیشیا میں ایک مقررہ معیار کے تحت صرف حکومتی سطح پر وجود ہلال کے نظریے کے تحت چاند کی تعیین کی جاتی ہے جو کہ نہ تو سائنسی ہے اور نہ سنت رسول اکرم کی روشنی میں ہے بلکہ یہ رؤیت ہلال کی بجائے وجود ہلال کیلئے ہے۔ اور اس میں رؤیت بصری کے بنیادی عنصر کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ معیار عمومیت سے خالی ہو جاتا ہے اور محض ایک خاص گروہ ہی

اس معاملے میں سرگرم رہتا ہے اور اس معیار کی تمام جزئیات کو اپنے طے کیے ہوئے اصول و ضوابط کی روشنی میں حل کرتا ہے۔ جس سے نہ صرف خلاف سنت ہونا لازم آتا ہے بلکہ معاملے کی سنگینی عبادت کی چاشنی میں کڑواہٹ کے ساتھ ساتھ اسلامی مہینوں کی عدم تعیین کا باعث بن کر مکروہ تحریمی (کیم شوال اور 10 ذی الحجۃ کا روزہ رکھنے) کا باعث بھی بنتا ہے۔ اور یہ معیار بڑے مسالک کے مفتیان عظام اور علماء دین کی نظر میں عدم مقبولیت اور عدم شہرت کا باعث ہے۔ اسلئے اس معیار کے تحت معاملہ اکثر تذبذب کا شکار رہتا ہے۔

معیار رویت ہلال:

پاکستان اور مراکش میں امکانات رویت (سائنسی و فلکی علوم کی رو سے جس میں مطلع کا صاف ہونا مقام رویت کا رویت کیلئے مناسب ہونا مشاہدہ کرنے والے شخص کا از روئے رویت ہلال تعلیم یافتہ تربیت یافتہ اور سابقہ باصلاحیت مشاہدین اور ماہرین کے تجربات سے مستفید ہونا از روئے بصر صحت یاب ہونا چاند کی جیوگرافکی پوزیشن کا علم ہونا رویت کیلئے وقت کا مناسب ہونا) کیساتھ سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں بصری رویت کی جاتی ہے جبکہ سعودی عرب میں بھی یہی کاروائی حکومتی سطح پر افسران اعلیٰ سرانجام دیتے ہیں۔ جبکہ انڈونیشیا میں ایک مصنوعی معیار ہے جو کہ حسب ذیل ہے۔ ۱۔ چاند کی اونچائی 2 ڈگری سے زیادہ ہوگی۔ ۲۔ سورج چاند کا زاویاتی فاصلہ 3 ڈگری سے زیادہ ہوگا۔ ۳۔ چاند کی عمر آٹھ گھنٹے سے زیادہ ہوگی۔ یہ معیار بذات خود سائنسی بھی نہیں ہے۔ یہ معیار بین الاقوامی معیاروں کے مطابق بھی نہیں ہے۔

نتیجہ تقابل:

مندرجہ بالا سیر حاصل بحث سے یہ پتا چلا کہ رویت ہلال کا اصل مقصد ہمیشہ سے دنوں اور مہینوں کا صحیح اندازہ لگانا ہے۔ اور کریم آقا حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی بعثت کے بعد یہ عمل ایک مقدس حقیقت کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ جو کہ اکثر فرائض دین کیلئے اساس کی حیثیت بن گیا۔ جس کو متعدد ممالک جن میں سے انڈونیشیا مراکش پاکستان اور سعودی عرب کا نظام رویت ہمارا موضوع رہا ہے۔ جس کی دقیق وضاحت ہمیں یہ نتیجہ فراہم کرتی ہے کہ مراکش اور پاکستان میں رویت عین اسی طریقہ کار پر قائم ہے جو کہ کریم آقا حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ اور صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ جس میں بیک وقت رویت بصری جیسے بنیادی عنصر کے ساتھ ساتھ علوم فلکیات سائنس سے ہلال کا درست تعین کر کے نہ صرف ہم رویت ہلال کو یقینی بنا سکتے ہیں بلکہ ممکنہ حد تک ہر قسم کی غلطی سے بھی بچ سکتے ہیں۔ اور یہ طریقہ عمومیت کو بھی شامل ہے یعنی ہر فرد اس کا باقاعدہ اہلیت کے ساتھ حصہ بھی بن سکتا ہے۔ اور اپنی رائے کا اظہار بھی کر سکتا ہے۔

مگر سعودی عرب میں رویت ہلال سرکاری سطح پر تو سنت رسول مکرم ﷺ کے مطابق تو ہے مگر ملک کے اکثر افراد صرف سرکاری حکم کے پابند رہتے ہیں تاکہ وہ عید اور نئے اسلامی ماہ کی تعیین کر سکیں۔ اسلئے سعودی عرب کی رویت میں عمومیت نہیں پائی جاتی اور رہا جامعیت کا تعلق تو جیولو جکلی یا ٹوپو گرافکی وہ علاقے جن کی رویت سعودی عرب کی رویت کے موافق آتی ہے وہ تو سعودی عرب کی رویت کی پیروی کر کے سنت رسول مکرم ﷺ کی تقلید کا حقہ کر سکتے ہیں۔ مگر دوسرے علاقے جن کا جیولو جکلی ایریا سعودی عرب سے از روئے رویت بالکل مختلف ہے وہ محض عقیدے کی بنیاد پر روح دین کی نفی کرتے ہوئے بصری رویت ہلال کے خلاف جا کر نہ صرف سنت مقدسہ کا خلاف کرتے ہیں بلکہ عند اللہ گناہگار ہو کر آخرت کے انجام کو بھی پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ ہاں اگر حقیقتاً اس جگہ کی رویت سعودی عرب کی رویت کے موافق ہو جائے تو سعودی عرب کی رویت کی تقلید کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

انڈونیشیا کی رویت نہ صرف سنت رسول اکرم ﷺ کے خلاف بوجہ عدم رویت بصری ہے بلکہ ساتھ ہی ساتھ جو سائنسی طریقہ کار ان کا اختیار کر رہا ہے وہ غیر معین اور علماء کے نزدیک انتہائی تذبذب کا شکار بھی ہے۔ کیونکہ اسکا نہ تو مطلع کے ساتھ کوئی تعلق ہے نہ زمین کے متعلقہ حصے پر مشاہدے کے ساتھ اور نہ ہی ہلال کی پہلی جھلک کے ساتھ جو کہ رویت ہلال کی بنیاد کا کام کرتے ہیں۔ بلکہ یہ ایک ممکنہ وجود ہلال کیلئے ایک معیار کا کام کرتا ہے۔ اسلئے انڈونیشیا میں نہ صرف علماء حق اس معیار رویت کے خلاف ہیں بلکہ اس کا کھلم کھلا انکار بھی کرتے ہیں۔

رویت کا قانون جو کہ ہم تک امام الانبیاء حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کے فرمان عالی شان کی صورت میں پہنچا ہے۔ وہ کسی ایک گروہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر خاص و عام مسلمان گوراو کالا جاہل و پڑھا لکھا بوڑھا و جوان مرد و زن غرض کہ ہر ایک کیلئے یکساں ہے۔ تاکہ کسی قسم کا متذبذبانہ رویہ معاشرے میں پیدا نہ ہو اور ہر کوئی مہینوں اور دنوں کا صحیح اندازہ لگانے کے قابل ہو جائے۔ اسلئے باوجود وسائل کی کثرت اور آلات رصدیہ کی برمار کے ہر ایک کو اس مقدس سنت رسول پر عمل کرنا مناسب ہے۔ تاکہ معاشرہ کسی قسم کے اختلاط و کشیدگی کا شکار نہ ہو سکے اور دین اسلام میں مکروہ تحریمی روزوں کی تعیین اور دیگر اعمال اسلامیہ جن کا تعلق دنوں اور مہینوں کے ساتھ ہے ان کو بجالانا ممکن ہو سکے۔ اگر مرکز ہی درست طریقہ کار کو اپناتے ہوئے رویت ہلال کے سنت رسول اکرم ﷺ کے مطابق بصری رویت کو سائنسی اصول و ضوابط کی روشنی میں ہلال کی تعیین کر کے ایک مکمل اور موافق سنت فیصلہ کر دے تو نہ صرف ابتدائے ماہ اسلامی میں مدد ملے گی بلکہ عند اللہ ماجور بھی ہوں گے۔ اور اگر ایسا نہ کیا جائے تو غیر موافق سنت کی پیروی کرتے ہوئے ایک ایسا فیصلہ سامنے آئے گا جو کہ نہ صرف روح دین کے خلاف ہو گا بلکہ دنیا کے اکثر و بیشتر علماء حق کی رائے میں بھی درست نہ ہو گا جس کا نتیجہ عدت میں عدم تعیین کیساتھ ساتھ مکروہ تحریمی (عید الفطر عیدالضحیٰ کے روزے وغیر ہما) جیسے عمل بھی سامنے آئیں گے۔

مندرجہ ذیل چارٹ Fig 22 مختصر امندرجہ بالا تفصیل کی وضاحت میں سہولت مہیا کرتا ہے۔

تقابلی جائزہ متفرقہ رویت ہلال

S no.	انڈونیشیا	سراکش	سعودی عرب	پاکستان	
۱	معیار رویت ہلال	امکانات رویت (سائنسی و فکلی علوم کی رو) کیساتھ ممبران کمیٹی کی سرکاری سطح پر بصری رویت اور سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں بصری رویت	امکانات رویت (سائنسی و فکلی علوم کی رو) کیساتھ ممبران کمیٹی کی سرکاری سطح پر بصری رویت اور موصول ہونے والی شہادتیں	امکانات رویت (سائنسی و فکلی علوم کی رو) کیساتھ سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں بصری رویت	
۲	متنوعات رویت ہلال	۱۔ چاند کی اونچائی 2 ڈگری سے کم ہو۔ 2۔ سورج چاند کا زاویاتی فاصلہ 3 ڈگری سے کم ہو۔ 3۔ چاند کی عمر آٹھ گھنٹے سے کم ہو۔	مطلع ابر آلود ہونا، رویت کیلئے مقام کا مناسب نہ ہونا، مشاہد کا تعلیم یافتہ، تربیت یافتہ اور تجربہ کار نہ ہونا، صادق و عادل نہ ہونا (کمیٹی خود اس کا فیصلہ کرتی ہے)۔ علوم فلکیات اور سائنسی نقطہ نظر ممکن بھی نہ ہونا۔ صحتی، ذرائع آمد و رفت اور روشنی کی آلودگی سے پاک ہونا	مطلع ابر آلود ہونا، رویت کیلئے مقام کا مناسب نہ ہونا، مشاہد کا تعلیم یافتہ، تربیت یافتہ اور تجربہ کار نہ ہونا، صادق و عادل نہ ہونا (کمیٹی خود اس کا فیصلہ کرتی ہے)۔ علوم فلکیات اور سائنسی نقطہ نظر ممکن بھی نہ ہونا۔ صحتی، ذرائع آمد و رفت اور روشنی کی آلودگی سے پاک ہونا	مطلع ابر آلود ہونا، رویت کیلئے مقام کا مناسب نہ ہونا، مشاہد کا تعلیم یافتہ، تربیت یافتہ اور تجربہ کار نہ ہونا، صادق و عادل نہ ہونا (کمیٹی خود اس کا فیصلہ کرتی ہے)۔ علوم فلکیات اور سائنسی نقطہ نظر ممکن بھی نہ ہونا۔ صحتی، ذرائع آمد و رفت اور روشنی کی آلودگی سے پاک ہونا
۳	معتزین	محمدیہ اور پرساناؤن اسلام۔ اسلامک یونین، جیرس	بعض لوگ	ضلع پشاور اور دیگر خیبر پختون خواہ کے چند اضلاع کے مفتیان	
۴	ممالک جن کی اقتداء کی جاتی ہے	کوئی نہیں	کوئی نہیں	کوئی نہیں	
۵	دیگر نمائندگان	محمدیہ اور پرساناؤن اسلام۔ اسلامک یونین، جیرس	حکومت، مجلس قضاء اعلیٰ، محکمہ فلکیات	محکمہ موسمیات، وزارت سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، سپارک اور ماہرین فلکیات	
۶	گواہ	کوئی نہیں	متعلقہ محکموں کے نمائندگان مع عوام	عوام، مرکزی، ذول اور ضلعی کمیٹیوں کے ممبران	
۷	ضلعی تقسیم	کوئی نہیں	کوئی نہیں	ضلعی یا ذول کمیٹیاں	
۸	صوبائی تقسیم	کوئی نہیں	سولہ علاقائی کمیٹیاں	پانچ صوبائی کمیٹیاں	
۹	مرکزی تنظیم رویت	گورنمنٹ وزارت مذہبی امور، ہمدانہ العلماء	وزارت امور اسلامیہ مراکش	مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان	
۱۰	حتی فیصلہ رویت ہلال	وزارت مذہبی امور	منشری آف اسلامک آفیزرز (وزارت امور اسلامیہ)	سپریم کورٹ آف سعودی عرب	
۱۱	نتیجہ تقابل	خلاف شرع و غیر متوقع اور انتہائی تذبذب کا شکار، علماء دین کی آراء کے خلاف	موافق سنت رسول مکرّم ﷺ، سائنسی رو سے درست، عدم عمومیت، عدم جامعیت	موافق سنت رسول مکرّم ﷺ، سائنسی رو سے درست، عدم عمومیت، عدم جامعیت	

Fig 22 Comparison between four countries according to moon sighting

نتائج بحث

1. رویت ہلال از روئے شریعت نہ صرف بصری طور پر چاند کو دیکھنے سے متعلق ہے بلکہ علمائے عظام کے اقوال کا یہ نچوڑ ہے کہ رویت ہلال محض آنکھوں کے ساتھ دیکھنے سے ہی از روئے شرح حقیقی معنوں میں کارگر ثابت ہوگی اور موجودہ نظام فلکیات اس سلسلے میں انتہائی کارگر اور کامیاب آلہ کی حیثیت رکھتا ہے۔
2. پاکستان، سعودی عرب اور مراکش میں رویت ہلال کیلئے بصری طور پر دیکھنا ہی ہے جبکہ انڈونیشیا میں نہ صرف بصری رویت کی بجائے فلکی حساب پر اکتفا کیا جاتا ہے بلکہ ان کا امتناع ہلال بھی ایک خود ساختہ فلکی حساب پر مشتمل ہے۔
3. انڈونیشیا کا ایک منفرد اور خود ساختہ نظام رویت ہونے کی وجہ سے اس کی کوئی دوسرا ملک پیروی نہیں کرتا جبکہ سعودی عرب کی رویت میں عقیدت اور از روئے شرع درستگی کی وجہ سے چوالیس ممالک پیروی کرتے ہیں اور مراکش کی پیروی جزوی طور پر کی جاتی ہے جبکہ پاکستان کا نظام رویت صرف اس کی اپنی رویت کیلئے ہی مفید ہے۔
4. مراکش کی اس رویت میں قدیم اور جدید ذرائع کی ہم آہنگی قابل دید ہے جبکہ سعودی عرب اور پاکستان میں بھی اسی صورت کو ملحوظ خاطر رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے، جبکہ انڈونیشیا میں اس معاملے میں کوئی خاصہ نظام کارہائے عمل میں نہ ہے بلکہ کچھ کمیٹیوں کو ہی اس میں شمولیت کی اجازت ہے۔
5. انڈونیشیا میں رویت ہلال کیلئے حقیقی احکام شریعت کی درست نمائندگی کا فقدان ہے جبکہ مراکش اور سعودی عرب میں بالکل اس کا برعکس ہے جبکہ پاکستان میں علماء وغیرہ رویت ہلال کی بصری ضرورت کی بجا آوری کی طرف کوشاں ہیں۔
6. مطلع واحد پر امت مسلمہ کا اتفاق ہونا ایسا ہی ہے جیسے پوری دنیا میں ایک ہی وقت اور لمحہ پر نئے سال کا آغاز کرنا جو کہ محال ہے۔ جس طرح ساری دنیا کیلئے چاہے کچھ گھنٹوں، منٹوں یا سیکنڈوں کے فرق کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو نئے گریگورین سال کا آغاز اپنے مقامی وقت پر ہی ہوتا ہے کیونکہ گریگورین کیلنڈر شمسی حرکات پر منحصر ہے۔ اسی طرح امت مسلمہ بھی اپنے مذہبی ہیئت کی بقا کیلئے قمری دورانیہ پر منحصر ہے جو کہ شمسی دورانیہ سے بالکل مختلف ہے۔ اسی لئے امت مسلمہ کا ایک ہی مطلع کی رویت پر اتفاق نہیں کر سکتی۔

سفارشات

قرآن و سنت کے اس مقدس امر یعنی بصری رویت ہلال کی تکمیل کیلئے رمضان المبارک اور عید الفطر کے موقع پر بصری رویت کے مروجہ مستحکم نظام اور جدید فلکیاتی نظام کی ہم آہنگی کرنی چاہیے اور ساتھ ہی ساتھ اختلافی مسائل جیسے ملک کو ایک ہی نظام کے تحت مقامی یا دیسی رویت پر یکجا کرنے کی کوشش کے سلسلے میں درج ذیل سفارشات پیش کرتے ہیں۔

1. سرکاری کمیٹی جو فیصلہ کرے اس کی روشنی میں جو کمیٹی یا محکمہ خلاف شرع ثابت ہو جائے اس پر قانونی پابندی عائد کی جائے۔
2. حکومت ذرائع ابلاغ و نشریات میں چاند کی یومیہ رفتار اور اس کی اولین کیفیت (یعنی ویکسنگ کریسنٹ Waxing crescent) کے حوالے سے معلومات نشر کرے تاکہ مقامی رویت ہلال اور جدید فلکیاتی ذرائع کا ساتھ سب پر واضح ہو جائے۔
3. حکومت شہادت کی اہمیت واضح کرے تاکہ معاشرے کے با اعتماد اور معتبر خواندہ اور پر اثر افراد اس مقدس امر یعنی چاند کی بصری رویت کی طرف مائل ہو سکیں۔
4. تعلیمی اداروں میں بنیادی اور اعلیٰ سطح پر جدید اور شرعی علوم کو مد نظر رکھتے ہوئے رویت ہلال سے متعلق باقاعدہ کورس کا اجرا کیا جانا چاہیے۔
5. مرکزی و صوبائی رویت ہلال کمیٹیوں کے ممبران کو جدید ٹیکنالوجی سے متعارف رکھنے کے لیے On Job Training کی طرز پر سیمینار کا انعقاد کرایا جانا چاہیے۔

فہارس

فہرست آیات

فہرست احادیث

فہرست اصطلاحات

فہرست مصادر و مراجع

فهرست آیات

نمبر شمار	آیت کریمه	نام سوره	آیت نمبر	صفحہ نمبر
1	فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ	البقرة	185	57
2	يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهْلِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ	البقرة	189	19
3	إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا	النساء	103	24
4	الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ	المائدة	3	18
5	حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ	الكهف	90	45
6	وَالْقَمَرَ قَدَرْنَا مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ	يس	39	20
7	وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ	المزمل	20	61
8	سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ	القدر	5	45

فہرست احادیث

صفحہ نمبر	نام کتاب	متن حدیث	نمبر شمار
21	صحیح مسلم	إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ	1
83	صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن نسائی	إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ	2
70	صحیح بخاری	إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدْ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ	3
73	صحیح مسلم	بَعَثْتُهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ قَالَ: فَقَدِمْتُ الشَّامَ	4
63	صحیح مسلم	جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	5
24		صُومُوا لِرُؤُوسِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤُوسِهِ	6
21	سنن ابی داؤد	عَهْدَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ	7
21	صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن نسائی	فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَقْدُرُوا لَهُ ثَلَاثِينَ إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا	8
58	صحیح بخاری	فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ	9
22	سنن ابی داؤد	كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَقَّقُ	10
82	سنن نسائی	لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ ثُمَّ صُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ	11
21	صحیح بخاری	يَقُولُ إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا	12

فہرست اصطلاحات

صفحہ نمبر	اصطلاح	نمبر شمار
35	فل مون	1
15	Big Bang	2
47	اختلاف	3
47	اختلافِ مطالع	4
88	امکانِ رویت	5
131	آبزر ویشنل پوائنٹس	6
27	آپوجی	7
27	پیریجی	8
23	تقویم	9
96	ڈنجن	10
2	رویت	11
71	رویتِ بصری	12
4	رویتِ ہلال	13
95	ریسیکشن سلوشن یا فری اسٹیشن پوزیشن سرونگ	14
7	عرفہ	15
92	علماء ازہر	16
103	فرسٹ کواٹر	17
36	لاسٹ کواٹر	18
51	لیلیۃ الترویۃ	19

20	لیلة الفطر	51
21	لیلة النحر	51
22	مطالع	44
23	نیومون	35
24	ہلال	16
25	ویسنگ کریسنٹ	35
26	ویسنگ گیوز	35
27	وینگ کریسنٹ	35
28	وینگ گیوز	35

مصادر ومراجع

القرآن الكريم

- ابوریحان بیرونی، محمد بن احمد، الآثار الباقية عن القرون الخالية، (تهران: مرکز نشر میراث مکتوب، 1380ھ)
- ابوریحان بیرونی، محمد بن احمد، الآثار الباقية عن القرون الخالية، (تهران: مرکز نشر میراث مکتوب، 1380ھ-)
- ابوفارس، احمد بن فارس بن زکریا، مقائیس اللغۃ (بیروت: دار الحیئل، 1979ء-)
- ابن کثیر، عماد الدین بن ابی الفداء، تفسیر القرآن العظیم، (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2009ء)
- مفتی محمود، فتاویٰ مفتی محمود، (لاہور: مطبع اشتیاق اے مشتاق پریس، طبع نومبر 2002ء)
- ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف سراج الدین ابن نجیم المصری، الاشباہ والنظائر لابن نجیم، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ لٹل سٹار پرنٹر، 2014ء-)
- ابن نجیم، سراج الدین ابن نجیم، بحر الرائق شرح کنز الدقائق، (دار الکتب العلمیہ: 1997ء)
- ابراہیم انیس عبد الحلیم، منقصر عطیۃ الصوالحی، محمد خلف اللہ احمد، معجم الوسیط، (مصر: مکتبۃ الشروق الدولیہ، 1972ء)
- احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، (لاہور: رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، 2006ء-)
- احمد رضا خان، کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، (کراچی: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 2012ء-)
- حموی، الحموی علی الاشباہ، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2004ء)
- بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، (دمشق، شام: دار ابن کثیر، 2010ء-)
- بغدادی، قاضی عبد الوہاب، المعونۃ، (بیروت، لبنان: دار الفکر، 2009ء-)
- بلیلوای، مولانا ابوالفضل عبد الحفیظ، مؤلف لوئیس معلوف المنجد، (لاہور: مکتبہ خزینہ علم وادب، 2013ء-)
- ترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورۃ، جامع ترمذی، (بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، 2011ء-)
- تقی الدین احمد بن عبد الحلیم، مجموع فتاویٰ، (السعودیہ: وزارت الشؤون الاسلامیہ، الدعویۃ والارشاد، 2004ء)
- جزیری، عبد الرحمن الجزیری، الفقہ علی المذاهب الاربعہ، (دار الکتب العلمیہ، الطبعة ثانیہ: 2002ء-)
- حسکفی، محمد علاء الدین ابن الشیخ علی، تنویر الابصار مع در مختار، (کوسٹہ: مکتبہ رشیدیہ، مطبع مجتہبائی، 2006ء-)

- حقی، امام شیخ اسماعیل، روح البیان فی تفسیر القرآن، (بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، الطبعة ثانیہ 2009ء۔)
- حنبل، عبد اللہ بن احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن قدامہ، المغنی، (الناشر دار عالم الکتب: 1997ء۔)
- خالد اعجاز، رویت ہلال مسئلہ اور حل، (غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور: دارالکتب، 2006ء)
- رازی، علامہ محمد رازی فخر الدین بن علامہ ضیاء الدین، تفسیر الکبیر و مفاتیح الغیب، (بیروت، لبنان: مکتبہ دار الفکر، 2005ء)
- رویفی، محمد بن مکرم بن علی، معجم لسان العرب، (بیروت، لبنان: دار الاحیاء التراث العربی، الطبعة الثانی 2009ء)
- رویانی، ابو الحسن عبد الواحد بن اسماعیل، بحر المذہب، (بیروت لبنان: دار احیاء التراث العربی، 2006ء)
- زیلعی، فخر الدین ابو محمد عثمان بن علی، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، (بولاق، القاہرہ: المطبعة الکبری الامیریہ 2015ء)
- سبکی، علی بن عبد الکافی بن علی بن تمام، العلم المنتور، (بیروت، لبنان: دار البشائر الاسلامیہ، 2011ء)
- سجستانی، ابو داؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، (اقراء سنٹر، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ستمبر 2004ء)
- سعیدی، علامہ غلام رسول، شرح صحیح مسلم، (لاہور: رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز، الطبع الثامن عشر جون 2010ء)
- سنہجلی، مولانا برہان الدین سنہجلی، رسالہ رویت ہلال کا مسئلہ عصر کے مسائل اور ترقیات کی روشنی میں، (ڈی ایل روڈ، کراچی: دارالکتب جنید منشن، 2008ء)
- سیواسی، کمال الدین المعروف ابن الہام، فتح القدر شرح ہدایہ، (بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، 2009ء)
- شامی، ابن عابدین محمد امین، رد المحتار علی در المختار، (عید گاہ طوغنی روڈ، کونٹہ: مکتبہ ماجدیہ، 2007ء)
- شوکانی، محمد بن علی بن محمد، تفسیر الشوکانی، (البیروت: دار الکتب العربی، 2007ء)
- شوکانی، محمد بن علی بن محمد بن عبد اللہ الشوکانی، نیل الاوطار من اسرار متقی الاخبار، (دار ابن جوزی: 1427ھ)
- طحطاوی، احمد بن محمد بن اسماعیل، طحطاوی علی المراتی، (البیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، 1997ء)
- طرابلسی، محمد بن محمد بن عبد الرحمن، مواہب الجلیل فی شرح مختصر خلیل، (البیروت، لبنان: دار الفکر، 1992ء)
- عبد الرحمن بن محمد بن سلیمان الکلبسولی، مجمع الانہر، (بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، الطبعة اولی 1998ء)

فیروز آبادی، محمد الدین محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، (بیروت، لبنان: دارالکتب العربی، 2011ء)
 کاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود بن احمد، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، (البیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ،
 2003ء)

کاندھلوی، محمد زکریا بن الشیخ محمد یحییٰ، اوجز المسالک، (دمشق: دارالقلم، 2003ء)
 کاکاخیل، سید شبیر احمد، فہم الفلکیات، (مدینہ مارکھٹ راجہ بازار، راولپنڈی: رشیدیہ کتب خانہ، 2004ء)
 لکھنوی، فتاویٰ مولانا عبدالحی، مجموع الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ، (کالنسی روڈ، کوسٹ: مکتبہ حبیبیہ، 2004ء)
 محمد بن احمد الکلبی الغرناطی، القوانین الفقہیہ، الغرناطی (بولاق، القاہرہ: 2003ء)
 مراکش، محمد بن عبد الوہاب بن عبد الرزاق، العذب الزلال فی مباحث روٰیۃ الہلال، (الشراکتہ النشر والتوزیع
 ، المدارس، 2002ء)

مسلم، مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری، صحیح مسلم، (دمشق، شام: دار ابن کثیر، 2010ء)
 مفتی محمد سردار، روایت ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت، (ٹل، ہنگو، خیبر پختونخواہ: ناشر دارالافتاء دارالعلوم،
 2006ء)

مفتی مختار اللہ حقانی، مسئلہ روایت ہلال و اختلاف مطالع، (اکوڑہ خٹک: مؤتمرا لمصنفین، جامعہ حقانیہ، 2010ء)
 مفتی منیب الرحمن، روایت ہلال، (کراچی: ادارہ عرفان التوقیت، دارالعلوم نعیمیہ، 2009ء)
 مولانا معین الدین ندوی، تعمیر حیات ندوۃ العلماء (لکھنؤ: 1996ء)

نسائی، احمد بن شعیب بن یحییٰ بن سنان، سنن النسائی، (بیروت، لبنان: دارالمعرفۃ طبعہ اول، 1428ھ)
 نووی، امام ابو زکریا محیی الدین بن شرف النووی، المجموع شرح المہذب، (جدہ المملکت العربیہ، السعودیہ: مکتبۃ
 الارشاد، 2008ء)

وہیبی، محمد بن صالح بن محمد بن سلیمان، الشرح الممتع، (الریاض: دار ابن جوزی للنشر والتوزیع، 2002ء)
 عبدالعال ہریدی مترجم: ڈاکٹر محمد خالد مسعود، فکر و نظر (1974)، (Vol.12, No.5),
 سید صد حسین رضوی، فکر و نظر (1974)، (Vol.12, No.2),
 عبدالقدوس ہاشمی، فکر و نظر (1974)، (Vol.12, No.3),
 الشیخ عبداللہ بن محمد بن حمید، تحقیقات اسلامی، (1982)، (Vol.1, No.4),
 ڈاکٹر محمد طاہر حکیم، فکر و نظر (2007)، (Vol.45, No.2),

محمد مشتاق احمد, فكلرو نظر (2009), (Vol.47, No.2 ,)

محمد مشتاق احمد, فكلرو نظر (2010), (Vol.47, No.4 ,)

ڈاكٲر صالح الديرين حقاني, الايضاح (2013), (Vol.2, No.6 ,)

(English Books)

Alan Longstaff)2005(*Calendars from around the world*
National Maritime Museum

Antonin Rukl)2004(*Atlas of the Moon Sky* publishing
Corporation Cambridge revised edition

Gerald North (1997(*Observing the Moon the Modern
Astronomer's Guide* Second Edition by Cambridge
University Press

Library of Congress federal Division Country profile
Indonatia 2004

Library of Congress federal Division Country profile
Morocco 2006

Library of Congress federal Division Country profile Saudi
Arabia 2006

Mark wieczorek and 15 co-authors)2014(*the constitution
and structure of the lunar interior*. Reviews in Mineralogy
and Geochemistry.

Pakistan country profile (2002(Johannesburg summit of
united nation agenda 21 country profiles series

Siew Meng Chong Albert Lim Poon Seng Ang
)2002(*Photographic Atlas of the Moon* Cambridge
University Press UK

Trinh Thuan)2001(*Chaos and Harmony* Oxford university
press

(Web sites)

www.moonconnection.com

www.nhm.ac.uk

www.accuweather.com

www.timeanddate.com

www.almanac.com

www.moonsighting.com

<https://ur.wikipedia.org>